إن الذين يبايعونك إنما يبايعون الله يد الله فوق أيديهم
الحمد لله کہ درین زمان فیض اقتران کتاب مستطاب وسیلۂ خیر و برکات مشتمل بر مضامین پاک کی
ادراک
من تصنیف ہادی مراحل شریعت و پیشوائے منازل طریقت حاجی حرمین الشریفین سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی
مطبع شوکت جہانی آگرہ باہتمام عبد الغفار خان صاحب طبع
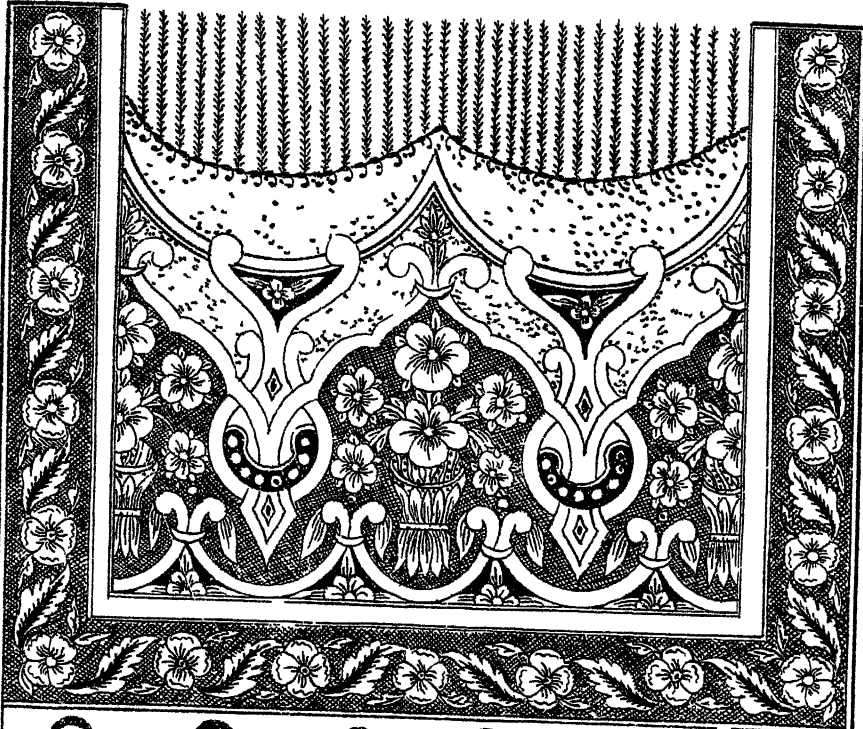
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدا الحمد لمن تقدس عن الاشباہ ذاتہ وتنزہ عن مشابہۃ الامثال صفاتہ
یا من دلت علی وحدانیتہ اٰیاتہ وشہدت بربوبیتہ مصنوعاتہ واحد لا من
قلۃ وموجود لا من علۃ یا من ہو بالبر معروف وبالاحسان موصوف
احسن الینا کما احسنت علی اٰباءنا ومشایخنا روحی فداک یا سیدنا والٰہنا
برحمتک یا ارحم الراحمین کیا پیارا وہ خدا ہی جسنے اپنے بندون کے دلون مین معرفت
کی لاگ لگا دی نثار ہو جائے ایسے بندہ نواز مالک پر کہ اپنے عشاق کے سینون مین اپنی محبت کی آگ
لگا دی نہ اوس احسان کا شکر ادا ہو سکتا ہی نہ اس بخشش کی تعریف آنکھونکو وہ بینائی دی کہ
ذرات عالم کا مشاہدہ حیرت کی نگاہون سے کر رہی ہین کانونکو وہ دولت عطا فرمائی کہ آوازِ دلکش
اور صدائے حزین کے نغمون سے معرفت کا ایک خزانہ جمع کر لیا ہی اصوات مختلفہ اور زمزمہ ہائے

گوناگون کے اوتار چڑہاؤ مین **صوت سرمدی** کے لطف آرہے ہین سبحان اللہ وبحمدہٖ
کیا قدرت والا صانع ہے کہ ایک پارۂ گوشت جسے زبان کہتے ہین اگر اوسے چیر پھاڑ کر دیکھئے تو اوسمین
کیا رکھا ہوا ہے مگر اس بے حقیقت ٹکڑے کو دو قوتون کا مالک کر دیا ہے ایک **گویائی** جو آدمی
کو حیوان کی صف سے نکالکر انسانیت کے دائرے مین لاتی ہے دوسری قوت **ذوق** اوس
نعمت اول کی آدمی کیا تعریف کر سکتا ہے تمام حالات دل کے ترجمہ کرنے والی یہی ہے اگر کہین درد ہے
بیزبان کیا بیان کر سکتا ہے یہ گویائی اوسکی جگہہ کو بے اختلاف بیان کر دیگی جسکی وجہ سے حالت
صحت اوس کی علاجی کرنے کو موجود ہے دُکھ درد کی دُکھڑے اس دردناک لفظون مین بیان کرے
کہ آدمی کا دل تو کیا پتھر بھی پسیج جائے مسرت وانبساط کی کیفیت ایسے خوشنما اور دلچسپ
جملون مین کھہ سنائے کہ مردہ دلون مین جان آجائے معرفت الہی کے اصول ایسے محکم طریقے
سے سنادے کہ منکرون کے دل بیساختہ اوس طرف کھچنے لگین عشق کی داستان بیان کرنے لگے
تو صاحبان عقل سلیم قیس وفرہاد کے طریقے مین داخل ہونے کی تمنا کرین حسن کی تعریف کرا اوٹھے
تو پیر صد سالہ مین الشباب شعبۃ من الجنون کے آثار نمایان ہوجائین یہ اوس قوت کی طاقت
ہے کہ جس مین خود قوت پیدا کرنیکی صلاحیت نہین ہے کسی کی دی ہوئی ہے پھر جس نے ایک بے حقیقت
چیز مین یہ قوت دی ہے اوس کی قوت وقدرت کا اندازہ کون کر سکتا ہے ؎

اوس کی حکمت کو سمجھ جائے بشر کیا معنی	گر پڑے جل کے نہ یہ مرغ نظر کیا معنی

دوسری قوت ذوق عجب لطیف قوت اس چھوٹے سے ٹکڑے مین رکھدی گئی ہے
کہ جس کے تصور سے عقل انسانی حیرت مین ہے بدو شعور سے تا آخر عمر جو کچھ کڑوا کسیلا کھٹا میٹھا
اسپر آگیا اس نے اپنے خزانۂ حس مشترک مین جمع کر دیا ہے اب وہ چیز جب اسکے سامنے آجائے گی
یا اوس کا خیال آجائے گا وہ حس مشترک فوراً اسکے سامنے پیش کر دے گی یہ فوراً اوسے پہچان
لے گی **قوت شامہ** یہ بوئے خوش وناخوش کے امتیاز کا آلہ ہے بوئے صندل وعطریت گلاب
وعنبر وزعفران وغیرہم جو کچھ یہ سونگھ چکی ہے سب کچھ اس کے منبع مین جمع ہے اور دماغ جان ہر وقت

اوسی خوشبو سے معطر ہے اگر غور سے دیکھئے تو یہ ضمیرین کسی اور طرف پھر جاتی ہین ۵
وصف گل و ریحان ہوا باز نگردد ⁂ ہر چند ہوا عطر دہد قوت شم را ۵

از دست و زبانیکہ بر آید		کز عہدۂ شکرش بدر آید

لامسہ یہ وہ قوت ہے کہ گرم و سرد کا حس اسی سے ہوتا ہے اگرچہ قادر مطلق نے یہ حس تمام بدن کو عطا فرمائی ہے لیکن کلمہ کی اونگلی کے اوپر کی گرہ مین بہت زیادہ ہے تمام صنعتین جو دستکاری کے متعلق ہین اوس کا آلہ یہی ہاتھ ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ای پیارے خدا یہ مشت خاک بیقدر ایسا سرمایہ کہان سے لائے جو تجھپر نثار کرے نہ سونا چاندی اس قابل کہ تجھپر صدقہ کرین نہ لعل و الماس و گوہر کا یہ رتبہ کہ تیری نذر کے واسطے پیش کیا جائے مگر ہان نقد جان موجود ہے تجھ تک تو ہماری رسائی نہین مگر تیرے محبوب حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے قدمون پر نچھاور کردین جنکے قدوم میمنت لزوم کے سبب ہم بادیہ ضلالت سے نکل کر شہرستان ہدایت مین پھونچ گئے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم **اما بعد** فقیر حقیر سید **محمد اکبر** ابو العلائی رضوی داناپوری غفر اللہ ذنوبہ ابن حضرت مرشدی و مولائی حاجی سید شاہ **محمد سجاد** ابو العلائی قدس سرہ ابن حضرت سید شاہ **تراب الحق** قدس سرہ ابن حضرت قطب وقت سید شاہ **طیب اللہ نقاب پوش** ابن حضرت قطب العالم مولانا سید شاہ **امین اللہ نو آبادی** ابن حضرت قطب الملت مولانا سید شاہ **منور اللہ** قدس اللہ اسرارہم عرض کرتا ہے کہ چونکہ طریقہ عالیہ **ابو العلائیہ** مین فکر اور نظر اذکار وغیرہ پر مقدم ہین لہذا ایک مختصر رسالہ اس بیان مین لکھنے کی ضرورت ہوئی امید ہے کہ میرے اعزہ اسکے مطالعے سے حظ کامل اوٹھائین اور مجھے بدعائے خیر یاد فرمائین اصل نام اس کا **ادراک** اور دوسرا تاریخی نام اس کا **تلقین طریقت** ہے جیسا شریف کے عشرۂ اوسط مین مین نے بمقام اکبرآباد شریف اسے لکھنا شروع کیا بحمد اللہ کہ ماہ شعبان المعظم

مین ختم ہوا اللہ تعالے شانہ اس کا نفع عام کرے آمین ثم آمین

تلقین اوّل دربیان فقر

فقر لغت مین اس کے معنی محتاجی کے ہین فقیر اوسے کہتے ہین کہ کفاف چند روز کا اپنی اہل وعیال کے واسطے رکھتا ہو اور **مسکین** اوسے کہتے ہین کہ جو بہت محتاج ہو اور کچھ نرکھتا ہو لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واسطے دعا فرمائی اللھم احیینی مسکیناً وّ امتنی مسکیناً وّاحشرانی فی زمرۃ المساکین **فقر** کی دو قسمین ہین ایک **اضطراری** اس سے بزرگون نے پناہ مانگی ہے اور اسی فقر کے واسطے حدیث شریف وارد ہے کاد الفقر ان یکون کفراً **ترجمہ** یعنی لگتا ہے کہ محتاجی کفر ہو جائے اللہ تعالے شانہ اس سے پناہ مین رکھے **آمین** دوسری **اختیاری** اس کی صراحت مین حدیث شریف وارد ہے الفقر فخری **ترجمہ** یعنی محتاجی ہمارا فخر ہے دنیا مین دو قسم کی ثروتین ہین **ایک** دولت عقبیٰ **دوسری** دولت دنیا **ایک** دوامی **دوسری** چند روزہ جس قدر دنیا کی عمر ابتک ہوئی ہے اوس کے حساب سے ہم اپنی عمر طبعی کا اگر موازنہ کرین تو ساعت چند سے بھی کم ہے پھر اگر ہم ثروت دنیا کو چند روزہ سے بھی بہت کم کہین تو کسی طرح کا مبالغہ نہین ہے اور عقبیٰ کا زمانہ اپنی پیدایش سے الی غیر النہایۃ کس قدر وسیع ہے پس مرد عاقل وہ ہے کہ اوس ثروت کو اختیار کرے کہ جو ہمیشہ کے واسطے ہے فرض کرو کہ اگر کوئی آدمی اتنی حکومت دنیا مین کر جائے کہ تمام دنیا اوسکی زیر نگین ہو اور بالکل خزانہ روئے زمین وزیر زمین سب اوسکے ہاتھ مین ہون اور عمل اوس کا کچھ بھی نہو تو مرنے کے بعد وہ دولت اور وہ تمام دنیا کی بادشاہت اوسے کیا نفع پھونچا سکتی ہے بس دنیا مین اس صحیح خیال کے موجد انبیا علیہم السلام ہوئے ہین اون حضرات نے جو بے ثباتی عالم کی ملاحظہ فرمائی تو تمام نعمائے دنیا کو ترک کر دیا اور اس طرف سے منہ پھیر لیا اور ثروت عقبیٰ کو حاصل کر لیا اور اپنے اتباع کو

اوس کے تحصیل کرنے کی ترغیب دی اس تمہید سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فقر کے چشمہ کا منبع انبیا
علیہم السلام کا دلِ مبارک ہے چونکہ اوس زمانے مین تمام چیزین ترقی کی حالت مین تھین لہذا
آدمیون کی قوتین اعتدال پر تھین اور دماغ صحیح تھا تو حافظہ و اہمہ متصرفہ خیال حس مشترک
یہ سب قوتین اپنی اپنی حالت پر ٹھیک تھین اسی وجہ سے اس طریقے کے اصول اکثر سینہ بسینہ
چلے آئے اور چونکہ اچھی چیز اکثر محفوظ رہا کرتی ہے لہذا عوام الناس کی نگاہون سے اس کا
مخفی رکھنا ضروری سمجھا گیا کیونکہ زمانہ سلف سے یہ امر مسلم ہے کہ کام کے آدمی تھوڑے ہی
ہوا کرتے ہین اور سب اونھین قلیل آدمیون کے طفیلی اور ریزہ چین ہوتے ہین اللہ تعالے شانہ کی
مخلوق کس قدر ہے کہ جس کا حساب اور شمار عقل انسانی ہرگز نہین کر سکتی مگر انبیا وہی گنتی کے
ہوئے ہین اسی طرح سے خیال فرمائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب لاکھون ہی
تھے مگر اون مین منتخب وہی چار یار ہین اسلام کی ترقی کا سبب بعد وصال آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہی ہوئے پس وہ فقر اختیاری کہ جسے خاتم الانبیا سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنا فخر بیان فرمایا ہے ان دو حضرات سے اسلام کی دنیا مین پھیلا یعنی حضرت
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالے عنہ قرن صحابہ
اور تابعین اور تبع تابعین تک اسکے اصول سینہ بسینہ رہے پھر آخر کو جب مسئلہ توحید کہ جو
راس الفقر ہے اسکے سمجھنے مین مریدون کو دقتین واقع ہوئین اور توحید کا پاک وصاف چشمہ
بعض ملاحدہ کے طغیان کفر سے گدلا ہونے لگا تو مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے مریدین
کے استحفاظ کے واسطے فقر کے اصول قلم بند کرنے کی ضرورت پڑی تھوڑے زمانہ کے بعد اس
اس طریقہ عالیہ کا اسقدر شیوع ہوا کہ جس نے تمام عالم کو گھیر لیا اب بحکم محکم اختلاف العلما
رحمۃ بعض فروعی مسائل مین با خود با اختلاف واقع ہوا جن کی عقلین سلیم اور فقر اون کا
اللہ کے واسطے تھا وہ تو اس اختلاف کو رحمت سمجھکر خاموش ہو گئے اور بعض حضرات جو علم کلام
کے ذایقہ چش تھے اون سے بغیر بحث و مناظرہ نہ رہا گیا جس کی وجہ سے بعض مشکلین پیش آگئین

علم کلام وہ علم ہی کہ جس مین مسائل نقلی کو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین ؎

بہ سعی جوہر اندیشہ راز دین مکشائے	کلید موم و سر قفل آہنی مکشائے

حضرت مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہین ؎

گر بہ استدلال کار دین بُدے	فخر رازی رازدار دین بدے
پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود

المختصر اب زمانے کی روش کے موافق اس امر کی بڑی ضرورت ہی کہ اہل سلوک کو **فقر اختیاری** کے اصول بتائے جائین میرے قلب پر یہ بات وارد ہوئی کہ مین اپنے طریقے اور فہم کے موافق اس بیان مین ایک رسالہ لکھون شاید وہ میرے اعزہ کو کچھ نفع پہونچا سکے وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان وہو نعم المولی ونعم النصیر اے عزیز ہر علم کے واسطے ایک موضوع ہی کہ جس سے اوس علم مین بحث کیجاتی ہی طب کا موضوع بدن انسان ہے اور علم اخلاق کا موضوع نفس ناطقہ انسانی ہے اسی طرح اس علم موضوع معرفت حق ہی اور نفس کا تزکیہ معرفت حق کا آلہ ہے جیسے کہ آئینہ اور جمال آئینہ جسقدر صاف ہوگا ویسا ہی جمال اوس مین نظر آئے گا۔

تلقین دوم دربیان تقلیل ثلاثہ

ہر علم کے واسطے ایک ابتدا ہے جسکو مبادی کہتے ہین کہ جہان سے اوس کی بحث کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہی اس علم کی ابتدا تائب ہونا ہی گناہ ماضیہ سے اور آیندہ کے واسطے عہد کرنا ہی اور توفیق چاہنا ہی پروردگار تعالیٰ شانہ سے جب طالب اس طریقے مین داخل ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ داخل ہونے کے دن سے عامل قلت ثلثہ کا ہو جائے یعنی کم کھانا اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عبادت مین کاہلی اور سستی نہوگی اور وضو جو سلاح مومن ہی جس سے شیطان بھاگتا ہی قایم رہے گا ؎

پرخوری ہمچو پیل باشی تو		کم خوری جبرئیل باشی تو
جوع مر خاصان حق را دادہ اند	دیگر	تا شوند از جوع سیر و بہرہ مند
جوع رزق جان خاصان خداست		کے زبون ہمچو تو گیج گداست
قوت اصلی بشر نور خداست		قوت حیوانی مراو را کے سزاست
گر خوری یکبارہ از ماکول نور		خاک ریزی بر سر نان تنور
قوت جبرئیل از مطبخ نبود		بود از دیدار خلاق ودود

راحت الجسم فی قلت الطعام کم بولنا اس کا یہ فائدہ ہے کہ سررشتۂ خیال یار ہاتھ سے نجانے پائے گا جو چیز کہ جمع ہوئی دل کو اوکھاڑنے والی ہے وہ بولنا ہی ہے ؎

دل زپر گفتن بمیرد در بدن گرچہ گفتارش بود در عدن

ایک وقت میں آدمی سے دو کام نہیں ہوسکتے گفتار ہے تو خیال نہیں اور خیال ہے تو گفتار نہیں لیکن ایسا کلام کہ جو لوگوں کو معرفت الٰہی کے سچے اصول بتائے اوسکو خاموشی پر فضل ہے اس لئے کہ خاموشی کا فائدہ مجرد اپنے نفس کے واسطے ہے اور اوس کلام کا عام اور متعدی ہے ؎

مرورا ہرچند خاموشی کند کامل عیار		صحبت یاران یکدل کیمیائے دیگر است

زبان تیغ سے جو جراحتیں دلوں پر پہونچتی ہیں اون کا اندمال کسی مرہم سے ممکن نہیں ؎

جراحات السنان لہا التیام		ولا یلتام ما جراح اللسان
بہایم خموش اند و گویا بشر		زبان بستہ بہتر کہ گویا بشر

کیسا ہی جھگڑا ہو کہ جو کسی طرح سے اوس کا فیصلہ ممکن نہو اگر ایک فریق خاموش ہو جائے فوراً طے ہو جائے گا ؎

تا بود گفتگو سخنم ناتمام بود		نازم بخامشی کہ سخن را تمام کرد

راحت الروح فی قلت الکلام **مثنوی**

چون سر از لطعمہ ابدال شود		آن جملہ قیل و قال پامال شود

ہم مفتی شرع را جگر خون گردد		ہم خواجہ عقل را زبان لال شود

کم سونا اللہ تعالےٰ شانہ کی صفات مخصوصہ مین سے یہ ایک صفت ہے کہ وہ کبھی سوتا ہی نہین وہ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ترجمہ اگرچہ لفظی ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ نہ اوسے اونگھ پکڑتی ہے نہ نیند مگر مزیدار ترجمہ یہ ہے سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار راحۃ القلب فی قلۃ المنام سونا علم کو ضایع کرتا ہے تمام غفلتون کا سرچشمہ ہے سونے والے کو نہ اپنی خبر ہے نہ اپنے مالک کی لیکن آدمی کے واسطے اسقدر سونا کہ جس سے اوسکا نفس ہلاکت مین نہ پڑے ضروری ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابتدائے زمانہ نبوت مین کبھی آرام فرمایا کرتے تھے اور کبھی تمام شب بیداری فرماتے تھے اوسوقت اسلام کے اصول تکمل نہین ہوئے تھے جب پروردگار تعالےٰ شانہ نے حضرت کو شب بیداری کیطرف رغبت دلائی تو آپ تمام تمام رات ایک ایک دو دو رکعت مین بسر کردیا کرتے تھے اور پائے مبارک ورم کر گئے تو حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اس حالت کو ملاحظہ کرکے بہت اندوہناک ہوئے اوسوقت پروردگار تعالےٰ شانہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے نفس کو کچھ آرام بھی دینا چاہئے لہذا آپ عشار کی نماز پڑھکر آرام فرماتے تھے اور بعد نصف اللیل تہجد کے واسطے بیدار ہوجاتے تھے اہل سلوک کے واسطے نماز تہجد ایک خاص قاصد ہے جو محبوب بے نیاز کے واسطے نامہ مشعر راز و نیاز لیکر روانہ ہوتا ہے یہ نماز ایسے مخفی طریقہ سے ادا کیجائے کہ اپنے خاص لوگون کو بھی خبر نہو حضرت والد ماجد مولانا سید شاہ حاجی محمد سجاد ابوالعلائی داناپوری قدس اللہ اسرارہ اور حضرت عم اقدس پیر و مرشد برحق مولانا و مرشدنا سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری قدس اللہ سرہٗ کی تاکید نماز تہجد کے واسطے نہایت درجہ مین تھی اور آپ ایسے مخفی طریقہ سے ادا فرماتے تھے کہ آپکے غلامون مین سے دو ایک ہی آدمی مطلع تھے الغرض سالک کے واسطے شب بیداری سے بہتر کوئی چیز نہین ہے مرید جیسے رات کے مشتاق رہتے ہین ویسا عاشق معشوق کا منتظر نہین ہوتا جس مرید نے رات کی قدر نکی اوس کے دل مین نسبت فقرا اچھی طرح سے متمکن نہین ہوئی ہے رات بڑی پردہ دار ہے اور اس پردہ داری کا

لطف وہی مرید خوب جانتا ہی جس کا فقر خاص اللہ تعالےٰ شانہ کے واسطے ہو اور خلق سے اپنی حالت
کو مخفی رکھنا چاہتا ہی الغرض اس تقلیل ثلاثہ کے ساتھ دو شرطین اور بھی لگی ہوئی ہین یعنی **صدق مقال**
اور **اکل حلال** نور عرفان بغیر ان کے سالک کے دل مین چمک نہین سکتا سچ بولنا آدمی کے
واسطے اسقدر ضروری امر ہے کہ مرنے سے بھی زیادہ اور اکل حلال سے مرید کے بدن مین خون صالح
پیدا ہوتا ہی اور وہ خون عقل سلیم پیدا کرتا ہی جو کبھی خطا کیطرف رخ نہین کرتی اور جس مرید کے بدن مین
خون صالح پیدا ہوتا ہی اوسکا مادۂ عنصری کبھی فاسد نہین ہوتا اسی خون سے جو آنکھون مین نور پیدا
ہوتا ہی وہ نور ہمیشہ صنعت پروردگار ہی کا ملاحظہ کیا کرتا ہی بعض حضرات یہہ فرماتے ہین کہ اکل حلال دنیا
مین کہان ہی مجھے اون لوگون کے ارشاد پر بڑی حیرت ہوتی ہی کہ پروردگار تعالےٰ شانہ اپنی بندون کو محالات
کے حاصل کرنے کا کبھی حکم نہین کرتا جو حضرات تجارت کرتے ہین وہ اپنے مال مین سے ایک نفع معین کرلین
کہ ہمارا سب خرچ منہا ہوکر اسقدر ہمکو ملنا چاہئے بس وہ اونکا مال حلال ہی اور جب وہ اپنی پیچکون
مین فریب کرینگے اور خرید و فروخت مین چالین کرنے لگین گے تو ضرور وہ مال اون کا مشتبہ ہوجائیگا
اسی طرح جو لوگ مزدوریان کرتے ہین اونکو لازم ہی کہ جتنے گھنٹے اونکو دئے جائین اونکو اپنی ذات خاص
کے کام مین نہ صرف کرین یہی انکا اکل حلال ہی اور جو لوگ ملازم عدالت وغیرہ ہین اور جس کام کے واسطے
وہ [illegible] ہین اوسکو اپنی اوسی تنخواہ معینہ مین انجام دین اہل حاجت سے اپنے واسطے کوئی حصہ نہ مقرر
کرین اور جو لوگ کاشتکاری کرتے ہین وہ اپنی ہی زمین مین کاشتکاری کرین دوسرے کی زمین ایک
انگشت کے مقدار بھی نہ دبائین اور دوسرے کے کھیت سے پانی بغیر اوسکی اجازت کے نہ لین اگر ہم ان
امور کی طرف توجہ کرین تو یہ امر بہت مشکل نہین ہین ہم انہین انجام دیکھتے ہین صرف بات اس قدر
ہوگی کہ ہمکو اپنی ضروریات مین اصلاح کرنی ہوگی یعنی اگر ہم دو روپیہ گز کا کپڑا پہنتے ہین تو آٹھ آنے
گز کا کپڑا پہننے پر کفایت کرنی ہوگی اور اگر ہم روز دونون وقت پلاؤ کہاتے ہین تو دو وقت کا ایک وقت
یا ہفتہ مین تین روز یا اور کچھ کم و بیش کرنا ہوگا یہ امر بھی دشوار نہین ہی ہم اپنی شامت اعمال سے اپنی
اصلاح نکرسکین تو یہ اور بات ہی ورنہ ہر امر اصلاح پذیر ہی اور دوربینی اور مآل اندیشی اسیکو کہتے ہین

مصرعہ مرد آخرین مبارک بندہ ایست ؎

تلقین سوم دربیان تہذیب نفس

جب مرید نے صدق مقال اور اکل حلال کا پورا انتظام کرلیا تو اوسے اپنے اخلاق درست کرنے چاہئین **تہذیب نفس** نصف فقر ہی اہل **اخلاق** نے انسان کے واسطے چار فضیلتین قرار دین ہین جنکو **فضائل اربعہ** کہتے ہین اور ہر فضیلت کے تحت مین چند صنفین ہین وہو ہذا **حکمت**[۱] **شجاعت** **عفت** **عدالت** حکمت کی دو قسمین ہین ایک **قوت نظری** اور وہ ادراک حقائق اشیا ہی طاقتِ بشری کے موافق جس کے ذریعہ سے معرفتِ واجب الوجود حاصل ہو دوسری **قوت عملی** اور وہ قیام کرنا ہی افعال نیک پر جس کے سبب سے نفس اخلاق پسندیدہ کا عادی ہوجائے فرض کیجئے کہ ایک نمازی ہی جو ابتدا سے نماز کے خوگر نہین ہین اونکو قید نماز کسقدر سخت ہی اور جنکو اللہ تعالےٰ شانہ کے فضل سے بدو شعور سے نماز کی عادت ہی اون کو ایک وقت کی نماز فوت ہونے سے کسقدر صدمہ ہوتا ہی مرید کے واسطے نماز معراج[۱] ہی جس مرید نے نماز فوت کی اوسکا فقر مردود ہی کبھی ماننے کے قابل نہین ایک بڑے بزرگ نے اپنی مبارک تصنیف مین تحریر فرمایا ہی

اذا قام العبد الی الصّلوٰۃ وقال اللّٰہ اکبر خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امّہٗ یعنی جب بندہ کھڑا ہوا نماز کے واسطے اور کہا اوسنے اللہ اکبر ایسا پاک ہوا گناہون سے کہ جیسا اسکی مان نے جنا تھا اوسے واذا قال اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الخ کتب لہ بکل شعرۃ علی بدنہ عِبَادۃ سنۃ اور پھر جب کہا اعوذ باللہ آخر تک تو لکھا گیا اوس کے ہر موئے بدن کے شمار کے موافق ایک سال کی عبادت کا ثواب واذا اقرء الفاتحۃ فکانّما حج واعتمر اور پھر جب پڑہا اوس نے سورہ فاتحہ پس مثل اوس کے ہوا کہ جس نے حج کیا اور عمرہ واذا رکع فکانّما تصدق بوزنہ ذھبًا اور پھر جب اوسنے رکوع کیا تو مثل اوس کے ہوا کہ جس نے اپنے بدن کے وزن کے موافق سونا اللہ کی راہ مین خیرات کیا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ

[۱] حدیث شریف مین آیا ہی الصلوٰۃ معراج المومنین ۱۲

نظر اللہ تعالی الیہ بالرحمۃ اور جب کہا سمع اللہ لمن حمدہ نظر کی اللہ تعالے شانہ نے اوسکی
طرف رحمت سے واذا سجد فکانما اعتق رقبۃ اور پھر جب سجدہ کیا تو مثل اوسکے ہوا کہ ازاد
کیا اوس نے ایک غلام اللہ کی راہ مین واذا تشہد اعطاہ اللہ تعالی لہ ثواب الف شہید
اور پھر جب اوس نے تشہد پڑہی تو پھر اللہ تعالی شانہ نے عطا کیا اوسکو ثواب ہزار عالم اور ہزار شہید کا
واذا سلم وفرغ من صلوتہ فتح اللہ تعالی لہ ابواب الجنۃ ید خلہ من ای باب
شاء بلا حساب وبلا عذاب اور پھر جب اوس نے سلام کیا اور نماز سے فارغ ہوا تو اللہ تعالے
شانہ کھول دیتا ہے واسطے اوسکے دروازے جنت کے وہ چاہے جس دروازہ سے داخل ہو اوسمین
بیحساب اور بے عذاب کے اور اسی کتاب مین تحریر ہے اذا کان یوم القیامۃ ویوم الحسرت ویوم
الندامۃ یخرج من جھنم حیۃ اسمہ ھرایش ویتولد من جنس العقراب راسہ فی
السماء السابعۃ وذنبہ الی تحت الثری فینادی کل سنۃ الف مرۃ این من
ترک الصلوۃ واین من منع الزکوۃ واین من اکل الصوم واین من ترک الحج واین
من اکل الربوی واین من شرب الخمر ترجمہ اور جب ہوگا دن قیامت کا اور دن حسرت اور
ندامت کا نکلیگا جہنم سے ایک سانپ کہ نام اوسکا ہرش ہوگا اور پیدا کریگا وہ بچھو سر اوسکا ہوگا ساتوین
اسمان پر اور دُم اوسکی ہوگی تحت الثری مین ندا کریگا وہ ہر سال مین ہزار بار کہ کہان ہین وہ لوگ
جنہون نے نماز ترک کی اور کہان ہین وہ لوگ جنہون نے زکوۃ نہین دی اور کہان ہین وہ لوگ
جنہون نے روزے نہین رکھے اور کہان ہین وہ لوگ جنہون نے باوجود استطاعت حج نہین کیا اور
کہان ہین وہ لوگ جنہون نے سود کھایا اور شراب پی فیقول جبرائیل یا ھرایش ما ترید
فتقول ھرایش اما اکلھم فیقول اللہ تعالی شانہ یا جبرائیل جمعھم فی فم ترجمہ
الی جھنم پس کہین گے جبرئیل علیہ السلام اوس سے یا ھرایش کیا ارادہ کرتا ہے تو کہیگا ہرش
کہ مین اونکا کھانے والا ہون پس فرمائیگا اللہ تبارک وتعالے اوس حال مین کہ تخت سلطنت پر
جلوہ افروز ہوگا کہ اے جبرئیل جمع کر ان کو ھرایش کے منہ مین اور پھیر دے اسکو جہنم کی طرف

العیاذ باللہ یا اللہ تجھی سے تیری پناہ مانگتے ہین رحم کر ہم پر اور توفیق اعمال صالحہ کی عطا فرما
اے مریدو تم طریقہ عالیہ صوفیہ مین داخل ہوئے تو مقصد تمہارا لقائے پروردگار ہے اور یہ
بہت بڑی چیز ہے بڑی ہمت والون کا کام طلب لقا ہے اور نماز اسی مرتبہ کا پہلا زینہ ہے پس جب تم نماز
ہی سے غافل رہے تو کیونکر بام مقصود پر پہونچ سکتے ہو نماز عجب چیز ہے اولٹی قسمت کو سیدھا کرنا اسیکا
کام ہے ؎

سرنوشت واژگون را راست می سازد نماز ‎ ‎ ‎ عکس معکوس نگین در سجدہ میگردد درست

الغرض یہ **فضائل اربعہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی ذات پاک کے چار عنصر ہین پہلے
عنصر **حکمت** کے مظہر حضرت سیدنا **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ ہین جنکی شان مین یہ حدیث وارد
ہے ما صب اللہ شیئا فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر واقعی یہ آپ ہی کی حکمت بالغہ
کا اثر تھا جس نے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم عرب کے مختلف فرقون کے اختلاف
کو مٹایا اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تھا اوسی شان سے دین کو قایم رکھا
اور خلافت کی جڑ کو مستحکم کردیا حکمت کے انواع چار ہین **نوع اول ذکا** کہ ادراک کی زیادتی سے
نفس ناطقہ ایسا قوی ہوجائے کہ توجہ کرنے کے ساتھ فوراً مقدمات سے نتیجہ نکال لے چنانچہ جب بعض
اعراب نے زکات دینا بند کردیا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے فوراً اوس سے نتیجہ نکال کر
جہاد کا حکم دیا اول تو حضرت عمرؓ اور بعض صحابہؓ اسکے مخالف تھے پھر آخر کو جب اسکے نتیجہ سے خبردار ہوئے
تو اپنی تمام عمر کی عبادت کو صرف اسی ایک حکم کے مقابلہ مین ہیچ سمجھنے لگے **نوع دوم صفائی**
ذہن یہ ملکہ استعداد واستخراج مطلوب ہے بغیر کسی تشویش کے یہ بھی صرف حکم جہاد مانعین زکات سے
ثابت ہوتا ہے کہ بغیر کسی اندیشہ او تشویش کے یہ حکم دیدیا تھا **نوع سوم حسن تعقل** اور وہ
بچنا ہے سہو و خطا سے وہ بھی آپ ہی کی ذات [illegible] ثابت ہے یعنی پورے ایام خلافت مین آپ
پر کسی اہل تاریخ کا اعتراض نہین **نوع چہارم تحفظ** یہ وہ قوت ہے کہ صور معقولہ اور محسوسہ کو
اچھی طرح سے ضبط کرے تا احتیاج کے وقت اوسکا ملاحظہ آسانی کے ساتھ ہوسکے اس نوع کے

اکثر عرب شریک ہین چنانچہ اونکی زبان کی وسعت اس دعوے کی شاہد ہی کہ ایک ایک چیز کے سیکڑون
ہزارون نام ہین اور سب یاد ہین پس جو شخص کہ اوس قوم کا سردار قرار دیا گیا ہوگا وہ یقیناً سب پر
فضیلت رکھتا ہوگا دوسرے عنصر **عدالت** کے مظہر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہین
اور عدالت کے انواع پانچ ہین اول **صداقت** دوم **وفا** سوم **تسلیم** چہارم **عبادت**
پنجم **توکل** صداقت اور وہ دوستی صادق سے عبارت ہی من کل الوجوہ آپ کے واسطے ثابت ہی
آفتاب نیمروز کے مانند روشن ہی کہ آپ اپنی قوم کے سچے دوست تھے اور دلیل اوسکی یہ ہی کہ سب آپکی
خلافت کو اور آپ کو دوست رکھتے تھے بارہ برس آپ کی خلافت کا زمانہ رہا مگر کسی نے مخالفت نہ کی
وفا اور یہ کنایہ جوانمردی سے ہی با سایر طبقات خصوصاً اقارب کے ساتھ اور اسکو صلہ رحم کہتے ہین
اس صفت مین بھی آپ مخصوص تھے چنانچہ جب آپکے پاس مال غنیمت فراوانی کے ساتھ آیا تو حضرت
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اوسے دیکھکر آپ سے فرمایا کہ یا عمر خدا نے تمکو بہت مالدار کر دیا وفا کرو
لوگون کے ساتھ آپنے فرمایا کہ یا علی تم دیکھو مین کیونکر مسلمین کے ساتھ وفا کرتا ہون پھر آپنے مال
تقسیم کیا اور زیادتی مین مخصوص کیا حضرات **حسنین** علیہما السلام کو اپنے بیٹے عبد اللہ پر اور جب
آپکے بیٹے نے عذر کیا کہ آپنے حسن بن علی کو مجھسے زیادہ حصہ دیا حالانکہ مین نے اون سے زیادہ غزا کی
ہی تو آپنے جواب دیا کہ تیری مان سے اونکی مان افضل ہین تیرے باپ سے اونکے باپ اچھے ہین پھر
تو کیونکر اون کا مقابلہ کیا چاہتا ہی **تسلیم** اوس سے عبارت ہی کہ احکام الٰہی اور اوامر شرعی کو دل سے
قبول کرے اگرچہ وہ اوسکے طبع کے مخالف ہو اسکا ثبوت حضرت **ابو شحمہ** کا قصہ ہی جو آپکے فرزند تھے
اور آپنے اون کو دُرّے لگائے تھے یہانتک کہ وہ اوسی حالت مین انتقال کر گئے **عبادت** اسمین
آپ اور جملہ صحابہ شریک ہین صحابہ سے زیادہ شایق عبادت کا کون ہوگا اور بیس[20] رکعت تراویح کا انتظام
جماعت کے ساتھ جو آپکی خلافت مین ہوا شاہد عادل ہی **توکل** کے یہ معنی ہین کہ اپنے کامونکی درستی
اللہ تعالےٰ شانہ پر چھوڑ دے جب آپنے **خالد بن ولید** رضی اللہ عنہ سے بہادر کو معزول کرکے امین الامت
حضرت **ابو عبیدہ بن الجراح** رضی اللہ عنہ کو سر لشکر کیا تو لوگون نے کہا کہ خالد بہت بڑے

بہادر ہین انہین کو اسیر شکر رہنے دیجئے آپنے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ شانہ پر بھروسا ہی نہ خالدؓ پر **عنصر سوم**
عفت ہی اور معنی عفت کے یہ ہین کہ شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہو جائے تو تصرف اوسکا بحسب
اقتضائے عقل ہو مظہر اسکے حضرت سیدنا **عثمان ذوالنورین** رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہین انواع
اسکے سات ہین **نوع. اول حیا** ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ آپ سے فرشتے حیا کرتے تھے نظر
مبارک آپکی پاک تھی کہ کبھی اوسکا دامن نظارہ جمال نامحرمات سے آلودہ نہین ہوا **نقل** ہی کہ ایک روز
آپکے زمانۂ خلافت مین چند صحابہؓ جنمین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے آپکی ملاقات کو آئے راستے مین
کسی ایک صحابیؓ کی نظر کسی نامحرم پر پڑگئی تھی یہ امر آپ پر نور باطن کے سبب سے روشن ہو گیا آپنے اون
حضرات کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ کیون لوگ زنائے نظر مین مبتلا ہو کر میرے پاس آتے
ہین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اون لوگون کی طرف سے معذرت فرمائی **نقل** ہی ایکبار
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ایک چاہ پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونون پائے مبارک
آپکے چاہ مین لٹکے تھے اور زانوئے مبارک کشادہ تھے ناگاہ حضرت صدیق اکبرؓ آئے اور آپ کے پہلو
مین اوسی ہیئت سے بیٹھ گئے اور آپ اوسی ادا سے بیٹھے رہے اوسکے بعد حضرت عمرؓ فاروق تشریف
لائے اور اوسی ہیئت سے جیسے آنحضرت صلعم متجلس تھے آپ کے پہلو مین بیٹھ گئے تھوڑی دیر نہ
گذری تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانوئے
مبارک چھپا لئے اور فرمایا کہ مین کیون نہ شرم کرون اوس سے جس سے خدا کے فرشتے شرم کرتے
ہین معنی حیا کے یہ ہین بملاحظۂ افعال قبیحہ سے احتراز کرنا **نوع دوم حسن ابتدا** یعنی رغبت کرنا
اکتساب فضائل مین اور دفع مکارہ اقران مین حتی المقدور کوشش کرنی یہ دونون امر آپکی ذات
والا مین بوجہ احسن موجود تھے اقربا کی پرورش کا آپ کو حد سے زیادہ خیال تھا چنانچہ آپکے آخر زمانۂ
خلافت مین یہی امر باعث برہمی خلافت ہوا اور اکتساب فضائل کی طرف رغبت کرنی یہ بھی ظاہر
ہی کہ خلافت ایک عمدہ فضیلت تھی جب بلوائیون نے آپ سے انتزاع خلافت کی درخواست کی آپنے
اوسکو ترک نہین کیا اور سبب اوسکا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ ای

عثمانؓ ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ تجھی ایک قمیص پہنائینگے اور پھر تجھسے درخواست اوسکے اوتارنے
کی کرینگے سو تو اوسے مت اوتاریو اوسی لباس سے مجھسے ملاقات کیجیو وہ لباس یہی خلافت تھی -
نوع سوم صبر معنی صبر کے یہہ ہین کہ ضبط کرنا قوائے نفسانی کا لذات قبیحہ سے باوجود قدرت
واختیار کے اور صبر کی دو قسمین ہین **ایک صبر از مطلوب** اور دوسری **صبر بر مطلوب** اور
دوسری قسم اعلی ہے **نقل** جب بلوائیون نے آپکے مکان کا محاصرہ کیا اوسوقت آپکے ملک مین کئی سو
غلام تھے اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بھی آپکے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین بذات
واحدان سب بلوائیون کو منتشر کردون آپنے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کے
خون کی ایک بوند بھی زمین پر گرے تب حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجبور ہوکر حضرات حسنینؓ
علیہما السلام کو دروازے پر متعین کردیا کہ کوئی بلوائی ادہر سے آنے نپائے پھر مکان کی پشت پر سے
بلوائیون نے ہجوم کیا اوسوقت آپکے غلام آمادہ پیکار ہوئے آپنے اون سب لوگون کو اللہ کی رضا
کے واسطے ازاد کردیا اب آپ اکیلے رہگئے اور کم وبیش اٹھارہ روز کے محاصرے کے بعد شہید ہوئے
صبر بر مطلوب یہی ہے باوجودیکہ اون کے دفع کرنے کی قوت رکھتے تھے مگر صبر کیا **نوع چہارم**
قناعت کے یہہ معنی ہین کہ اشیائے ضروریہ مین سے سد رمق پر کفایت کرے یہ امر بھی آپکی ذات
دالا مین موجود تھا اصراف کو آپ پسند نہین فرماتے تھے **نقل** ہے ایکبار ایک سائل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری دو لڑکیان نا کتخدا ہین اونکے نکاح کا سامان
حضور فرماوین آپنے اوسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین بھیجدیا اوسوقت آپ اپنے غلام
کو تنبیہہ فرمارہے تھے کہ تونے اسقدر تیل چراغ مین زیادہ کیون جلادیا وہ سائل اس واقعہ کو دیکھکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پلٹ آیا اور صورت حال عرض کی آپنے اوس سے ارشاد
فرمایا کہ تو جا تجھے اس بات سے کیا سروکار وہ پھر گیا اور حضرت سے عرض کیا اوسوقت کئی شتر مال
تجارت کے شام سے آئے ہوئے تھے وہ سب آپنے اوسے حوالہ کردیا وہ شخص نہایت متحیر ہوا اور آنحضرت
صلعم کے حضور مین حاضر ہوکر صورت حال عرض کی اور اس دریادلی اور اوس تنبیہہ کا سبب پوچھا

آپنے ارشاد فرمایا کہ اوسکا حساب اون سے قیامت مین لیا جائیگا اور اسکا اجر بے حساب ملیگا **نوع پنجم وقار** اور وہ اطمینان نفس ہے تحصیل مطلوبات مین اور احتراز ہے شتاب زدگی سے یہہ امر آپکی شہادت کی واقعہ سے ثابت ہے کہ کسقدر ہجوم آپ پر ہوا باوجودیکہ آپکا مکان وسط شہر مین تھا اور اٹھارہ روز تک آپکو پانی نہ پہونچا صرف اتنی مدت مین دو مشکین آپتک پہونچین جو حضرات حسنین علیہما السلام لے گئے تھے مگر آپ مطمئن رہے **نوع ششم خیریت** اور وہ اکتساب مال ہے مکاسب جمیلہ اور سیرت پسندیدہ سے اور صرف اوسکا وجوہ لائق مین احکام شرع کے موافق ہو یہہ امر بھی آپکی حکایت مذکورہ بالا سے ظاہر اور اکتساب مال آپکا تجارت کے ذریعے سے تھا کہ جو ہر طرح سے پاک وصاف ہے **نوع ہفتم سخاوت** اور وہ مال کے صرف کرنیکا ملکہ ہے آسانیکے ساتھ مساکین اور فقرا کے حق مین اعتدال کے ساتھ یہ امر بھی اوپر کی حکایت سے ثابت ہے نئی دلیل کے قائم کرنیکی ضرورت نہین **عنصر چہارم شجاعت** اسکے لغوی معنی اوٹھنا قوت غضبی کا ہے کہ نفس ناطقہ کو بوجہ مہالک ومخافت کے سست کردے اور اسکے انواع چھ ہین اور مظہر اسکی ذاتِ **مرتضوی** علیہ السلام وکرم اللہ وجہہ ہے **نوع اول کبرِ نفس** اور وہ قیام کرنا ہے نفس ناطقہ کا بڑے بڑے مشکل اور دشوار کامون مین ساتھ راحت اور آسانی کے اور جو مشقتین کہ اس ضمن مین حاصل ہون اوس کی طرف التفات نکرنا جیسکہ فتح خیبر یا جنگ پہلوانان کفار کے ساتھ اور اون کا زیر کرنا بغیر کسی تشویش واضطرار کے **نقل** ہے کہ ایک بہت بڑا پہلوان عرب مین تھا کہ اوس کو ایکہزار مرد شجاع کے مقابل مین تصور کرتے تھے جب حضرت مشکل کشا **علی مرتضی** علیہ السلام سے جنگ ہوئی اور آپنے اوسکو زیر کیا اور چاہا کہ اوسے قتل کرین اوس نے آپکے روئے مبارک پر تھوک دیا آپنے اوسے چھوڑ دیا اور اوٹھکر الگ کھڑے ہوگئے اوسکو بڑا تعجب ہوا اوس نے کہا یا علیؑ تمنے مجھسے پہلوان کو زیر کیا اور پھر چھوڑ دیا یہہ امر فن پہلوانی سے بعید ہے حضرت شاہ مردان علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اوس وقت تک مین تجھسے اللہ کے واسطے جنگ کر رہا تھا جب تونے میرے اوپر تھوکا تو میرے نفس نے اوسکو برا سمجھا اب میرے نفس کی شرکت ہوگئی اور اللہ تعالے شانہ کا کام خالص اوسی کے واسطے ہونا چاہیئے لہذا مین اپنے نفس کی شرکت کے ساتھ اللہ کی

کا م کو پسند نہین کرتا وہ فوراً مسلمان ہو گیا مولانائے روم قدس سرہ نے اس حکایت کو مثنوی شریف مین نہایت حسن کے ساتھ بیان فرمایا ہی اصل شجاعت اوسی کا نام ہی کہ جو خاص اللہ کے واسطے ہو اسی شجاعت نے حضرت کو مشکل کشائے عالم کر دیا ٥

عصائے پیر ہے تیغ جوان ہی حرز طفلان ہی	علی کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہی

نوع دوم علو ہمت اور وہ یہہ ہی کہ نفس ناطقہ کو طلب ذکر جمیل اور کمالات انسانی مین اس جہان کے سکارہ ملحوظ نظر اعتبار نہون جب حضرت شاہ مردان علی مرتضی علیہ السلام کو منصب خلافت تفویض ہوا تو آپنے ریاضات و مجاہدات بہت زیادہ بڑہا دئے اور ہمت مبارک اور زیادہ بلند ہو گئی اور اس جہان کی زینت مین سے کچھ آپکے پاس نرہا نقل ہی کہ ایک روز کوفہ کی مسجد مین ایک مسافر آیا اور وہین اوسنے قیام کیا آپ بھی اکثر اوقات اوسی مسجد مین رونق افروز رہتے تھے آپنے اپنی زنبیل سے کچھ سوکھے ٹکڑے روٹیون کے نکالے اونکو پانی مین بھگویا اور کچھ تو آپ تناول فرمائے اور کچھ اوس مسافر کو دئے جب کہانے کا وقت ہوا تو حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلام آئے اور اوس مسافر کو کھانا کھلانے کو حضرت کے دسترخوان پر لائے اوس مسافر نے جو وہان تمام دنیا کی نعمتین موجود پائین خوب اچھی طرح آسودہ ہو کر کھایا اور کچھ تھوڑا سا چھپا کر اپنے پاس رکھ لیا حضرت امام حسن علیہ السلام نے اوسے تخلیہ مین اپنے پاس بلایا اور کہا اے شخص یہان کسی چیز کی کمی نہین ہی جو کچھ تجھے مطلوب ہو بے تکلف مانگ لے چھپا کر لیجانیکی کیا حاجت ہی اوس نے کہا کہ حضرت مین نے تو بہت آسودہ ہو کر کھا لیا مجھے تو کوئی ضرورت نہین ہی مگر اس مسجد مین ایک مسکین ہی کہ جو سوکھے روٹی کے ٹکڑے پانی مین بھگو کر کھاتا ہی مین اوسی کے واسطے یہہ لئے جاتا ہون حضرت امام علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا کہ اے شخص وہ میرے والد ماجد علی مرتضی شیر خدا ہین وہ اس نعمت دنیا کو منہ نہین لگاتے اونکی ہمت بہت بلند ہی دنیا اور تمام نعمائے دنیا اونکی نظر مین بالکل بے حقیقت ہی سبحان اللہ وبحمدہ علو ہمت اسکا نام ہی نہ یہہ دنیا دار کہ جہانکی دولت گھر مین بھری ہی اور حرص کم نہین ہوتی ٥

تا صدف قانع نشد پر در نشد	کاسۂ چشم حریصان پر نشد

نوع سوم حلم اور وہ استقامت اور ثبات ہی غضب کے وقت اور سبکباری اور اضطراب نکرنا مشاہدہ امور ناملائم مین یہ امر اس کا محتاج نہین ہی کہ اسکی کوئی مثال یا نقل مثالاً بیان کیجائے آفتاب نیمروز کی طرح سے یہ امر روشن ہی کہ حلم بنی فاطمہ کے ترکہ مین آیا ہی چنانچہ واقعہ کربلا اس دعوی کا شاہد ہی کہ باوجود قدرت و اختیار کے بھوکے پیاسے شہید ہوئے اضطراب و سبکباری نے آپکے غلامون کے دل مین جگہ نپائی سے

حلم محمدی کرم مرتضی علی	سید ہمان بود کہ ہویدا شود از و

نوع چہارم تواضع اور وہ یہ ہی کہ جو لوگ بزرگی اور مرتبہ مین اوس سے کم ہون اونپر اپنے تئین بزرگ نسمجھے لیکن بشرط اعتدال اس طرح سے کہ اوسے قوت عاقلہ پسند کرے نقل ہی کہ ایک روز حضرت ولایت مآب علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو پکارا وہ نہ بولا آپنے پھر آواز دی اور وہ نہ بولا حالانکہ وہ اوس مقام سے بہت قریب تھا آپنے پھر تیسری بار آواز دی مگر پھر بھی نہ بولا آپنے اوٹھکر جو دیکھا تو وہ کسی کھیل مین مصروف تھا آپنے اوس سے پوچھا کہ تونے میری آواز سنی اوس نے کہا ہان سنی آپنے فرمایا کہ پھر تونے جواب کیون ندیا اوس نے کہا کہ آپکی کثرت تواضع نے جو عامہ خلق کے ساتھ ہے مجھے اس امر پر دلیر کردیا آپنے اوس کو اوسی وقت اللہ تعالے شانہ کی رضا کے لئے آزاد کردیا یہ حضرات مرتبہ مین تو آسمان تھے اور تواضع مین زمین وہ تو بلندی تھی اور یہ پستی سبحان اللہ وبحمدہ **نوع پنجم حمیت** اور وہ حفظ احکام شریعت اور محافظت اپنی اور اپنے احباب کے حرم کی امور نالایق سے ہی اسکی کیفیت دو رنگ مین دونون شاہزادگان یعنی حضرات حسنین علیہ السلام نے دکھادی ایک صاحبزادے نے اس حفاظت مین اپنی جان ہی دیدی اور احکام شرعیہ کی وہ حفاظت کی کہ سر دینا قبول کیا مگر ہاتھ ندیا سے

دین است حسین دین پناہ است حسین	شاہ است حسین بادشاہ است حسین
باللہ کہ نشان لا الہ است حسین	سر داد نداد دست در دست یزید

نوع ششم رقت اور وہ نرم دلی اور شفقت ہی اپنے ابنائے جنس پر اسطرح سے کہ آنکے آلام آلام اور مکارہ کے دیکھنے سے متاثر ہو بغیر اس کے کہ اضطراب اوسکے اقوال و احوال سے ظاہر ہو رقت دلیل رحم و شفقت ہی چنانچہ یہہ قصہ حضرت ولایت مآب کا سورہ ہل اتیٰ مین موجود ہی و یُطعمون الطعام علی حبّہ مسکینا و یتیما و اسیرا ترجمہ کھانا کھلاتے ہین اہلبیت نبوت دران حالیکہ خود حاجتمند ہین اوس کھانے کے مسکین اور یتیم اور اسیر کو حبہ کی ضمیر دو طرف پھرتی ہی علی حبہ یعنی اللہ تعالے شانہ کی محبت پر اور یہہ بھی ہو سکتا ہی کہ یہہ ضمیر طعام کی طرف پھیرے نقل ہی کہ حضرت شاہ مردان علی مرتضیٰ علیہ السلام نے حضرات حسنین کی تندرستی کا روزہ رکھا تھا اور گھر مین کچھ موجود نتھا آپ تھوڑے سے جو ایک یہودی کے یہان سے قرض لائے اور اوسکی پانچ روٹیان پکائی گئین دو روٹیان دونون صاحبزادون کی ایک روٹی خاتون قیامت کی ایک خود حضرت کی ایک خادمہ کی افطار کے وقت ایک مسکین نے دروازے پر آکے سوال کیا حضرت ولایت مآب نے اپنی روٹی اوٹھا کر سائل کو دیدی آپکا دیکھنا تھا کہ سبھون نے اپنی اپنی روٹیان سائل کو دیدین اور صبح کو روزہ دار اوٹھے دوسرے روز افطار کے وقت ایک یتیم آیا اوسروز بھی سب بزرگون نے اپنی اپنی روٹیان اوسکے حوالہ کین اور پھر روزہ دار اوٹھے تیسرے روز افطار کیوقت ایک قیدی آیا اور اوسروز بھی وہی واقعہ پیش آیا اور صبح کو روزہ دار اوٹھے اوسی واقعہ کی خبر پروردگار نے کلام اللہ شریف مین دی سبحان اللہ یہہ ہی شفقت اور رقت قلب اسے کہتے ہین افسوس ہی کہ ہم سید کہلاتے ہین اور بنی فاطمہ ہونے کا دعویٰ ہی مگر کبھی بھوک کے وقت فقیر کو آدہی روٹی بھی دینے کی نوبت نہ آئی ہوگی اور اگر کبھی سیادت کی علامت برعکس ہی جہان کوئی بات مزاج کے مخالف ہوئی اور کوسنا شروع کردیا کہ ہم سید ہین غارت کردینگے اور تباہ کردینگے جہنم مین بھیجدینگے اور یہہ مطلق خبر ہی نہین کہ ہاشمی [illegible] اولاد [illegible] گوارا نہین کیا پھر ہم کس منہ سے سید بنتے ہین ؎

اللہ تعالے شانہٗ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہی قد افلح من زکھا ترجمہ تحقیق کہ خلاصی پائی جس شخص نے پاک کیا اس نفس کو اور نفس کے پاک کرنیکا طریقہ یہہ ہی کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کا تابع کرے اور عقل کو تابع شریعت کا کرے تاکہ روح و دل دونون تجلی الٰہی کی روشنی سے روشن ہوئین اور مرتبہ اوسکا فرشتون سے بڑہ جائے تمام ریاضات و مجاہدات کا حاصل یہی ہی کہ نفس مزکی ہو جب نفس پاک ہوا ساری مشکلین آسان ہو گئین اور جب تک نفس تابع عقل نہین ہوتا عبادت مین لطف نہین آتا

مولانا

علاج نفس کا فزود ہنگام جوانی کن — کاین مار سیہ چون پیر گردد اژدہا گردد
نفس بدعہد است نا اہل و کُشتنی است — اودنی و قبلہ گاہ اودنی است
نفس اگرچہ زیرک است و خورده دان — قبلہ اش دنیا ست او را مرده دان
نفس میخواہد کہ تا ویران کند — خلق را گمراہ و سرگردان کند
نفس خود را تو شناس از زن بتر — زانکہ زن جزویست نفست کل شر

تلقین چہارم در بیان فضل علما

[illegible] ایمان کی کشتی انہین علماء کے ہاتھ مین ہے جب حضرت حیا ہین [illegible] اللہ تعالے جس آدمی کو جامہ علم و فضل سے آراستہ فرمائے اوس کے دل کو بھی انوار حقانیت سے منور فرمائے اور اوسکو ایسا دریادل بنائے کہ اوسکا مشرب کسی کی ایذا دینے کے سبب سے مکدر نہو اور تعصب کے خس و خاشاک سے غبار آگین نہو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ پر مصریون نے ہجوم کیا اور اٹھارہ روز تک آب و دانہ آپ پر بند رکھا تو حضرت سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ آپکے گھر مین تشریف لائے اور کہا آپ مجھکو حکم دین مین ان باغیون کو ابھی منتشر کئے دیتا ہون حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ یا علی بے شک آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کے خون کی ایک بوند زمین پر گرے سبحان اللہ وبحمدہ پاک ہی

وہ اللہ کہ جس نے اپنے ایک بندیکا ایسا وسیع ظرف بنایا کہ بے انتہا ایذاؤن سے بھی دردناک نہوا الحمد للہ علی احسانہ اور اس زمانہ کے بعض بزرگوارون کا دل تو ایسا ہی کہ اگر کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات اونکی طبیعت کے خلاف ہوئی اور **کفر کا فتوی** الکھڈالا عجب مشکل ہی اللہ تعالے ہمپر اور ہمارے سب بھائیون پر رحم فرمائے اور ہماری ڈوبتی ہوئی کشتی کا لنگن بے تعصب علما کے ہاتھ مین دے **علما** کی فضیلت کی انتہا نہین ہی یہ **حدیث شریف** اس دعوی کی شاہد عادل ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم یعنی بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہی جیسے میرا فضل تمہارے کسی ادنی درجہ کے آدمی پر اب اس سے بڑہکر علما کی جماعت کے واسطے اور کوئی بزرگی نہین ہوسکتی پھر افسوس ہی کہ ایسی بزرگ قوم دنیاوی جھگڑون مین مبتلا ہو باحسرتا علی العباد اور دوسری **حدیث** سنئے لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم اللہ اکبر یعنی ایک قبیلہ کی موت آسان ہی بہ نسبت ایک عالم کے مرنے سے ایسے بزرگونکو اگر جان جان کہین تو کسی طرح سے مبالغہ نہین ہی محققین کا ارشاد ہی کہ **حدیث صحیح** مین وارد ہی کہ علما کی روشنائی شہدا کے خون سے وزن کیجائے گی پس روشنائی علما کی وزن مین غالب ہوگی الحق کہ علما کی ایسی ہی شان ہی اب غور طلب امر یہ ہی کہ ہم عالم کسکو کہین دنیا مین بڑے بڑے پڑہے لکھے آدمی اسوقت موجود ہین کہ ہر علم مین دستگاہ کامل رکھتے ہین اور بیس بیس زبانون مین قوت تحریر و تقریر پورے طریقے سے حاصل ہی پس وہ عالم کے لقب کے سزاوار ہین یا نہین ہم مسلمانون کے اصول کے موافق اطلاق عالم اوس شخص پر ہی کہ علم دینیہ سے خوب ماہر ہو اور اللہ سے ڈرتا ہو ورنہ کیسا ہی عالم ہو اور شق آخر اوس مین نہ پائی جاتی ہو تو وہ عالم کے لقب کا سزاوار نہین ہی چنانچہ تقوی کے معنی ڈرنے کے ہین اور کلام اللہ مین بھی وارد ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی بتحقیق تم لوگون مین بزرگ وہ شخص ہی اللہ تعالے کے نزدیک جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہی اور مقام پر یون وارد ہی ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ کذالک ط انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا ط ان اللہ عزیز غفور ہ ترجمہ اور لوگون سے اور جانورون

اور چوپایون سے طرح طرح کے ہین رنگ اون کے اسی طرح سے سوائے اسکے نہین کہ ڈرتے ہین بندون اوس کے مین سے عالم تحقیق کہ اللہ غالب بخشنے والا ہی انتہی یعنی سب آدمی اللہ سے ڈرنے والے نہین اللہ سے ڈرنا سمجھ والون کی صفت ہی کیونکہ اللہ کے معاملے دو طرح کی ہین یہ وہ زبردست بھی ہی کہ ہر خطا پر پکڑلے اور غفور بھی ہی کہ ہر گناہ کو بخشدے ؏

گنہ آمرز رندان قدح خوار
بطاعت گیر پیران ریاکار

حدیث مین وارد ہی کہ جو تم مین اللہ کو بہت جانتا ہی اوسکا خوف بھی بہت ہوتا ہی کہا ایک شخص نے شعبی سے کہ فتوی دے مجھکو کہ کون ہی عالم پس کہا شعبی نے نہین ہی عالم مگر وہ شخص کہ ڈرے اللہ عزوجل سے اور پہلے جو لفظ اس آیت مین واقع ہوا اور آگے اوسکے علما کا لفظ ہی تو معنی اسکے یہہ ہوئے کہ جو لوگ ڈرتے ہین اوس کے بندون مین سے وہ علما ہی ہین نہ غیر اونکی اور اگر اسکا عکس ہوتا اسطرحپر انما یخشی العلماء اللّٰہ تو معنی از روئے ترکیب نحو کے یہہ ہوئے کہ علما نہین ڈرتے ہین مگر اللہ سے المختصر علما کی خاص صفت اللہ سے ڈرنا ہی بعض علما کے ذکر مین لکھا ہی کہ وہ سوائے اللہ کے مخلوق مین کسی سے نہین ڈرتے تھے حکایت جب ہارون الرشید خلیفہ بغداد ہوا تو ہر طرف سے اوسکے پاس مبارکباد کے خطوط آئے لیکن حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اوسے کوئی خط نہ لکھا حالانکہ یہہ اور ہارون الرشید دونون ہم مکتب تھے ہارون الرشید نے انتظار کرکے انکو ایک نامہ لکھا اوسکا یہہ مضمون تھا کہ بحکم قادر مطلق خلیفہ بغداد ہوا اور مین نے خزانون کا منہ کھولدیا اور علما و فقرا کو انعام اور جاگیرین دین اور تمام دوستون نے مجھے مبارکباد کے خطوط لکھے مگر تعجب ہی کہ آپکا کوئی خط میرے پاس نہین آیا اور ایک سوار کو جو بہت بڑا بہادر تھا اور اکثر امرا اوسنا ہونکا نامہ بر ہوتا تھا اوسکو یہہ نامہ دیکر روانہ کیا حضرت سفیان ثوری کی جلالت مشہور تھی اسلیے ایسا شخص اونکے پاس لیجانے کو تجویز ہوا تھا الغرض جب یہہ شخص نامہ لیکر انکے یہان پہونچا تو اوسوقت آپ مسجد مین بیٹھے تھے اور سب شاگرد آپکے نیچی نظرین کئے ہوئے اسطرح سے بیٹھے تھے جیسے شیر کے سامنے بکریان یہہ شخص وہان حاضر ہوا مگر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ بند بند کانپنے لگے اس نے

بدشواری اپنے تئین سنبھال کرو نامہ آپکے سامنے رکھدیا مگر کسی شاگرد نے نظر اوٹھا کر اس کی طرف ندیکھا آپنے ایک شاگرد کی طرف اشارہ کیا اوس نے وہ نامہ اوٹھایا اور کھولکر پڑہا آپنے کہا جواب لکھو اسکا اسی نامہ کی پشت پر شاگرد نے عرض کی کہ حضور یہہ نامہ خلیفہ کا ہی آپنے کہا کہ مین نہین چاہتا کہ اس غاصب کا کاغذ بھی میرے پاس رہے اور جواب یہہ لکھوایا اے خلیفہ تیرا خط میرے پاس آیا تو نے مجھکو بھی اپنا گواہ بنالیا اپنے دامن کرسے باندہ اور جواب روز قیامت کے لئے تیار ہو جا تو نے جو یہہ لکھا ہی کہ مین تخت پر بیٹھا اور مین نے خزانون کے منھ کھول دئے بیت المال مساکین کا حق ہی نہ مستطیع لوگون کا اور مین تیرا خط تجھے پلٹائے دیتا ہون مین نہین چاہتا کہ تیرا خط بھی میرے پاس رہی جب وہ خط تیار ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ مین کپڑا لپیٹا اور اوسے پکڑ کر وہ خط سوار کو دیدیا جب سوار وہ خط لیکر بغداد مین پہونچا تو اوس نے بازار مین ندا کی کہ ہی کوئی جو میرے لباس اور گھوڑے کو ایک پرانے پھٹے خرقہ پر بدلتا ہی چنانچہ ایک شخص نے اوسکو پرانا خرقہ دیا اوس نے وہ پہنا اور اپنا لباس اور ہتھیار اور گھوڑا اوسکو دیا اور یہہ خرقہ پہنکر ہارون الرشید کو جاکر جواب خط دیا خلیفہ نے اوسکی صورت دیکھی اور حالت دریافت کی اور خط لیکر پڑہا اور روتے روتے بیہوش ہو گیا اور کہا کہ کامیاب ہوا قاصد اور نامراد رہا خط بھیجنے والا اور خط کو اپنے وظیفہ کی کتاب مین رکھ لیا اور روزانہ اوسکو پڑہتا تھا اور روتا تھا اللہ اللہ یہہ اونکے تقوے کا اثر تھا وہ جو اللہ سے ڈرتے تھے تو تمام زمانہ اون سے ڈرتا تھا اس زمانہ پر شور مین ہمکو ایسے علما کی بہت ضرورت ہی جو ہماری ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام رکھین اور ہم مسلمانون کو یہہ لازم ہی کہ ہم علما کے افعال پر نظر نکرین بلکہ اقوال کو دیکھین اور اونکی بزرگ داشت کرین اسمین ہماری سعادت ہی یہہ بزرگوار نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین انکی توہین سے ایمان نہین زوال آئینکا ڈر ہی ہ خاکپائے علما سرمہ چشم دل ماست

تلقین دربیان حضرت ابو حنیفہ کوفی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ آئمہ اربعہ مین سے سب سے بڑے ہین ۸۰ ھ ہجری مین آپکی ولادت ہی اور حضرت امام مالک کی

ولادت سنہ ۹۵ہجری مین ہی لہذا حضرت امام مالک سے آپ دس برس بڑے ہین جب آپنے تحصیل
کی طرف توجہ فرمائی تو آپنے حماد کے مدرسہ مین فقہ تحصیل کی اگرچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
نے حماد کے سوا اور بزرگون سے بھی علم فقہ تحصیل کیا لیکن اس مین شبہ نہین کہ اس فن خاص
مین وہ حماد ہی کے شاگرد و تربیت یافتہ ہین اور یہی وجہ ہی کہ امام ان کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے تھی
حماد نے سنہ ۱۲۰ہجری مین وفات کی حماد ہی کے زمانہ مین امام نے فن حدیث کی طرف توجہ فرمائی کیونکہ
مسائل فقہ کی مجتہدانہ تحقیق جو امام کو مطلوب تھی حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہ تھی خود حماد کوفہ
کے مشہور امام اور راو ستاد وقت تھے حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے حدیثین سنین تھین اور بڑے بڑے تابعین کے فیض یافتہ تھے اوسوقت کوفہ مین اونہین کا
کا مدرسہ مرجع عام سمجھا جاتا تھا جب امام کو حماد کی صحبت اور پختگی عمر نے ان ضرورتون سے اچھی
طرح واقف کردیا اسلئے سعی اور اہتمام سے حدیثون کے جمع کرنے پر کمر باندہی تقریباً کوفہ مین
کوئی ایسا محدث باقی نتھا کہ جسکے سامنے امام نے زانوئے شاگردی نہ تہ کیا ہو ابو المحاسن
شافعی نے امام کے ترانوے اوستاد فن حدیث مین شمار کئے ہین یہ اساتذہ یا تو کوفہ کے رہنے والے
تھے یا نزیل تھے منجملہ اون اساتذہ کے یہ چند نام امام کے اساتذہ کے ہین اور مختصر سا ذکر بھی اونکا
ہی امام شعبی یہ وہی بزرگ ہین جنھون نے اول اول امام رحمۃ اللہ علیہ کو تحصیل علم کی رغبت
دلائی تھی شعبی بہت سے صحابہ سے حدیثین روایت کرتے ہین مشہور ہی کہ شعبی نے پانچ سو صحابہ
کو دیکھا تھا عراق، عرب [illegible] شام مین جو چار شخص اوستاد کامل تسلیم کئے جاتے ہین اونمین
سے ایک یہ ہین امام زہری کہا کرتے تھے کہ عالم صرف چار ہین مدینہ مین ابن المسیب۔
بصرہ مین حسن شام مین مکحول کوفہ مین شعبی حضرت عبد اللہ ابن عمر نے انکو مغازی کا درس
دیتے سنا تو کہا کہ واللہ یہ شخص اس فن کو مجھسے اچھا جانتا ہی سلمہ بن کہیل مشہور محدث اور تابعی
تھے [illegible] ابی اوفی اور ابو الطفیل اور انکے علاوہ بہت سے صحابہ سے مسلسل حدیثین
[illegible] حدیث لکھا ہے سفیان [illegible] امام شافعی کے اوستاد فرماتے

ہین کہ سلمہ بن کہیل ایک رکن ہین ارکان مین سے ابن مہدی کا قول ہے کہ کوفہ مین چار شخص کے سب سے
زیادہ صحیح الروایتہ ہین منصور سلمہ عمرو بن مرہ ابوحصین **ابو اسحق سبعی** کبار تابعین سے تھے
عبداللہ بن عباس عبداللہ ابن عمر بن زبیر نعمان بن بشیر زید بن ارقم اور بہت سے صحابہ سے
جنکے اسماء علامہ نووی نے تہذیب الاسماء مین بتفصیل لکھے ہین حدیثین سُنی ہین عجلی نے کہا ہے کہ ۳۸
صحابہ سے انکو بالمشافہ روایت ہے علی بن المدینی جو امام بخاری کے اوستاد تھے اونکا قول ہے
کہ ابو اسحق کے شیوخ حدیث مین نے شمار کئے تو کم و بیش تین سو ٹھہرے حافظ ابن حجر نے تہذیب
مین انکا مفصل تذکرہ کیا ہے **سماک بن حرب** بہت بڑے تابعی محدث تھے امام سفیان ثوری نے
کہا ہے کہ سماک نے کبھی حدیث مین غلطی نہین کی خود سماک کا بیان ہے کہ مین اسّی صحابہ سے ملا ہون
محارب بن دثار یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر وغیرہ سے روایت کرتے ہین امام سفیان
ثوری کہا کرتے تھے کہ مین نے کسی زاہد کو نہین دیکھا جسکو محارب پر ترجیح دون علامہ ذہبی نے
لکھا ہے کہ محارب عموماً حجۃ ہین امام احمد ابن معین ابو زرعہ دارقطنی ابو حاتم یعقوب بن سفیان
نسائی نے ثقہ تسلیم کیا ہے کوفہ مین منصب قضا پر مامور تھے ۱۱۶ھ ہجری مین وفات کی **عون
بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود** حضرت ابوہریرہ او حضرت عبداللہ بن عمر سے حدیثین روایت
کرتے ہین نہایت ثقہ اور پرہیزگار تھے **ہشام بن عروہ** معتمد و مشہور تابعی تھے بہت سے صحابہ سے
حدیثین روایت کین بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً سفیان ثوری امام مالک سفیان بن عتبہ انکی
شاگرد تھے ابو جعفر منصور کے زمانہ مین کوفہ کو گئے اہل کوفہ نے اون سے حدیثین روایت کین خلیفہ
منصور انکا نہایت احترام کرتا تھا ایک بار لاکھ درہم انکو عطا کئے ان کے جنازے کی نماز منصور نے
خود پڑھائی تھی ابن سعد نے انکو ثقہ او کثیر الحدیث لکھا ہے اور ابو حاتم نے انکو امام حدیث کہا ہے **سلیمان
بن مہران معروف باعمش** یہ کوفہ کے مشہور امام تھے صحابہ مین سے انس بن مالک سے
ملے تھے اور عبداللہ بن ابی اوفی سے حدیث سنی تھی سفیان ثوری او شعبہ انکے شاگرد ہین ا[illegible]
کی تحصیل حدیث کا دوسرا مدرسہ بصرہ تھا یہا امام حسن بصری و شعبہ و قتادہ کے فیض تعلیم سے [illegible]

تھا قتادہ بہت بڑے محدث اور مشہور تابعی تھے حضرت انس بن مالک و عبد اللہ بن سرجس اور
ابو الطفیل اور دیگر صحابہ سے حدیثین روایت کین حضرت انس کے دو شاگرد جو نامور ہین اونمین
سے ایک یہہ ہین اس خصوصیت مین انکو بہت شہرت تھی کہ حدیث بعینہ ادا کرتے تھے یعنی الفاظ
و معنی مین بالکل فرق نہین ہوتا تھا انکے قوتِ حافظہ کی ایک عجیب مثال لکھی ہے عمرو بن عبد اللہ
کا بیان ہے کہ یہہ مدینہ طیبہ مین سعید بن المسیب سے فقہ اور حدیث پڑہتے تھے ایک دن اونھون نے
فرمایا کہ تم ہر روز بہت سی باتین پوچھتے ہو تمکو اون مین سے کچھ یاد بھی ہین انھون نے کہا کہ ایک
ایک حرف محفوظ ہے چنانچہ جسقدر اون سے سُنا تھا بقید تاریخ و روز بیان کرنا شروع کیا وہ
نہایت متعجب ہوئے اور کہا خدا نے دنیا مین تم جیسے لوگ بھی پیدا کئے ہین اسی بنا پر لوگ
انکو احفظ الناس کہا کرتے تھے حضرت امام احمد حنبل نے انکی فقہ اور واقفیت اختلافات و تفسیر
دانی کی نہایت مدح کی ہے کوئی شخص ان باتون مین ان کی برابر ہو تو ہو مگر ان سے بڑہکر نہین ہو سکتا
اور بصرہ کے شیوخ جنسے امام ابو حنیفہ نے حدیثین روایت کین اونمین عبد الکریم بن امیۃ
عاصم بن سلیمان الاحول زیادہ ممتاز ہین اور مکہ معظمہ کے اساتذہ سے عطا بن
ابی رباح ہین مکہ معظمہ مین انکا حلقہ درس سب سے زیادہ وسیع و مستند تھا عطا اکثر صحابہ کی خدمت
مین رہے ہین اور اونکے فیض صحبت سے اجتہاد کا رتبہ حاصل کیا ہے انمین کے بعض صحابہ یہہ ہین
حضرت عبد اللہ بن عباس بن عمر بن زبیر اسامہ بن زید جابر بن عبد اللہ زید بن ارقم
عبد اللہ بن سائب عقیل رافع ابو دردا ابو ہریرہ جب امام انکے حلقہ درس مین حاضر ہوئے
تو عطا نے بنظر احتیاط انکا عقیدہ پوچھا امام نے کہا کہ مین اسلاف کو برا نہین کہتا گنہگار کو کافر
نہین کہتا قضا و قدر کا قائل ہون عطا نے اجازت دی کہ حلقہ درس مین شریک ہوا کرین روز
بروز امام کی ذہانت اور طباعی کے جوہر ظاہر ہوتے گئے اور اس سبب سے اوستاد کی نظر مین انکا وقار
بڑہتا گیا یہانتک کہ جب امام حلقہ درس مین جاتے تو عطا اورونکو ہٹا کر انکو اپنے پہلو مین
جگہہ دیتے یہہ عطا وہ شخص ہین کہ عبد اللہ ابن عمر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگ عطا کے رہتے ہوئے

میرے پاس کیون آتے ہین حج کے زمانہ مین سلطنت کی طرف سے اکثر منادی مقرر ہوتا تھا وہ
ندا کرتا تھا کہ عطا کے سوا کوئی شخص فتوی دینے کا مجاز نہین ہی بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً امام
اوزاعی زہری عمرو بن دینار عطا ہی کے حلقہ درس سے نکلکر اوستاد کہلائے دو برس
حضرت امام اعظم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین بھی رہے ہین اور بہت بڑا ذخیرہ
فیض وہان سے جمع کیا ہے شعبہ ایک بہت بڑے محدث تھے دو ہزار حدیثین یاد تھین سفیان
ثوری نے فن حدیث مین انکو امیر المومنین مانا ہی عراق مین یہ پہلے شخص ہین جس نے جرح
وتعدیل کے مراتب مقرر کیے ہین امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ شعبہ نہ تے تو عراق مین حدیث کا رواج
نہوتا انکا انتقال سنہ ۱۶۰ ہجری مین ہوا ہے ایک روز شعبہ کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ کا ذکر
ہوا تو آپنے فرمایا کہ جس طرح مین جانتا ہون کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ مین کہہ
سکتا ہون کہ علم اور ابوحنیفہ ہم نشین ہین یحیی بن معین سے جو امام بخاری کے اوستاد تھے کسی نے
پوچھا کہ آپ ابوحنیفہ کی نسبت کیا خیال رکھتے ہین فرمایا کہ اسقدر کافی ہے کہ شعبہ نے اونکو حدیث
وروایت کی اجازت دی اور شعبہ آخر شعبہ ہی ہین ابن حجر نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان
مین اور امام محمد نے موطا مین اور ذہبی اور ابن خلکان اور امام یافعی اور حافظ ابن حجر عسقلانی
نے اور نووی شارح مسلم اور امام غزالی رحمہم اللہ اجمعین نے امام کی بڑی تعریف کی ہے امام ابوحنیفہ
فلہ مناقب جمیلۃ ومآثر جلیلۃ عقل الانسان قاصر عن ادراکہا ولسانہ عاجز
عن تبیانہا فقد صنف فی مناقبہ جمع من علماء المذاہب المتفرقۃ ولم یطعن
علیہ الا ذو تعصب وافر وجہل الہ صبیتہ جب امام مدینہ طیبہ مین حاضر ہوئے تو آپکی حضرت
سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت ابوحنیفہ سے سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا کہ تمہین قیاس کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثون کی مخالفت کرتے ہو حضرت ابوحنیفہ نے نہایت
ادب سے عرض کی عیاذاً باللہ حدیث کی کون مخالفت کر سکتا ہے پھر حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
دست بستہ عرض کی کہ آپ ذرا بیٹھ جائین تو مین کچھ عرض کرون حضرت امام باقر علیہ السلام بیٹھ گئے

حضرت ابو حنیفہ نے پوچھا مرد ضعیف ہے یا عورت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت آپنے عرض کی
وراثت مین مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا امام علیہ السلام نے فرمایا مرد کا حضرت ابو حنیفہ نے عرض
کی کہ اگر مین قیاس لگاتا تو کہتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس زیادہ
ملنا چاہیئے پھر حضرت امام ابو حنیفہ نے عرض کی نماز افضل ہی یا روزہ حضرت امام علیہ السلام
نے فرمایا نماز افضل ہے حضرت امام ابو حنیفہ نے عرض کی کہ اس اعتبار سے حائضہ عورت پر
نماز کی قضا واجب ہونی چاہیے نہ روزہ کی حالانکہ مین روزے ہی کے قضا کا فتوا دیتا ہون
حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام حضرت امام ابو حنیفہ سے ایسے خوش ہوئے کہ اوٹھکر اونکی
پیشانی چوم لی افسوس ہزار افسوس اس زمانے مین ہمارے بعض برادران اسلام ایسے
ہین کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو **قلیل العلم** فرماتے ہین اور اونھین مین سے بعض وہ
ہین کہ گالیان دیتے ہین ہر زمانے کا دستور ہے کہ جس شخص پر اللہ تعالے شانہ اپنا فضل و کرم فرماتا ہے
اوسکے ہزارون حاسد پیدا ہو جاتے ہین یہ حسد محسود کے لئے دلیل بزرگی و شرافت ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واسطے دعا فرمائی ہی اللھم اجعلنی من المحسودین ولا تجعلنی
من الحاسدین جب امام کی تفقہ اور علم حدیث کا شہرہ ملک بملک اور شہر بشہر ہوا تو بعض لوگ ایسے
بھی تھے کہ جنکو حسد پیدا ہوا اور آپکی بیہودہ نکتہ چینیان کرنے لگے اور یہ حکایتین اہل علم مین بیان
ہونے لگین جنکو تحقیق ہوتی گئی وہ اپنے خیال سے باز آئے جنکو تحقیق نہین پہونچی اونکا وہی خیال رہا
حکایت چنانچہ جب عبد اللہ بن مبارک نے جو امام کے مشہور شاگرد ہین بیروت کا سفر کیا کہ امام
اوزاعی سے فن حدیث کی تکمیل کرین تو پہلے ہی ملاقات مین امام اوزاعی نے عبد اللہ بن مبارک سے
پوچھا کہ کوفے مین ابو حنیفہ کون شخص پیدا ہوا ہے جو دین مین نئی باتین نکالتا ہی ابن مبارک نے کچھ
جواب ندیا اور گھر چلے آئے جب دو تین دن بعد پھر گئے تو کچھ اوراق لیتے گئے تو اوزاعی نے وہ اوراق
اونکے ہاتھون سے لے لئے او سپر اول ہی مین لکھا تھا قال نعمان بن ثابت دیرتک غور سے دیکھتے
رہے پھر عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا نعمان کون بزرگ ہین عبد اللہ نے کہا عراق کے ایک شیخ

ہین جن کی صحبت مین مین رہا ہون اوزاعی نے کہا کہ یہ بڑے پایہ کا شخص ہے
عبد اللہ بن مبارک نے کہا یہ وہی شخص ہین جنھین آپ مبتدع فرماتے
ہین اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا پھر جب حج کے ایام مین اوزاعی سے اور امام ابوحنیفہ سے
مکہ مین ملاقات ہوئی تو اونھین مسائل کا ذکر آیا امام ابوحنیفہ نے اوزاعی کی پوری تشفی کردی عبد اللہ
بن مبارک کا بیان ہے کہ مین موجود تھا جب امام رخصت ہوئے تو اوزاعی نے کہا کہ کمال نے اسکو
لوگون کا محسود بنا دیا ہے بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مجھے افسوس ہے اے کاش
ہمارے اسوقت کے برادران اہل اسلام بدگمانی سے اپنے دلونکو پاک کرڈالین گالیان دینے سے
امام کا کچھ نہین بگڑتا گالیان دینے والے ہی عند اللہ ماخوذ ہوتے ہین یہ سنت امام علیہ السلام کو خلفاے
راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نصیب ہوئی جب امام ابوحنیفہ کی شہرت سے تمام دنیا گونج گئی
تو دنیا کے ہر حصہ سے تحصیل علم کی واسطے لوگ امام کی خدمت مین حاضر ہوئے منصور کو جو اوس وقت
کا بادشاہ تھا انتشار ہوا کہ کہین یہ میری سلطنت پر نہ حملہ کر بیٹھین امام کو سنہ ۱۴۶ ہجری مین نظربند کر لیا
اور اسی نظربندی کی حالت مین امام محمد نے جو فقہ حنفی کے دست بازو ہین امام سے تحصیل علم
کی آخر منصور کو اس حالت مین بھی اطمینان نہ تھا بے خبری کی حالت مین آپکو زہر دیا امام کو جب زہر کا اثر محسوس
ہوا تو سجدہ کیا اور اوسی حالت مین قضا کی جب امام کی وفات کی شہرت ہوئی تو تمام شہر بغداد
امنڈ آیا حسن بن عمارہ نے جو قاضی شہر تھے غسل دیا نہلاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ واللہ تم
سب سے بڑے زاہد سب سے بڑے عابد تھے تم مین تمام خوبیان جمع تھین تم نے اپنے جانشینون کو مایوس
کر دیا کہ وہ تمھارے مرتبہ کو پہونچ سکین غسل سے فارغ ہوتے ہوتے یہ کثرت ہوئی کہ پہلی نماز
جنازہ مین پچاس ہزار آدمیون کا مجمع تھا اسپر بھی آنے والون کا سلسلہ قایم تھا یہانتک
کہ چھ بار نماز ہوئی قریب عصر کے لاش مبارک نکلی آپ کی وصیت کے موافق خیزران کے مقبرہ
مین دفن کی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

—— ۰۰ ——

تمکین ششم در بیان برزخ شیخ

تصور برزخ شیخ کی نسبت علمائے متکلمین کو گفتگو ہی مگر حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کل متفق ہین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کو بھی اسکی اباحت مین کلام نہین ہے اور حضرات صوفیہ کرام کے یہان تو یہہ اصول اعظم ہے اور اسے رابطہ کہتے ہین جمالِ شیخ مظہر انوار جمال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مولانا روم فرماتے ہین ؎

چونکہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

فنا فی اللہ کا اول زینہ فنا فی الشیخ ہی از روئے تجربہ یہہ امر ثابت ہوچکا ہی کہ جس چیز کے ساتھ کسی قسم کی نسبت نہین ہوتی اوسکا ادراک ممکن نہین ہی ایسے مفہوم کو اصطلاح اہل معقول مین مجہول مطلق کہتے ہین اور اوسکا ادراک محال ہی لہذا ہر چیز کے واسطے یہہ امر ضرور ہے کہ اولاً اوس کی کوئی نظیر یا سند معلوم ہوجائے تاکہ اوسکے ذریعہ سے دوسری شئے کا معلوم کرنا ممکن ہو جیسے کہ علم حساب مین چند مناسب عددون کی نسبت سے ایک غیر معلوم عدد دریافت کرسکتے ہین اسی اصول کے موافق ادراک مشاہدہ جمالِ پروردگار کے لئے مرشد کے جمال کا تصور قرار پایا ہی اس لئے کہ جبتک محبت شیخ کی دل مین جاگزین نہوگی اوسکی تلقین ا[illegible] رشاد کا اثر نہوگا اور یہہ جو بعض حضرات فرماتے ہین کہ تصور برزخ شیخ بت پرستی ہے ہماری سمجھ مین بت پرستی کا کوئی پہلو نہین آتا نہ اوس جمال کو سجدہ کیا جاتا ہے نہ اوسکی پرستش ہوتی ہے نہ اوس سے غیر خدا۔ امداد طلب کیجاتی ہی نہ اوس [illegible] پر تصویر کا حکم ہوسکتا ہی بت کی دو قسمین ہین ایک وہ [illegible] لکڑی [illegible] سے بنایا جائے اور اوسکا سایہ نہین [illegible] [illegible] وثن [illegible] [illegible] قسم وہ ہی کہ جو دیوار پر یا کپڑون یا کاغذون پر صورت [illegible] بنائی جائے اوسے صنم [illegible] [illegible] دونون [illegible] پاک ہی [illegible] کیونکر [illegible] بت پرستی ہوسکتی ہے مرشد [illegible] کی راہ بتانے والا [illegible] عظمت جو [illegible] لوگون کی ہوتی ہے [illegible] [illegible]

یہہ ہی کہ جب جمال مرشد کا نصب العین ہو جائیگا تو رابطہ قلبی ہر ساعت ترقی کرتا [illegible] گا اور یہہ امر
اکثر مرید کو افعال ناشایستہ سے روکے گا حدیث شریف مین وارد ہے کہ المرءُ مع [illegible]
یعنی آدمی اوسکے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہی اکثر مریدان راسخ الاعتقاد کے حالات کتابون مین
دیکھے گئی ہین کہ جب کسی امر نامشروع کے قریب ہوئے ہین تو فوراً جمال مرشد سامنے آگیا ہی اور وہ
مرید اوس بلا سے بچ گیا ہے اسکے سوا تصور برزخ مرشد کی محبت پیدا کرنے کا ایک آلہ ہے اور اوسسے
وہی شخص واقف ہی جو منزل فقر کا راہ رفتہ ہے تمام کتب احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حلیہ مبارک سے مملو ہین پھر جسوقت محدثین اوس حدیث کا درس دیتے ہین تو اوسوقت
کیا اون پر بت پرستی کا الزام قایم ہو سکتا ہے ہرگز نہین احادیث حلیہ شریف ہزارون محدثین
کو یاد ہین اور بروقت تکرار حدیث جمال مبارک اونکی آنکھون کے سامنے ہوتا ہے ہم بھی اوسی
جمال مبارک سے موانست صحیحہ پیدا کرنے کے لئے مرشد کے جمال سے یہہ ابجد شروع کرتے
ہین چونکہ یہہ جمال ہمارا دیکھا ہوا ہے اسواسطے جلد وہ مرتبہ حاصل ہوگا اہل معرفت فرماتے ہین
کہ تصور جمال مرشد زینہ ہے فنائے جمال رسول اللہ کا اور آپکا دیدار لقائے
پروردگار کا دروازہ ہے حدیث شریف مین وارد ہے من رانی فقد را الحق کیونکہ وہ ذات
پاک مجمع ہے حدوث وقدم کا ؎

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل		سلمائے حدوث تو ولیلائے قدم را	

اور یہہ حدیث شریف اس قول کی پوری مویّد ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک
مقرب ولا نبی مرسل اور آیہ کریمہ انا بشر مثلکم کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتین ہین ایک بشری دوسری ملکی تیسری حقی بشری صورت
آپکی کفار عرب نے دیکھی اور کہا یاکلو الطعام ویمشی فی الاسواق اور ملکی صورت وہ
تھی کہ جسے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے دیکھا اور جان ومال اپنے فدا کردئے اور حقی صورت اوسکا
نشان کچھ کچھ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے قول سے ملتا ہے

جمال محمدی کا ایک ذرہ بھی چمکادیا جاوے تو جل جاے سب جو کچھ آسمان و زمین مین ہے ساتھ آسمان و زمین کے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ایک حدیث مین ہے آپ فرماتی ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جس قدر حسن تھا سب ظاہر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کا بہت کم حصہ ظاہر کیا گیا تھا اور سب مخفی تھا باوجود اسکے آپ فرماتی ہین کہ زنان مصر نے حضرت یوسف کو دیکھا تو اپنی اونگلیان تراش لین اگر میرے محبوب کو دیکھتین تو جگر کو پارہ پارہ کرڈالتین اور یہ رباعی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضور کی شان مین ہے رباعی

لنا شمس وللآفاق شمس	وشمسی خیر من شمس السماء
وشمس الناس تطلع بعد فجر	وشمسی طالع بعد عشاء

یہ بھی خوب کہا ہے جس نے کہا ہے ؎

ترا چنان کہ توئی ہر نظر کجا بیند	بقدر دانش خود ہر کسے کند اظہار

صورت حقی کے درجہ ہین صحابہ مخصوصین نے اپنی اپنی استعداد کے موافق اُس صورت مبارک کی زیارت کی ہے ہم پاس ادب سے لکھ نہین سکتے کہ کس صحابی نے کس مرتبہ کا جمال دیکھا نہ ہم پر وہ تجلی ہوئی نہ ہم اوس منزل کے چلنے والون کے خاک قدم مگر اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اُن مخصوصین مین خلفائے راشدین اور بعض اصحاب صفہ سے ہین جب یہ حال آپ کے جمال مبارک کا ہے تو پھر اُس ذات پاک کا کیا حال ہوگا لامحالہ ایسے بیچون وبیگون کے جمال کے نظارے کے واسطے کوئی مناسبت ضرور چاہیے لہذا ارباب تحقیق کے یہان یہ بات اُصولاً قرار دی گئی ہے کہ شیخ کا جمال نسبت رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک سے اور آپ کا جمال باکمال تجلی اوّل ہے پس اوسکو مناسبت ہے اوس جمیل سے بدین وجہ مشق برزخ شیخ حصول مرتبہ فنافی اللہ کے لئے لازم ہے چنانچہ اس آیہ شریف سے توجیہاً یہ مراتب ثلاثہ ثابت ہوتے ہین اللہ نور السموات والارض مثل نورہ

کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی الزجاجۃ الزجاجۃ کانّہا کوکب درّیّ
قندیل اور مصباح اور کوکب درّی یہ مقام اس آیت مبارک مین ہین قندیل تو مرشد
کا تصور ہی اور مصباح زجاجہ باعتبار کمال صفا جمال نبوّت ہی اور کوکب درّی باعتبار
علوِّ صفا نور اللہ ہی اس فقیر بے بضاعت کے خیال مین اسرار طریقت بغیر مرتبہ فنا
فی الشیخ کے مرید پر کھل نہین سکتے اسکو بت پرستی کہنا ستم ہی ستم ہی یا زورِ جودتِ ذہن
متکلمین کی ہی جب مصلی نماز مین بوقت جلسہ تشہد مین یا ایّہا النبی پڑہتا ہے تو کیا ممکن
ہی کہ جمالِ مبارک مصلی کے خیال مین گذرتا ہو گا یا نماز مین آیہ محمد رسول اللہ
والذین معہم کے پڑہنے کے وقت اسم کے ساتھ ہی مسمی کا جمال مبارک آنکھون کے
سامنے نہ آجاتا ہو گا پھر اگر بت پرستی ہی تو اس کو کیا فرمائین گے اے سالکان راہ
طریقت و اے عاشقان جمال خضرِ ہدایت تم اپنے جمے ہوئے دل کو ہرگز او کھڑنے نہ دینا ؎

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می کند	سگ را بگو کہ خشم تو بر ماہتاب چیست

صاحب مجالس الابرار فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ آنحضرت کے حق مین فرماتا ہے۔
واتبعوہ لعلکم تہتدون یعنی پیروی محمدؐ کی کرو تو کہ تم راہ پاؤ بتواتر ثابت ہوا ہی
یہ امر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت کی اتباع کرتے تھے افعال اور اقوال اور اخلاق
مین بلا توقف اور بلا تردد او تار ڈالین اونھون نے جوتیان اپنی جسوقت اوتار ڈالی حضرتؐ
نے جوتی اپنی اور اوتار ڈالین اونھون نے انگوٹھیان اپنی جس وقت کہ اوتار
ڈالی حضرتؐ نے انگوٹھی اپنی اور صحابہؓ بہت ذکر کرتے تھے حضرتؐ کے بیٹھنے اور سونے کا
اور کیفیت کہانے اور پینے کی اسیسے تابعی نے صحابہ کے اخلاق سیکھے پس جس طرح سے
صحابہؓ حضرتؐ کی صفات مین فنا ہو گئے تھے اوسی طرح سے تابعی صحابہؓ کی ذات مین فنا
ہو گئے یہی کسب اخلاق محمود فنا قرار پائے اور ہر متبع اپنے اوستاد اور شیخ کی سفات مین
فنا و محو ہوتا چلا آیا یہ فنا ہے اور یہی تصور برزخ ہے مثلاً کسی مرید یا شاگرد کو خیال

ہوا کہ ہمارا شیخ وضو کے ارکان کیونکر ادا کرتا تھا اب اوس کو اس سے چارہ ہی نہین کہ وہ اپنے خیال کو درست کر کے اپنے شیخ کا تصور کرے اسے وابتغوا الیہ الوسیلۃ کہتے ہین اب ہمارے بہائی غیر متقلد چاہے شرک کہین یا کفر نیت ہماری بخیر ہے اور متاخرین علما سے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کی کتاب قول الجمیل بہر سند کافی ہی یہ فریقین کے اساتذہ سے ہین اور متقدمین سے تو کسی کو گفتگو ہی نہین ہی یہ نئی شاخ ہی

عشاق سے کسی کو تھین لن ترانیان	نکلی ہی شاخ یہ شجر کوہ طور سے

اس باب مین بہت بڑی بحث حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے کتاب عوارف المعارف مین لکھی ہی جو اسکے شائق ہون وہ اُس کتاب کو ملاحظہ فرمائین ٥

تا بود گفتگو سخنم نا تمام بود	نازم بخامشی کہ سخن را تمام کرد

تلقین ہفتم دربیان خدمت بزرگان

بزرگان سلف کا معمول تھا جب مرید داخل سلسلہ ہوتا تو اُس کو خدمت کے واسطے حکم ہوتا تھا اور چند سال اوس سے یہی کام لیا جاتا تھا خدمت بہت بڑا کام ہی اور اسمین وہ فائدے اور خاصیتین ہین کہ کسی دوسری عبادت مین نہین ہین ایک بہت عظیم الشان فائدہ یہ ہی کہ نفس مردہ ہوتا ہی اور کبر و نخوت اور خواجگی کے خیالات دماغ سے نکل جاتے ہین اور تواضع اور عجز جو فقیر کے واسطے دو جوہر بے بہا ہین بہت تھوڑے داموں مین ہاتھ آجاتے ہین خدمت سے نفس مؤدب ہو جاتا ہی اخلاق پاکیزہ ہو جاتے ہین علوم طریقت کے سیکھنے مین آسانی ہو جاتی ہی نفس کی تیرگی اور گرانی دور ہو جاتی ہی روح لطیف اور سُبک ہو جاتی ہی ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہی کسی بزرگ سے پوچھا کہ اللہ کی راہین کتنی ہین اُس بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ موجودات کے ذرّون کے موافق لیکن کوئی

راہ سید ہی اور نزدیک زیادہ خدمت مخلوق سے نہین اور مین نے اسی سے اللہ کو پایا اور مین نے اپنے مریدون کو اسی کی وصیت کی جو مرید کہ کسی ایک خدمت مین قیام کرے اوس کے واسطے وہ سو رکعت نفل سے زیادہ بہتر ہے اس راہ مین ابنیت اور نسب کو کچھ اعتبار نہین ہی مگر باستثنائے فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اون کی بزرگی و اکرام احادیث صحیحہ سے ثابت ہی ۵

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی	کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

حضرت والد ماجد قدس سرہ جب عزم حرم شریف کرتے تو جہاز پر اور خشکی کی راہون مین راتون کو ضعفا اور غربا کے پاؤن دباتے اور اون کی آسایش کے سامان مہیا کردیا کرتے سبحان اللہ بحمدہ نفس مزکی ان لوگون کے تھے نسب الرجل دینہ وحسبہ تقواہ اسی خدمت مین شرافت ہی اور اسی مین بزرگی جیسے کہ صاحب مال کو واجب ہی کہ مال کی زکوٰۃ نکالے اور فقیرون کو دے اسی طرح مریدون کو لازم ہی کہ مخلوق کو راحت و فائدہ پہنچائین اور مسلمان بھائیون کی مدد کرین مگر چاہیئے کہ یہ خدمت ریا سے پاک ہو ۵

داغ غلامیت کرد پایۂ خسرو بلند	سیر ولایت شود بندہ کہ خدمت کند

میرے عزیزون مین عبداللہ ابو العلائی سلمہٗ اپنے بھائیون کا خادم بے عذر ہی؛

تلقین ہشتم دربیان خرقہائے رنگین

سرخ و زرد دیگہ درخور مرد است	اشک گلگون وچہرۂ زرد است

صاحب مقامات حمیدی نے ایک مقام رنگ کے بیان مین بھی لکھا ہی اور خوب لکھا ہی فقرا کے واسطے کبود پوشی لازم امر ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین فقیری سیاہ روئی ہی دونون جہان مین پس جو شخص کہ مصداق سواد الوجہ فی الدارین کا ہوا

اوس کو کبود پوشی کے سوا چارہ نہین اس لئے کہ جو شخص کہ صف ماتم مین اطلس مُعلّم
پہنے دیکھنے والے اوسے کیا کہین گے ضرور اوس پر قہقہہ لگاوینگے جس روز کہ فلک سیاح
کو جامۂ کبود عطا ہوا اوس نے زبان حال سے کہا کہ لباس اہل ماتم کا مجھے کیون عنایت
ہوا حکم ہوا کہ ٹھہر جس کسی کی تخلیق اور تکوین بخاری اور دودی ہو اوس کا جامہ
سیاہ مناسب ہی جب دست قدرت نے تار و پود جامۂ ہستی کی ترکیب دی ہی اول سیاہ رنگ
پیدا ہوا یعنی یہ طراز جامہ ماتم وجود ہی اور سبب اس ماتم نشینی کا یہ ہی کہ اپنی اصل سے
جدا ہو کر دوسری صورت اختیار کی لہذا یہ لباس فراق ہے سیاہ پوشان فقر کا غاشیۂ
رفعت اول آسمان کبود پوش کے دوش پر رکھا گیا جس کسیکو جامۂ کبودی ملا آدمؑ
کی ذریت کی ماتم داری مین بیٹھنے کا اوسے حکم ہوا جب تک اس ماتم سرائے فانی مین
رسم تعزیت ہی اہل تعزیت کو کبود پوشی چند روزہ لابدی ہی کہ ماتم آرائی اور نوحہ سرائی
کرین اول جس صوفی مجرد کو جبریل علیہ السلام پیر خانقاہ فردوس نے خرقۂ ملون پہنایا
وہ آدم تھے علی نبینا و علیہ السلام جب بہشت سے جدا ہو کر چشمہ سراندیپ پر پہونچے تو
عرض کی تیری ولایت مین جاتا ہون اپنے خرقہ کو دہو لون چشمہ سراندیپ سے خرقہ
ملون نیلا ہو کر نکلا حکم ہوا تو غمہائے گوناگون اور ماتمہائے بوقلمون مین مبتلا ہے
تیرے خرقہ کے واسطے ایسا ہی رنگ لائق اور موافق ہے اور دیکھنے والون نے یہ بھی کہا ہی
کہ جس روز خازن قدرت نے تقسیم رنگتون کی فرمائی اور اجرام جواہر کو زیور الوان
و اعراض سے آراستہ کیا فضلا اور علما نے سپید رنگ اختیار کیا کہ البیاض افضل
یعنی سپیدی برتر ہے اور امرا و نقبا نے سیاہی کی طرف میل کیا کہ السواد انسب
کہ سیاہی مناسب تر ہے اور اشجار نے سبزی پسند کی کہ الخضرۃ اشکل کہ سبزی
خوبصورت ہی اور مخنثان عالم نے زردی و سُرخی کی طرف نظر دوڑائی کہ الصُّفرۃ
اَعجب کہ زردی عجب تر ہی مگر یہ نقش کبود نیلی متاع ہیچ میرس کی مثال بیخریدار رکھے

پڑا رہا حکم ہوا کہ یہ رنگ کبود سوائے سیاہ رویان فقر کے دوسرے کو سزاوار نہین ہی مفلسان عالم اور سالکان عرصہ درویشی کو فرمان پہنچا کہ نان ونام دوسرے لے گئے تم اس رنگ ماتمی کے ساتھ موافقت کرو لکل ناس کاس تمھاری شراب اسی کاسہ مین ہی اور جلوہ تمھارا اسی لباس مین ہی فقد اشتبہ البدر المضے و خفی المسک الذکی یعنی ہر آئینہ چھپایا گیا ماہ شب چہاردہ اور پوشیدہ کیا گیا مشک تیز بو اور متاخرین نے یون ارشاد فرمایا ہی کہ خرقہ سُرخ کے لئے وہ مرد لایق ہی کہ حرقت سے حکم شمع کا رکھتا ہو اور ہم صفت شمع کا ہو کہ جس پر تجلی کرے اوس کو منور کروے تو دلالت خرقہ یکرنگی پر ہو خرقہ سفید اوس مرد کو شایان ہی کہ خرقہ پہننے کے بعد وہ فرشتہ کہ اوس کے بائین ہاتھ پر ہے سئیات لکھنے پر قادر نہو اور ایسا موقع اوس فرشتہ کو نہ ملے کہ ایک نقطہ بھی کہ جو اوس کے نامہ اعمال کے داغ کا سبب ہو لکھ سکے خرقہ ہر رنگی ایسا دریا صفت مرد پہنے کہ مردم ہفتاد و ملت سے ہم صحبت ہو اور بال کے برابر بھی کوئی اوسے اپنی طرف کھینچ نہ سکے بلکہ یہی اون لوگون کو اپنی طرف کھینچ لائے اور سب پر اسی کا تصرف ہو خرقہ ہزار میخی اوس درویش کے واسطے ہی کہ اگر اوس کے بخیون کی مقدار سے آدمی اوسے رنج پھونچائین اوسکا مشرب مکدر نہو اسقدر آنکھین اوس کی راست بین ہون کہ سب کو اوسی طرف سے دیکھے خرقہ سیاہ اوس عالی ظرف کا لباس ہی کہ مدح خلق سے فریفتہ نہو اور اونکی قدح سے دل تنگ نہو جفائے خلق کا اوس پر کچھ اثر نہو اور نفس کا کچھ بھی لگاؤ باقی نرہا ہو اور ہر متنفس کے فعل کو مشیت فعال لما یرید سے ملاحظہ کرے اور یہ سیاہ پوشی اسکی یہی دلیل ہی کہ اوقات ماضیہ مین سے جو انفاس کہ غفلت مین گذرے ہین اون کے ماتم مین یہ کبود پوش ہی خرقہ سبز اوس ملکی صفات کو زیبا ہی کہ کثرت تسبیح و تہلیل کے سبب سے فرشتون کے مرتبہ تک پھونچ گیا ہو اور اونکا

ہمرنگ ہوگیا ہے

در شارع کم امید و در عالم بیم	ہم خرقہ کبود و ہم سیا ہست گلیم

تلقین نہم در بیان سماع

بر سماع راست ہرتن چیر نیست	طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

سماع کے معنی سننے کے ہین مجازاً الحان کے معنی مین مستعمل ہے اور لحن کے معنی ہین آواز خوش نغمے کے ساتھ کہین سماع کے معنی مزامیر کے نہین آئے ہین مزامیر جمع مزمار کی ہے مزمار کے معنی نئے کے ہین اب عرف عام مین جملہ سازون کو مزامیر کہتے ہین مجرد سماع مین کسیکو گفتگو نہین ہے لیکن یہ مسئلہ بھی مسلمہ صوفیہ کرام ہے کہ مجرد سماع بھی اوس کے اہل کے واسطے حلال ہے نااہل کے واسطے کسی حال مین درست نہین حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا فیصلہ کردیا ہے

سماع اے برادر بگویم کہ چیست	مگر مستمع را بدانم کہ کیست
اگر مرد لہوست و بازی و لاغ	قوی تر شود دیوش اندر دماغ
گر از برج معنی بود طیر او	فرشتہ فرو ماند از سیر او

حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سماع کے واسطے تین شرطین مقرر کین ہین زمان اخوان مکان یعنی زمانہ سماع کے واسطے ایسا مقرر کیا جائے کہ اگر دو چار گھنٹے سننے کی نوبت آجائے اور لوگون پر وجد و حال طاری ہوجائے تو کوئی نماز فوت نہونے پائے اور مجمع اپنے برادران طریقت ہی کا ہو ایسا نہو کہ دو چار آدمی تو کیفیت کر رہے ہین اور دس پانچ اون پر قہقہے لگا رہے ہین یہ تو فعل لہو و لعب سے مشابہ ہوگیا لہذا اغیار سے اس مجلس کا پاک ہونا نہایت ضروریات سے ہے اور مکان ایسا ہو کہ ہر طرف سے محفوظ ہو اور اوس مین اکثر ایسی ہی مجلسین ہوا کی ہون

قوال ایسے ہون کہ محتاط ہون اور امرد نہون کہ ۱۲۱۵ھ کا تساء واقع ہے نمازی ہون اور با وضو سماع شروع کرین اور اون کا خیال صوفیون سے وصول کرنے کا نہو اور اگر کوئی صوفی اون کو بے طلب دیدے تو بے عذر قبول کرلین اور صوفیون کو بھی لازم ہی کہ جب اون کا وقت خوش ہو تو وہ بھی مغنی کو خوش کرین عورات کا گانا ہر طرح حرام ہی خواہ وہ پردہ سے گاتی ہو یا بے پردہ خواہ وہ جوان ہو یا ضعیفہ کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہی اولیا اللہ کے مزارات پر جو عورات کا گانا ہوتا ہی یہ امر نہایت نامناسب ہی افسوس کہ اولیا اللہ کی تو یہ تعریف ہی کہ وہ معصوم تو نہین ہین لیکن وہ کبائر سے پاک ہین اور صغیرہ بھی اون سے بہ ندرت سرزد ہوتے ہین اب انہیں فرشتہ صفات کے مزارون پر عورات بے پردہ یعنی مغنیہ گاتی ہین اور اون کے آشنا گرد و پیش حاضر ہین اور اوسی مزار مبارک کے سامنے آپس مین بانڈیان چلتی ہین اور اپنی اپنی خباثت باطنی کا اظہار کر رہے ہین کبھی ممکن ہی کہ اون بزرگون کی روحین اون سے خوش ہون گی نعوذ باللہ من شرور انفسہم و من سیئات اعمالہم۔

آداب سماع جب مرید مجلس سماع کا قصد کرے تو وضو کرلے اور اپنے دل کو معشوق حقیقی کی طرف پورا متوجہ کرلے اوس روز کھانا نکھاوے ؎

اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینی

اور دل کو حسد اور کینہ اور ریا وغیرہ سے بالکل پاک و صاف کرلے جب اوس مجلس مین حاضر ہو جہان اوسے جگہہ مل جاوے باادب دوزانو قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے اور اگر اوس مجلس مین کوئی اوس کا دشمن جانی بھی ہو تو اوس سے فوراً دل کو صاف کرکے معانقہ استحاد کرلے اور جب گانا شروع ہو تو اس شعر کے مضمون پر نظر رکھے ؎

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست		از کجا می آید این آواز دوست	

اور مضامین اشتیاقیہ اور فراقیہ وغیرہ کو اپنی منزل کے موافق مرشد یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی طرف خیال کرے کہ سالک کے معشوق حقیقی یہی ہین اور جب آثار کیفیت پیدا ہون تو اوّل بار استغفار پڑہے اگر وہ ذوق شیطانی ہوگا تو فوراً جاتا رہیگا اور اگر وہ کیفیت ترقی کرے تو پھر استغفار پڑہے پھر بھی وہ کیفیت باقی رہی تو ایکبار اور استغفار پڑہے اور التجا کرے پروردگار سے کہ اللہ تو میرے دل کو ریا اور عجب وغیرہ سے پاک کر اور اپنے عشق کی کیفیت عطا فرما اس حالت مین اگر نعرہ یا قہقہہ وغیرہ جو کیفیت پیدا ہو اوس کو منجانب اللہ سمجھے یہ کیفیت ان شروط سے مرید کے واسطے رحمت اور سبب ترقی مراتب ہے اور جب سالک کو ان شروط کے ساتھ کیفیت غلبہ کریگی تو یقیناً وہ کیفیت نہایت صحیح ہوگی بزرگان طریقت نے ایسی صحیح کیفیت کی حالت مین مرنے کی تمنا کی ہی چنانچہ حضرت امیر عبد الماجد قدس سرہٗ حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ اور بھانجے اون پر ایسی صحیح کیفیت نے غلبہ کیا تھا اور جس شعر پر کیفیت تھی وہ شعر یہ تھا ؎

چشمم آندم کہ ز شوق تو نہد سر بلحد		تا دم صبح قیامت نگران خواہد بود	

تین روز تک کیفیت آپ پر طاری رہی آخر اسی حالت مین انتقال فرمایا حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر شریف پر یہی شعر کندہ کرا دیا چونکہ ہمارے حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے فیض یافتہ اور اویسی خلیفہ تھے لہذا آپکو یہ سنت اپنے پیر کی ملی یعنی حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ اعظم حضرت قطب صاحب نے بھی کیفیت ہی مین انتقال فرمایا ؎

کشتگان خنجر تسلیم را		ہر زمان از غیب جان دیگر است	

اسی شعر پر آپ کو تین روز کیفیت رہی آخر کو وصال معشوق حقیقی سے کامیاب ہوئے یہی
حالت آپ کے خلیفہ ممتاز حضرت سیدنا امیر عبد الماجد قدس سرہ کو پیدا ہوئی
اور شعر کا مضمون بھی قریب قریب ہی اس سے دونون بزرگون کی رسید بھی قریب
ہی قریب معلوم ہوتی ہی المختصر مین مزامیر وغیرہ کی تعریف مین زیادہ اوبجھنا نہین چاہتا
ہون مین اپنے اکابر کی روش کے موافق مزامیر سنتا ہون مگر اسکی اباحت کی کوئی
تشفی بخش سند میرے پاس موجود نہین ہی اگر میرے اعزہ مین سے کوئی شخص مزامیر
نہ سنے تو اوس کو مین بہت خوشی ہو کر نہ سننے کی اجازت دیتا ہون اور اگر وہ مزامیر
سننے کا شائق ہی تو میری اوس کی قسمت ایک ہی رشتہ مین بندہی ہی آوازخوش
سے مجھے ایسی موانست ہی کہ اوس کے مقابلہ مین نہ کوئی اچھا کپڑا مجھے پسند ہی اور
نہ کوئی اچھا کھانا اور اچھی صورت بھی مجھے بہت محبوب ہی مگر مین اوس کی ہمنشینی کی قابلیت
نہین رکھتا اسوجہ سے کہ مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہین ہی جب اس سے بڑے بڑے اولیائے
کرام قدس اللہ اسرارہم ڈرتے رہی تو ہم گنہگار کس قطار مین ہین عورات کا گانا مین
سنون نہ اپنے عزیزون کا سننا پسند کرون صاحب مقامات حمیدی نے ایک
مقام سماع کے بیان مین لکھا ہی چونکہ مجھکو اون کی تحریر پسند آئی لہذا چند جملے بجنسہ
اس مقام پر نقل کئے دیتا ہون وہو ہذا درگاہ سماع ترقی دارد وعالم سمع تو شعے دست
ہر بالائے کوتاہ بین در دورگاہ نرسد و ہر مدہوش این راز نشنود قولہ تعالیٰ انہم عن
السمع لمعزولون ترجمہ اے ہر آئینہ آن کفار از شنیدن کلام حق دور کردہ شدہ اند

	نوکہ در بند سبزہ و خوید		چند پرسی ز عقد مروارید

سرماہیت سمع ہنگامہ جمع را نشاید تا کہ شمع سمع در خلوت خانہ وجود نیفروختند کسے را آداب
بندگی نیاموختند آنجا کہ پیش از قالب و اشباح بذراری ارواح خطاب الست بربکم
بفرمودند شمع آن خلوت خانہ جز سمع نبود نخستین خطاب از ین مقالت بسمع بے آلت رسید

ازینجاست که سمع را بر بصر ترجیح است و این خطاب نص صریح است قوله تعالیٰ وکان
الله سمیعاً بصیراً حیرت دارم که هرچه ضروری بود خطر و اباحت در وے چگونه گنجد
و تو ندانسته که منع و اطلاق در وے درست نیاید که منع و اطلاق آنجا تکلیف مالا یطاق بود
و ازینجاست که نطق و بصر علت مواخذ تست بدان معنی که صفت اختیار دارد و سمع
سبب مواخذة نیست بدان رو یکه لعنت اضطرار دارد و نه بینی که آنجا درے بد وطبق
نهاده اند و مهر الصمت محکم بروے زده اند و در عالم سمع درے کشاده اند و ندائے
فاستمعوا در داده دانستم که هرچه در راه سمع در آید خطر و اباحت بروے نیاید
و ازینجا گفته است که عشق دو گونه بود یکے بواسطه سمع و دیگرے بوسیلت بصر از عشق
بصری توبه واجب آید و از عشق سمع توبه واجب نیاید عشق حضرت داؤد علی نبینا و علیه
السلام از راه دیده بود و عشق حضرت سلیمان علی نبینا و علیه السلام از راه گوش
در آمده بود حضرت داؤد مصداق این آیت شده طلب مغفرت کردند فاستغفر
ربه وخرّ راکعاً و اناب و حضرت سلیمان بدین ترانه مخاطب هدهد شدند وَ
جئتك من سبا بنبأ یقین لاجرم موجب زجر و تهدید و لامه و وعید نیامد و معنی این
مجمل آنست که چشمه سمع چشمه طهارتست تهمت و شبهت در وے نیاید و تو ندانسته که
لا تتبع النظرة بالنظرة یعنی پیروی مکن دیدن یکبار را بدیدن دیگربار چرا که
فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم الاول لك والثانی علیك یعنی نظر اول برائے
نفع تو و نظر ثانی برائے ضرر تو این بر مخاطب چشم در آید نه بر مخاطب سمع که شعاع نظر
باستقلال دیدن نظر رود اما جوهر گوش باستقلال شنودن نرود پس صاحب سمع
صاحب ثبات است و صاحب بصر صاحب التفات و تو ندانسته که اول استماع
از لذت سماع گوش راست و بیان این مجمل از نص قرآن معلوم گردد قوله تعالیٰ شانه
اذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع یعنی هرگاه

شنونند آنہا آنچہ نازل کردہ شدہ است بسوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہ بینی چشمہائے اوشان راکہ روان میشود از جنس اشک میگویند کہ چون قالب خاکی آدم تیار شد و روح را حکم شد کہ داخل شود درین قالب خاکی از آنجا کہ او لطیف بود تامل کرد ملائکہ را حکم شد کہ اندر قالب آدم رفتہ بلحن خوش آواز بخوانید ؎

گفتند ملائکہ بلحن داود	در تن در تن بیا در آمد در تن

لمولفہ ؎

سنی ہے جب کوئی آواز اچھی دل پھڑک اٹھا	یہ تاثیر اپنی کانون مین اسی پہلی صدا کی ہے

بعض محققین صوفیہ یون ارشاد فرماتے ہین السماع تواجد الصوفیہ فی تفہم المعانی الذی یتصور من الاصوات المختلفہ ؎

گروہ نفس پرستان سماع کے دانند	یکے دو نکتہ بگویم خوش از زبان سماع

دنیا کے آدمیون کے تین گروہ ہین ایک وہ فرقہ ہے کہ طالبان دنیا اور تارکان عقبی ہین دوسرا وہ گروہ ہے جو تارکان دنیا اور طالبان عقبی ہین تیسری وہ جماعت ہے کہ انکے دائرہ دل مین نقطہ غیر کو دخل نہین ہے ؎

ہوائے دیگرے در جا نگنجد	درین سر بیش ازین سودا نگنجد

فرقہ اول مطلق عوام ہین کہ اون کے دلون کی خواہش جیفہ مردار دنیا کی طرف ہے اور رغبت اون کے نفس ناہنجار کی امور نالائق کی جانب ہے جو کچھ سنتے ہین نفس کے کانون سے سنتے ہین جو کچھ دیکھتے ہین حرص کی آنکھون سے ؎

دل شہوت پرستان از عشقت کے خبر باشد	زحسن یوسف مصری چہ حاصل چشم اعمی را
بلذتہائے جسمانی غنمت راکے فروشم من	کہ دادن ابلہی باشد بسیرے من وسلوی را

ان کے واسطے سماع حرام بلکہ اوس سے بھی کچھ بڑھ کر ہے گروہ دوم اون کا ہے جو عقبی کے طالب ہین اور دنیا کو ترک کیا چاہتے ہین یہ اہل ظاہر ہین انکا تصفیہ باطن اور

تزکیہ قلب پورے طریقے سے نہین ہوا ہی درجہ کمال اور مقام وصل کے حاصل کرنے
مین کوشش کررہے ہاین بر سبیل آرزو و ہوس کبھی تو یہ حق تعالے شانہ کی طرف توجہ
کرتے ہین اور کبھی کشش دل انکی انکو دنیا کی طرف کھینچ لیتی ہی الکانفس لوامہ ہے
شق ثانیہ کی حالت مین سماع ان کا بوجہ علائق دنیا مشتبہ ہے احتمال ہی کہ خیال

انکا حسن معشوقان مجازی ولطف خط وخال وغنج ودلال جوارشی کی طرف لے جائے اور
عشق صادق کے پاک وصاف چشمہ کو مکدر کردے حاصل تو کیا ہوگا اور گرہ کا بھی
کھو بیٹھے لہذا یہ طریق لہو ولعب سے مشابہ ہی بس ان سے یہ فعل غیر مباح ہی اور نظر
بر توجہ افکار عالم علوی واطوار تجرید وآثار تفرید وقطع علائق احتمال ہی کہ شوق حور و
قصور وروضۂ رضوان ورویت حضرت سبحانی ان کے دلون مین پیدا ہوا اور یہ صفات
باتفاق مباح ہین پس اوسوقت السماع مباح لاھلہ ان کی شان مین وارد ہی
جماعت سوم طالبان مولی اور تارکان دنیا وعقبی کی ہی یہ جماعت مقیم کوچہ محبوب
ہی ان کا ملجاو ماوی سب وہی ہی ہ

	رخ بدنیا و دین نمی آریم		ما مقیمان کوئے دلداریم	

اس جماعت کے لوگ جسوقت آواز تار ورباب وقانون وغیرہم کی سنتے ہاین
اون کو اپنے وطن اصلی اور مرکز علوی کی یاد آجاتی ہی ہ

	وز جدائیہا شکایت میکند		بشنو از نے چون حکایت میکند	
	وز نفیرم مرد وزن نالیدہ اند		کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	
	تا بگویم شرح درد اشتیاق		سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	
	باز جوید روزگار وصل خویش		ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	
	جفت خوش حالان وبدحالان شدم		من بہر جمعیتے نالان شدم	
	وز درون من نجست اسرار من		ہر کسے از ظن خود شد یار من	

سر من از نالهٔ من دور نیست ‌ ‌ لیک چشم و گوش را آن نور نیست
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ‌ ‌ لیک کس را دید جان دستور نیست
آتش است این بانگ نی و نیست باد ‌ ‌ هر که این آتش ندارد نیست باد
آتش عشق است کاندر نے فتاد ‌ ‌ جوشش عشق است کاندر مے فتاد
نے حریف هر که از یارے برید ‌ ‌ پردهایش پردهٔ ما را درید
همچو نے زهرے و تریاقے که دید ‌ ‌ همچو نے دمساز و مشتاقے که دید
نے حدیث راه پر خون میکند ‌ ‌ قصه‌هائے عشق مجنون میکند
محرم این هوش جز بیهوش نیست ‌ ‌ مر زبان را مشتری جز گوش نیست
گر نبودے نالهٔ نے را اثر ‌ ‌ نے جهان را پر نکردے از شکر
هر که او از همزبانے شد جدا ‌ ‌ بے نوا شد گرچه دارد صد نوا
سر پنهان است اندر زیر و بم ‌ ‌ فاش اگر گویم جهان برهم زنم
آنچه نے میگوید اندر این دو باب ‌ ‌ گر بگویم من جهان گردد خراب
بالب دمساز خود گر جفتمے ‌ ‌ همچو نے من گفتنیها گفتمے
در نیابد حال پخته هیچ خام ‌ ‌ پس سخن کوتاه باید والسلام

الغرض جب یاد وطن آتی ہی ان کی حالت متغیر ہو جاتی ہی اوسوقت عکس انوار الہی ان کے آئینہ دل مین چمکنے لگتا ہی اور تجلی فیوضات نامتناہی کی بجلیان کوند جاتی ہین پھر یہ بیخود ہو کر جوش وخروش مین آجاتے ہین اور اپنے ہوش وحواس سے گذر جاتے ہین ٥

هرچه غیر از شورش و دیوانگیست ‌ ‌ کاندرین ره دوری و بیگانگیست

اور حالت وجد مین بزبان حال یہ مضمون اون کے لوح دل پر نقش ہو جاتا ہی ٥

ملک دنیا نیست الا جیفهٔ ‌ ‌ جیفه را پیش سگان انداختم

جبہ و دستار و علم قیل و قال	جملہ در آب روان انداختم

پھر یہ تمام لوگ ملک و ملکوت سے دست کش ہو جاتے ہین اور غیر حبیب کسی کی انہین پروا نہین ہوتی یہ طالبان وصال و خواہان جمال ہین ؎

ما را ہوائے باغ و سر عندلیب نیست	در دیدہ جز خیال جمال حبیب نیست

سماع ان کے لئے ہی یہ سماع کے لئے سماع اور قلب عارف کی مثال سنگ چقماق اور آہن کی ہی سماع آہن ہی اور قلب عارف چقماق جس مین آتش عشق الٰہی پنہان ہے ؎

دل مین پوشیدہ تپ عشق بتان رکھتے ہین	آگ ہم سنگ کی مانند نہان رکھتے ہین

جہان آہن سماع کی ضرب چقماق قلب عارف پر پڑی اور شرارۂ عشق الٰہی اوڑنے لگا اور رفتہ رفتہ تمام وجود عارف کو جلا کر خاکستر کر دیا بزرگان دین فرماتے ہین کہ عام طور پر مسئلہ سماع مختلف فیہ ہی اسکی حلت اور حرمت کے بیان مین دلیری نکرنی چاہیے حضرت جد امجد سیدنا مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہین سماع ایک سر ہی اسرار الٰہی سے اور نور ہی انوار ناغنا ہی سے کیا خوب وہ سعادت مند کہ دل اُسکا مطلع خورشید سماع ہو اور جان اوس کی مشرق ناہید استماع نظم

عشق در پردہ مینوازد ساز ☆	عاشقی کو کہ بشنود آواز ☆
ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست ☆	کہ شنید این چنین صدائے دراز ☆

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ فرماتے ان السماع امرًا خفی و نورًا جلیٌ و سرٌ علی لم یطلع علیہ احد الا المحققون الراسخون الربانیون الواصلون العارفون اللہ باللہ ولھم الذوق ابتداً او الشراب انتھاً قول صحیح سماع کے باب مین یہ ہی کہ سماع نفس الامر مین مباح ہی اور تعریف سماع کی یہ ہی السماع صوت طیب موزون مفھوم المعنی محرک القلوب بادی النظر سے بھی جو اس کی طرف

دیکھا گیا تو کوئی صفت اس تعریف مین ایسی نہین ہی جسپر حرام ہونے کا حکم لگ سکتا ہو
اور حرام کا حکم یہ ہی الحرام ماثبت تراکہ بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ اور یہان
کوئی دلیل قطعی حرام ہونیکی نہین ہی اور تعصب وانکار وہ دوسری چیز ہی نقل حضرت
مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے فرمایا کہ آواز رباب صریر باب بہشت ہی ایک
منکر سماع وہان بیٹھا تھا اوس نے کہا کہ ہم بہی تو وہی آواز سنتے ہین پھر آپ کی طرح
سے بیخود کیون نہین ہو جاتے آپنے فرمایا کہ جو آواز مین سنتا ہون وہ بہشت کے دروازہ
کھلنے کی ہی اور جو تو سنتا ہی وہ بند ہونے کی آواز ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہین من انکر السماع مجملا فقد انکر سبعین صدیقین من الصحابۃ
والتابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

تلقین دہم دربیان اداب زیارت قبور

زیارت قبور کے بہت بڑے فائدے ہین زیارت قبور سے دل سخت نرم ہوتا ہی اور یہ
علامت رحمت کی ہی اور آخرت کی یاد آجاتی ہی اور یہ گناہون سے بچنے کی سبیل ہے
اور ایک حدیث مین وارد ہے اطلع فی القبور واعتبر بالنشور ایک مرد نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل کے سخت ہونیکا گلہ کیا آپنے یہ حدیث فرمائی یعنی
نظر کر قبر کی طرف اور حشر ونشر سے اعتبار کر ہر ہفتہ زیارت قبور مستحب ہی جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک یار سے یا بلغنی اذهب کل جمعۃ الی المقبرۃ
اور زیارت قبر کی ترک کرنے مین وعید آئی ہی واللہ اعلم کہ اس سے کیا معنی مراد ہین
اور زیارت قبور کے واسطے اچھے دن دوشنبہ اور جمعہ ہین اور ایام متبرکہ یعنی ذیحجہ اور
عیدین اور عاشورہ اور شب ہائے متبرکہ جیسے شب برات یا لیلۃ القدر مین بہی زیارت قبور
مستحب ہی جب زیارت قبور کے واسطے نکلے تو اپنے گھر مین دو رکعتین نفل کی پڑھے ہر رکعت

مین بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص ۳ بار جب سلام پھیرے تو دعا کرے
کہ خداوندا ثواب اس کا فلان بزرگ کی یا فلان سوتے کی روح کو پہنچے حق تعالے
شانہ اوس کے ثواب کا ایک نور بنا کر اوس بزرگ کی روح کو پہنچا دیگا اور نماز پڑھنے
والے کے نامہ اعمال مین ہی لکھنے کا حکم فرمائے گا جب قبرستان مین پہونچے جوتیان
پاؤن سے جدا کرے اور قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی طرف منہ اور سینہ کے سامنے
کھڑا ہو کر اس عبارت سے سلام پڑھے السلام علیکم من ربکم یا اہل الدیار
من المومنین والمسلمین یرحم اللہ المتقدمین منا والمتاخرین وانشاء
اللہ بکم لاحقون اسئال اللہ لنا ولکم العافیۃ اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد اور اگر شہید کا مقبرہ ہو تو
یہ پڑھے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور اگر گورستان مسلمانون
اور کافرون کا مختلط ہو تو یہ پڑھے السلام علی من اتبع الہدی بس پھر بیٹھ جائے
اور یہ پڑھے بسم اللہ علی ملت رسول اللہ حدیث مین وارد ہی کہ اوٹھالے گا اللہ تعالے
اوس قبر سے عذاب اور تنگی قبر اور ظلمت چالیس برس تک پھر پڑھے لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ابدا
ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر ط حدیث مین
وارد ہے کہ روشن کریگا اللہ تعالے شانہ اوس قبر کو اور پڑھنے والے کو بھی بخشے گا اور
لکھے گا اوس کے نامہ اعمال مین ہزار ہزار نیکیان اور بلند فرمایگا اون کے ہزار ہزار
درجے پھر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے خبر مین وارد ہی کہ جو آیۃ الکرسی پڑھے
اور ثواب اوسکا اہل گورستان کو بخشے لاویگا پروردگار تعالے شانہ اوس گورستان
کی قبرون مین چالیس چالیس طبق نور کے اور کشادہ کریگا اون کی قبرون کو اور بلند
فرمائیگا ہر مردے کے درجے کو اور پڑھنے والے کے نامہ اعمال مین ثواب ساٹھ

پیغمبرون کا لکھا جائیگا اور پیدا کریگا پروردگار تعالےٰ شانہ ہر حرف کے عدد کے موافق فرشتے کہ تسبیح پڑہینگے اوس کی طرف سے قیامت کے روز تک پھر دس بار قل ھو اللہ احد پڑہے اگر مردہ بخشا ہوا نہین ہی تو اللہ تعالےٰ شانہ اوسے بخشدیگا اور اگر مردہ بخشا ہوا ہی تو پڑہنے والے کو پروردگار تعالےٰ شانہ بخشدیگا اور اگر یہ زیادہ کرے اوس پر سورہ یٰسٓ اور سورہ تبارک الملک تو یہ بہی حدیث مین وارد ہوا ہی اسی طرح سے اذا زلزلت اور سورہ تکاثر بہی منقول ہی اور کتابون مین منقول ہی کہ کوئی رات مردہ پر پہلی رات سے زیادہ سخت نہین ہی پس چاہیے اوس رات مین اوسکے واسطے صدقات اور خیرات کیجائین اور اگر اس پر قادر نہو تو اوس کے لوگون مین سے کوئی یا سب دو رکعت نماز پڑہین ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی ایکبار سورۂ اخلاص دس بار سورۂ تکاثر دس بار بعد سلام کے دعا کرے کہ یا اللہ اس نماز کا ثواب مین نے فلان شخص کو بخشا پس بہیجے گا اللہ تعالےٰ شانہ اوس مردے کی قبر مین ہزار فرشتے اور ہر فرشتے کے ساتھ طبقات نور ہدیہ ہوگا اور عطا کریگا اللہ تعالےٰ شانہ اوس مردیکو ثواب ہزار شہیدون کا سبحانہ و بحمدہ ؎

ادہر سے ایسے گناہ پیہم ادہر سے یہ دمبدم نوازش	تصدق اپنے خدا کے جاؤن کہ پیار آتا ہی مجہکو نازش

مین نے چاہا تھا کہ اس مقام پر طریقہ مزارات اولیاء اللہ سے فیض حاصل کرنے کا بہی لکھدون مگر ایک عزیز کی رائے نہوئی اور یہ شعر مولانا کا پڑہ دیا ؎

تا بخواند بر سلیمے زان فسون	حرف درویشان بدزدد مرد دون

لہذا اس خیال سے دست کش ہونا پڑا مجہے اس دو چار برس کے اندر یہ تجربہ بہی ہوگیا کہ اب بہی وہ لوگ موجود ہین جو فریب و مکر سے داخل طریقہ ہوتے ہین اور بعد نقول سفینہ جات وغیرہ اوسی کو حاصل فقر سمجہکر اپنی پشتون کی طرف بہر جاتے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسہم ومن سیئات اعمالھم۔

تلقین یازدہم در بیان علم

علم کے معنی لغت مین آگاہ ہونا اور جاننا اور دانش اور کسی خاص فن کی ماہیت کا جاننا علم بہت ہین جیسے علم صرف و علم نحو و علم لغت و علم معانی و علم بیان و علم انشا و علم عروض و علم قافیہ و علم رسم الخط و علم معما یہ سب علوم علوم ادبیہ کہلاتے ہین ادب کے واسطے انکا جاننا بہت ضرور ہے اور علم ریاضی و مناظر و مرایا اور علم قرأت و علم تفسیر و علم حدیث و علم فقہ و علم فرائض و علم اصول و علم کلام و علم منطق و علم تصوف و علم حکمت حکمت کے معنی لغت مین جاننا چیزون کا جیسی کہ وہ ہین بقدر طاقت بشری اور قیام کرنا کامون مین جیسا کہ چاہیئے حکمت کی دو قسمین ہین ایک علمی جسے نظری کہتے ہین اور دوسری عملی علمی اسکا موضوع احوال اشیاء موجودات خارجیہ ہے جیسی کہ وہ نفس الامر مین ہین بقدر طاقت بشری اور ادراک حقایق اشیا کا تو اسکے پہچاننے کے ذریعہ سے معرفت حضرت واجب الوجود کہ مطلوب حقیقی ہے حاصل ہو اور اسکی تین نوعین ہین اول علم مابعد الطبیعۃ یعنی وہ چیز کہ سوائے طبیعت کے ہے یعنی علم الٰہی دوم ریاضی سوم طبیعی لیکن اصول مابعد الطبیعۃ کے دو ہین ایک علم الٰہی اور دوسرا علم فلسفۂ اولیٰ اور فرعین اس کی چند ہین جیسے معرفت نبوت بحث امامت احوال معاد وغیرہم اور اصول ریاضی کے کئی ہین علم ہندسہ علم عدد علم موسیقی وغیرہ اور فروع اوس کے علم مناظر و مرایا و جر اثقال ہین علم طبیعی اس کے اصول آٹھ ہین اول سماع طبیعی ثانیاً سماع عالم ثالثاً علم کون و فساد رابعاً آثار علوی خامساً علم معادن سادساً علم نباتات سابعاً علم حیوانات ثامناً علم نفس فرعین اس کی علم طب علم احکام نجوم و علم فلاحت وغیرہ موضوع اس علم طبیعیات کا خواص ذاتیہ اجسام ہے اور اس مین چند خاصیتین ایسی ہین جو ہر جسم مین پائی جاتی ہین اور وہ سات ہین

ابعادِ ثلاثہ امتناعِ تداخل قابلیت انقسام مسامیت قبولِ قسر قوت اتصال قوت ثقل

ابعادِ ثلاثہ جسم کی وسعت ہے یعنی طول و عرض و عمق امتناعِ تداخل یعنی دو جسم ایک ہی ساتھ نہیں رہ سکتے قابلیت انقسام یعنی جسم کو بے انتہا حصون مین تقسیم کرسکتے ہین مسامیت یہ خاصیت تاثیر حرارت سے پیدا ہوتی ہی کیونکہ اس کے باعث سے ہر جز علیحدہ علیحدہ ہوجاتا ہی اور درمیان مین خلا پیدا ہوجاتا ہی مثلاً ایک لوہے کے ٹکڑے مین سوراخ کرین اور ایک لوہے کی کیل اوس مین گاڑ دین اور پھر اوس لوہے کی کیل کو گرم کرین تو اب وہ کیل اوس سوراخ مین نہ سمائے گی اس لئے کہ تاثیر حرارت نے اون اجزا کو جو بہت قریب قریب تھے دور دور کردیا اور اگر اوس کیل کو پھر ٹھنڈا کردین تو وہی کیل اوس مین آجائے گی قبولِ قسر یہ وہ خاصیت ہی جس سے اجسام اپنی اصلی حالت پر قائم رہنے کا میل رکھتے ہین قوت اتصال جس کے باعث سے اجزائے اجسام آپس مین منجمد ہوکر ملے رہتے ہین قوت ثقل یہ وہ خاصیت ہے کہ ہر جسم کو جو زمین پر یا زمین کے نزدیک ہے مادہ کے موافق اوس شئے کے مرکز کی طرف کھینچتی ہے تمام اجسام مین تجاذب کا یہ قاعدہ ہی کہ جس قدر اون مین بعد زیادہ ہو اوس کے مجذور کے برابر قوت جذب کم ہوجاتی ہی اور تمام اثر جو کہ مرکز سے نکلتے ہین اسی قاعدہ کے موافق ہین اور یہی قاعدہ روشنی سے بھی متعلق ہے علم طبیعیات کا حاصل دریافت کرنا حال موجودات عالم کا ہے کہ آئینہ صفات ایزدی کا ہے افراد بشر کو اس کا جاننا ضرور ہے اور منجملہ اسکے علم مادہ ہے جسے حکما کی اصطلاح مین علم طبیعی کہتے ہین علم طبیعی وہ علم ہے کہ جس مین بحث کیجاتی ہے اون امور سے کہ تعقل اور وجود خارجی مین محتاج مادہ کے ہین جیسے آب و ہوا و دیگر اجسام بسیطہ و مرکبہ ریاضی وہ علم ہے کہ بحث کیجاتی ہے اوس مین اون امور سے کہ وجود خارجی مین محتاج مادہ کے

ہون چنانچہ معقدار وعدد خاص کہ مادیات مین موجود ہین نہ مطلق عدد اسواسطے کہ بعضے مطلق عدد خارج مین بدون مادہ موجود ہین جیسے عقول عشرہ علم الٰہی وہ علم ہے کہ بحث کی جاتی ہے اوس مین اُن امورسے کہ وجود خارجی اور تعقل دونون مین محتاج مادہ کے نہون جیسے حضرت باری تعالےٰ شانہ لیکن یہ بحثین بہت بڑے فہم کی محتاج ہین اور ان مین بڑے بڑے بکھیڑے ہین ایک علم حصولی اور علم حضوری کی وہ بحث ہے کہ جو چھڑ جائے تو قیامت تک طے نہو شایقین کتب حکمت وغیرہ مین ان کی سیر کرلین حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس اللہ سرہٗ نے چند فقرون مین علم کی بحث کی ہے اوس کا ترجمہ بجنسہٖ اس مقام پر درج ہے اہل قلب اسے پڑہین اور لطف اوٹھائین علم وہ ہے کہ تجھکو صدر مقام سے صف نعال مین لاکر بٹھادے سبحان اللہ وبحمدہ علم وہ ہے کہ تجھکو گویائی سے گونگا بنادے اور منازعت ومناقشت سے رہائی بخشے نہ یہ کہ کلاہ خواجگی کی سر پر رکھے اور کمر رعونت اور دعوے کی باندہے سبحان اللہ وبحمدہ ٥

نازم باین شرف کہ غلام محبتم	لاف نسب زنسبت آدم نمی زنم

علم وہ ہے کہ آئینہ حقارت وخسارت ونقصان کا تجھکو دکھلائے اور جس جگہہ کوئی مسلمان تیرے آگے آئے تو دامن اوس سے بچائے اس خیال سے کہ مبادا اسیکے کپڑون سے کوئی صدمہ اسے پہونچے کہ اس مسلمان کے کپڑے اوس سے پلید ہون سبحان اللہ وبحمدہٖ نقل ایک درویش عالی مقام اپنے مریدون کی جماعت کے ساتھ کسی طرف جارہے تھے ایک کتا اون کے برابر سے ہوکر گذرا مریدون نے اپنے اپنے دامن اوس کتے سے بچالئے اور پیر صاحب نے بھی پیر صاحب نے مریدون سے پوچھا کہ تمھاری مراد کتے سے دامن بچانے کی کیا تھی سب نے عرض کی کہ دامن ہمارا اوس سے مس کرتا تو پلید ہوجاتا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

فرمایا کہ میرا یہ خیال تھا کہ کہین میرے دامن کی نجاست سے وہ کتا آلودہ نہو سبحان اللہ وبحمدہ یہ علم کی تعریف ہے اور اس خیال کے لوگ عالم ہوتے ہین رباعی

علمے کہ حقیقی است درسی نہ بود	درسی نہ بود ہر انچہ در سینہ بود
صد خانہ پُر از کتاب کارے ناید	باید کہ کتاب خانہ در سینہ بود

ان بزرگون نے اپنے تئین ایسا حقیر و ذلیل سمجھا ہے کہ جیسا اس راہ کے چلنے والے کو لازم ہے جب کسی مسلمان کو راستے مین چلتا ہوا دیکھے تو آپ کنارے ہو جاوے اور اوس کے واسطے راستہ کشادہ کردے جیسا کہ اہل ذمہ مسلمانون کے ساتھ کرتے تھے جب سالک اپنی ذلت پر نظر رکھے گا تو خود کلاہ عزت اوس کے سر کو ڈھونڈھ لے گی خواجہ ذوالنون مصری اپنے مریدون کے ساتھ دانشمندون کی مجلس مین داخل ہوے اون سے سوال ہوا کہ داناترین خلق کون ہے آپنے فرمایا کہ مین ہون پھر اون سے پوچھا گیا کہ نادان ترین خلق کون ہے آپنے فرمایا کہ وہ بھی مین ہی ہون کہا گیا کہ اس سخن کی شرح فرمایے حضرت قدس سرہ نے فرمایا جیسا کہ اپنے عیوب کا جاننے والا مین ہون دوسرا نہین ہے اور دوسرون کے عیب سے جس قدر بے علم مین ہون ویسا دوسرا نہین ہے سبحان اللہ وبحمدہ علم کے یہ معنی ہین اور بے علمی کی یہ تعریف ہے اے اکبر اگر تجھے دوسرون کے عیبون کا علم ہے تو تیرے واسطے یہی حجاب اکبر ہے العلم حجاب الاکبر

تلقین دوازدہم در بیان مراقبہ

مراقبہ سے سالک کی حالت دم بدم اور آناً فاناً بدلتی رہتی ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی ہوتی جاتی ہے اور یہ ترقی ایسی ہوتی ہے کہ جس مین ذرا بھی شک نہین ہے مگر تمیز اس کی مشکل ہے جیسے طفل نوزادہ کہ جس وقت سے

وہ کتا میرے ... سے ذوالنون ... کی عبادت ... حضرت ... جعفر صادق ... حضرت خواجہ ... حضرت بہاء الدین نقشبند ... امیر ابو العلاء ... شاہ محمد ... قدس سرہم

شکم مادر سے زمین پر آیا ہے ساعت بساعت ترقی کی حالت مین ہے اور اس بچے کے مان باپ جن کی گود مین وہ روز وشب پرورش پاتا ہے اوس کے بڑہنے کو نہین دیکھتے جب وہ بچہ چند ماہ کا ہوا تو وہ ترقی تمیز مین آتی ہے یہی حال درختون کا ہے جب سے تخم سے قُلّہ پھوٹا وہ قُلّہ آنا فانا ترقی مین ہے مگر باغبان اوسے ہرگز نہین دیکھ سکتا کہ یہ قُلّہ کسوقت کتنا بڑہا پس جب بچہ سن تمیز کو پہونچا اوس وقت بہی اوسے اپنی ترقی کا علم بالتفصیل نہین ہوتا اس ترقی کا مشاہدہ بڑے باریک بین اور موشگاف لوگون کا کام ہے بجنسہ یہی حال مراقبہ کا ہے جب سچا طالب خاص اللہ کے واسطے یہ کام کرتا ہے اور مراقبہ اوس نے شروع کیا تو پہلے پہلے اس کا دل اوچاٹ ہوتا ہے اور گھبراتا ہے اور جہان ادہر اودہر کی کوئی آواز کانون مین آئی اور آنکھین کُھل گیئن اور گھبرانے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ طالب کا شوق یہ چاہتا ہے کہ کیونکر مین ان تمام قیود سے الگ ہوکر مقصود حقیقی تک پہونچ جاون اور جملہ مقامات کو آن واحد مین طے کر لون لیکن یہ حالت طلب الکل فوت الکل کی ہے ہر علم اور ہر فن مین ترقی رفتہ رفتہ ہی ہوتی ہے شتابی ہر امر مین خراب ہے اور آہستگی بہتر ہے حدیث شریف مین وارد ہے التانی من الرحمن و العجلت من الشیطان ترجمہ یعنی آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے اس مقام پر سالک کو لازم ہے کہ صبر اور تحمل اور تامل سے کام لے اللہ تعالے شانہ نے باوجود کمال قدرت آسمان و زمین کو سات روز مین پیدا کیا اور انسان کو جو ایک مشت خاک ہے چالیس روز مین پس آدم ہی تمام کائینات کا حاصل اور نتیجہ ٹھہرا اور مراقبہ اپنی ذات مین فکر کرنا اور اپنے اخلاق کی اصلاح کرنی ہے طالب سالک جب مراقبہ کرے تو مکان تخلیہ کا ہو اور تھوڑی سی پاک روئی اُس پر سورہ فاتحہ اور سورہ قل ہو اللہ سات سات بار پڑھکر

دم کرے اور اپنے کانون مین رکھلے کہ کوئی بیرونی صدا نہ آنے پائے اور بالکل افکار اور تعلقات سے پاک ہوجائے اور یہ سمجھے کہ مین اپنے مالک کے حضور مین جو میرے ظاہر و باطن سے خبردار ہے امیدوارانہ حاضر ہون اور وہ نگاہ لطف و کرم سے مجھے دیکھہ رہا ہے اور اس تصور کو ایسا کامل کرے کہ یقین کا مرتبہ حاصل ہوجائے اور اس یقین کے کامل کرنے کے لیئے یہ دلیل ہے ۵

خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش

جب مالکان مجاز کی یہ حالت ہے کہ اپنے غلامون کا خیال اپنی جان سے زیادہ رکھتے ہین تو اوس مالک حقیقی کی عنایتون کا اندازہ کون کرسکتا ہے جس امیر کے دروازہ پر ہم جا کر بیٹھین گے اور روزانہ اوسے سلام کیا کرین گے ایک نہ ایک روز اوس کی چشم عنایت اس طرف ضرور ہوے گی اسی طرح سے ہمارے مالک حقیقی کی نظر کبھی نہ کبھی ہم پر پڑھ ہی جائے گی ۵

سایۂ حق بر سر بندہ بود	عاقبت جوینده یابنده بود
گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے	عاقبت زان در برون آید سرے
چون نشینی بر سر کوئے کسے	لاجرم بینی تو ہم روئے کسے
چون زچاہے میکنی ہر روز خاک	عاقبت اندر رسی در آب پاک

جسوقت سالک مراقبہ کرتا ہے تو خطرات کا ہر طرف سے ہجوم ہوجاتا ہے اور اعضا مین کاہلی پیدا ہوجاتی ہے پس جب یہ باتین پیدا ہونے لگین تو پاس انفاس کے ساتھ محاسبہ شروع کردے کہ آج مجھسے کون کون سے نامحمود کام ہوئے اور ہر فعل کے بدلے مین استغفار متعدد پڑھے مگر آنکھین نہ کھلین اور ہیئت مراقبہ کی نہ بگڑے اور برزخ شیخ نگاہون سے جدا ہونے پائے پس چندروز مین ہجوم خطرات بہت کم ہوجائین گے اور برزخ کے شغل کا یہ طریقہ ہے کہ سالک شیخ کو اپنے بیٹھنے کے

مقام کے سامنے اپنی طرف متوجہ اور بیٹھا ہوا تصور کرے اور تصور برزخ کے جو اوس کی تقریر اس سے اوپر کی تلقین مین گذر چکی ہے جب سالک پر مراقبہ کا اثر دور کرنے لگا گا تو اوس کے آثار و علامت بشرے سے سالک کے ظاہر ہونے لگین گے ابتدا مین تو اسکی تمیز خاص خاص لوگون کو ہوگی اور آخر مین خاص و عام سب اسکے بشرے سے پہچان لین گے جیسے مرض عشق کہ آخر مین کسی کو بتانے کی ضرورت نہین ہوتی جو اوس سے اجنبی ہوتا ہے وہ بھی پہچان جاتا ہے کہ یہ کسی کا عاشق ہے ؎

میتوان داشت نہان عشق ز مردم لیکن
زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج

بشرے کے انوار ہر وقت کا سکوت آنکھون کی نگرانی کثرت تفکر خلق سے وحشت تنہائی سے انس یہ جملہ علامتین صاحب مراقبہ کی شاہد ہین طریقہ ابو العلائیہ مین مراقبہ کے ساتھ ہی سالک کو صلواۃ العشق بھی پڑہنے کی اجازت دیتے ہین طریقہ اوس کا بجنسہ اس مقام پر لکھ دیا جاتا ہے لیکن ہر نماز اور ہر شغل کے لئے جو کسی طریقہ کے خاص ہون اوسی طریقہ والے سے اوس کی اجازت لے لینی چاہئے ورنہ مضرت کا خوف ہے۔ **صلواۃ العشق طریقہ عالیہ ابو العلائیہ** بعد نماز مغرب یا قبل نماز صبح دو رکعت نفل بگذارد بدین ترکیب کہ اول فاتحہ بنام حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی و حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی قدس اللہ اسرارہما بخواند بعدہ بر مصلیٰ ایستادہ شود و خیال کند این مصلیٰ مقتل عاشقان خدا است و بکمال ادب نظر بر سجدہ گاہ داشتہ حبس دم کند و بزبان دل سہ دم اللہ اللہ بکمال آہستگی بگوید بعدہ ہر دو دست تا بہ نرمہ گوش بردہ تصور کند کہ این وقت من از دنیا و ما فیہا دست بر داشتم و غیر خدا کسے مطلوب و مقصود من نیست اللہ اکبر گفتہ تحریمہ بندد و باز سہ دم اللہ اللہ بحبس دم بگوید و ثنا بخواند سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ترجمہ پاک ہے تو

اے پروردگار از تعریف من این زبان آلوده صد دروغ و فحش و لغو است کے
سزاوار ثنا تست برائے تعریف تو خود کلام تو موزون است ہے

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب	ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

و بابرکت است نام گرامی تو کہ اللہ است چرا کہ این اسم ذات سرچشمہ جمیع اسمائے
صفات است و بسیار بلند است آن کوشش کہ در راہ تو کردہ شود و نیست معبودے
برحق کہ عبادت او کردہ شود غیر تو چون ثنا تمام شود حبس دم کند و سہ بار اللہ اللہ گوید
و اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
خواندہ سورہ فاتحہ آغاز کند و بر معنی خیال دارد چون اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بخواند خیال کند کہ
جمیع حمد و ہر تعریف از ہر انسان و حیوان کہ واقع شود او عین تعریف پروردگار است
در انسان یا حیوان چہ قدرت است کہ کارے از و راست آید چون رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
بخواند بہ یقین داند کہ ربّ جملہ مخلوقات چہ ذی روح چہ غیر ذی روح چہ مومن چہ کافر ہمہ اوست اَلرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ او بخشایندہ و مہربان است بندہ در ہر حال از و نا امید نشود مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اگرچہ صفت مالکیت او ہر زمانہ و در ہر حال لائق است اما آن روز کہ روز حساب
است وقت اظہار بادشاہی و انصاف اوست درین مقام بندہ بر حال خود نظر
کردہ بر خود بلرزد و از کردۂ خود شرمسار شود کہ در اوقات خمسہ چند بار اقرار مالکیت
او کردہ میشود اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ در ہمہ نماز این مقام بسیار نازک
و خوفناک است باید کہ زبان و دل بندہ آنوقت متحد باشد ہمین مقام اقرار باللسان
و تصدیق بالقلب است بوقت نماز درمیان بندہ و پروردگار ہیچ حجاب نمی ماند
یعنی بندہ اقرار میکند کہ عبادت میکنم خاص برائے تو و استعانت میخواہم خاص
از تو پس باید کہ اقرار صحیح کند و دل را باز بآن آشنا دارد چون بندہ اقرار کرد کہ
ہر آنچہ میخواہم از تو میخواہم پس چیزے خواست کہ نعمتہائے ہر دو عالم از [illegible]

خواستگاری سوجود است چیست آن خواستگاری اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی
بنما مرا راہے کہ راست بتو میرسد غیر کجی و آن راہ کدام راہ است راہ انبیا و اولیائے
اوست صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ راہے است کہ نعمت کردہ بر آنہا و آن
کیستند کہ نہ گاہے غضب کردہ بر آنہا و نہ ایشان گم کردہ اند راہ راست خود را
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آمین این سورہ را پروردگار تعالے
شانہ بزبان بندگان خود نازل فرمودہ است و در ہر نماز از بندگان خود می شنود صاحب
نماز عاشقان را معنی این سورہ مبارک خوب یاد داشتن لازم است و در ہر رکن
اندر ارکان نماز دل را بطرف دیگر رفتن ندہد چون دل بجائے رود سالک فوراً ہوشیار
شود و آگاہ گردد و دل را کشیدہ پیش مالک حقیقی خود حاضر گرداند این فعل سالک
ہم عین نماز است چون تمام شد سورہ فاتحہ باز حبس دم کند و سہ دم اللہ اللہ گوید
و سورہ ضم کند چون سورہ تمام شود باز حبس دم کند و سہ دم اللہ اللہ گوید و در رکوع
رود و بیقین داند کہ مالک من پیش من موجود است و من در بندگی او پشت عاجزی خم
کردہ ام و او مرا می بیند سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ بکمال آہستگی و ادب بخواند چون
تسبیح تمام شود باز حبس دم کند و سہ دم اللہ اللہ بگوید و قومہ کند و سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ
حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ گفتہ حبس دم کند و سہ دم اللہ اللہ گوید معنی سمع اللہ لمن حمدہ ربنا
لک الحمد اینست شنید پروردگار تعالے شانہ آن حمد را کہ بندہ برائے او کرد باز بسجدہ
رود و سہ دم اللہ اللہ گفتہ تسبیح بخواند بکمال ادب یک یک لفظ جدا بگوید ہر آنچہ از زبان
بگوید دل ہم تصدیق او کند بعدہ از سجدہ سر بر آورد و جلسہ کند و سہ دم اللہ اللہ بگوید
و باز سجدہ کند و حسب معمول مندرجہ بالا اللہ اللہ و تسبیح بخواند بعدہ چون بالتحیات در تشہد
اول سہ دم اللہ اللہ بگوید بعدہ تشہد و درود بخواندہ سہ دم اللہ اللہ گفتہ نماز
تمام کند و سلام دہد و در سجدہ رفتہ دعا کند او تعالے شانہ فقرے را کرامت فرماید و از نو

محبت خود دل را منور فرماید فقط اللہ بس باقی ہوس

تلقین سیزدہم دربیان ملاحظہ قدرت

کوئی شے زمین پر ایسی نہین ہے جس کا ملاحظہ ہمین حیرت مین نہین ڈالتا آسمان کے تارے ہم سے بہت دوری پر ہین ہم نہین سمجھ سکتے کہ وہ کیا ہین اور کیونکر گردش کررہے ہین زمین کے اندرونی طبقات ہماری نگاہون سے پوشیدہ ہین اون کے اکثر خزانون پر ہمین اطلاع نہین نہ اون کے دریافت کرنے کی تدبیرین ہمین معلوم مگر وہ چیزین کہ اس دنیا مین جو ہمارے رہنے کی جگہ ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہین اور جن کو ہم ہاتھ مین لیکر دیکھ سکتے ہین اور جن کی ماہیت اور مادون کا دریافت کرنا ممکن ہے اون صنعتون اور نقاشیون پر ہم غور کی نگاہین کب ڈالتے ہین کہ آسمان پر سیڑھیان لگانے کی فکر کرین ؎

تو کار زمین را نکو ساختی	کہ با آسمان نیز پرداختی

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تفکروا فی صفاتہ ولا تفکروا فی ذاتہ التفکر ساعۃ خیر من عمل الثقلین حدیث دیگر التفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنتین بعض لوگون کے دماغ مین یہہ بات جم گئی تھی کہ باری تعالےٰ شانہٗ کی شان مین فکر کرنی چاہیئے کہ وہ کیا ہے اور کیونکر ہے اس خیال نے ایسا ازخود رفتہ کردیا تھا کہ ہوش و حواس سے گذر گئے تھے بھلا جس کی ادنی صفت مین انسان کی فکر نہ پہنچ سکے اوس کی ذات و ماہیت کیا معلوم ہوسکتی ہے اس قدر کیا کم ہے کہ ایک مصنوع دوسری مصنوع کے لطف صنعت پر مطلع ہوجائے لہذا حکم ہوا کہ اوس کی صفت مین فکر کرو اوس کی ذات اور ماہیت مین فکر نکرو اس لئے کہ یہ کوشش تمہاری فضول ہوگی اور مقصود

سے محروم رہو گے اور صفت مین فکر کرنے کا یہ فایدہ ہے کہ خالق کے اثبات وجود کی بے انتہا شہادتین ملتی جایئن گی اور یہی نظر ایک روز مشاہدہ سے بدل جالے گی اور رفتہ رفتہ حجاب ناسوتی اوٹھتے جایئن گے یہان تک کہ طالب و مطلوب کا فرق برائے نام باقی رہجائے گا فکر ذات باریتعالے شانہ مین شبہ وارد ہے جب فرعون نے مَنْ رَبُّكَ يَا مُوسٰى یعنی کون ہے رب تیرا اے موسی بلکہ یہ کہا کہ کیا شئے ہی رب تیرا حضرت موسی علیہ السلام نے ماہیت کے سوال کے جواب سے اعراض کرکے مَنْ کے جواب مین کوشش کی اور فرمایا کہ میرا رب وہ ہے کہ جس نے آسمان بنایا اور زمین بنائی فرعون نے ارکان سلطنت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم دیکھتے اس شخص کو مین کیا پوچھتا ہون اور یہ کیا جواب دیتا ہے اور موسی علیہ السلام خوب سمجھتے تھے کہ میرا مقابل مجھسے وہ سوال کرتا ہے کہ جس کا جواب میرے پاس سوائے عجز کے اور کچھ نہین ہے مگر یہ امر بھی مجیب کی شان سے ہے کہ اپنے عجز کو اپنے مقابل پر صراحتہً ظاہر نہونے دے لہذا وہ اوس کے سوال کا جواب ازروئے بلاغت اور لفظون مین دیتے تھے پس یہ امر نہایت غور کے قابل ہے کہ جب موسی علیہ السلام پیغمبر اولوالعزم اس مقام پر سرافگندہ ہون اور ہمارے حضور پر نور یہ فرمایئن کہ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ تو پھر دنیا مین کون اس کا دعوی کرسکتا ہے کہ ہم اوس کی ذات مین فکر کرسکتے ہین جن لوگون نے بے سمجھے بوجھے اس راہ مین قدم رکھا ہے اکثر وہ مخدوش راہ کی طرف چلے گئے ہین ؎

محال است سعدی که راہ صفا		توان رفت جز در پے مصطفٰا	

وہ خطا کہ جس کا اقرار کیا جائے میرے خیال مین ہزار درجے صواب سے بہتر ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ دیدہ و دانستہ خطا کرین اور اوس کو صواب ٹھہرایئن وہی کسب یا شغل اس طریقے مین منزل پر پھونچانے والا ہے کہ جس کی اصل کچھ بھی حضرت

صالحین کے قول یا فعل سے ثابت ہو ورنہ سالک کا خدا ہی حافظ ہے ؎

درین راہ جز مرد داعی نرفت	گم آن شد کہ دنبال راعی نرفت

یہ مراقبہ کہ جس کو مراقبہ ذات کہتے ہین وہ ذات پروردگار سے مطلب نہین ہے بلکہ اپنی ذات سے مراد ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ اس کے مفہوم اور معنی اوس کی مشتقین جدا ہین اوس کے کرنے کا زمانہ آسمانی تکمیل کا وقت ہے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے عالیمقام بزرگ آخر عمر مین اس مقام پر پہنچے مگر پہر بھی غلبہ سکر سے بیہوش تھے لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس بیہوشی مین اون سے کوئی فرض ترک ہوا ہو العیاذ باللہ یہ تو فعل کی ایسی محافظت فرماتے تھے کہ اس وقت کے اعلیٰ درجہ کے اولیاء اللہ شاید فرض کی ایسی محافظت کرتے کہین گے ابتدائی حالت حضرت خواجہ بایزید قدس سرہ کی یہ تھی کہ جنگلون اور آبادیون مین این اللہ این اللہ کہتے پھرتے تھے یعنی کہان ہے اللہ کہان ہے اللہ جب سلوک آپ کا توسط کی حالت مین پہونچا تو جس سے اللہ کا نام سنتے تھے اوس کے منہ مین شکر بھر دیا کرتے تھے پھر جب سلوک آپکا انتہا کو پہونچا تو پھر اور ہی کلمات زبان پر تھے ایک روز اسی عالم مین آپ کسی بتخانہ مین جا نکلے آپ کو دیکھکر بت یہ بول اوٹھا کہ اے بایزید تو مرا اومیدانی حضرت بایزید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ بلے ترا اومیدانم اہل سلوک ہی کچھ اس مقام کی نزاکت اور دشواری کو سمجھ سکتے ہین اور اس سوال کا جواب جو سب شرع درست ہو اور سالک کے ڈوبتے بیڑے کو بچائے سمجھ مین نہین آتا کہ کیا ہو سکتا ہے مگر چونکہ ان حضرات کا علم درسی نہین ہوتا تھا اس لئے ان کو کچھ دقت مخالفین کے سوال کے جواب مین نہین ہوتی تھی انہی حضرات کا علم علم لدنی ہے وہین سے جواب آجایا کرتا ہے پھر اوس بت سے آواز آئی کہ چون مرا اومیدانی پس سجدہ چرا نمیکنی اگر اس کا جواب حضرت بایزید قدس سرہ سے منقول

نہ ہوتا تو یہ امر ممکن تھا کہ ہماری فکریں اس کا جواب دے سکیں حاشا و کلا آپ نے فرمایا کہ
چونکہ سجدہ در ین صورت منع کردہ نمیکنم فوراً یہ جواب سنکر وہ بت دوپارہ ہوگیا اور شیطان
جو اوس مین حلول کئے ہوئے تھا وہ نکلکر سامنے آیا اور کہا اے بایزید اسی مقام پر
مین نے بہت سے لوگون سے سجدہ کرالیا ہے مگر تم محفوظین مین تھے کہ بچ گئے

مراقبات فنائے ذات ایسے دریا دل کا کام ہے ہم تنگ ظرفون کا حوصلہ
نہین ہے کہ ہم اس مراقبہ کا نام بھی لین ہمارا بڑا سلوک صفات مین فکر کرنا ہے
جو شئے ہمارے سامنے آجائے نگاہ اوس مین سے کچھ حصہ معرفت کا لے لے اللہ تعالے
شانہ نے آنکھون مین ایک قوت رکھی ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ کچھ بھی لیتی ہے
او کچھ دے بھی دیتی ہے پس سب سے پہلے نظر ہمکو اپنی حقیقت پر ڈالنی چاہئے کہ
ہم کیا تھے او کس کس جز سے ہمارا وجود قایم ہوا اور یہ صورت حسنہ اجزا غیر متناہی
سے مرتب ہوکر کیونکر عالم متناہی مین جلوہ گر ہوئی اول غذا پر نظر کرنی چاہئے کہ
ہمارے والدین نے کیا کیا غذائین کس کس سرزمین کی تناول فرمائین اور وہ
غذائین کس کس طریقے سے پیدا ہوئین ہون گی اور خود اون غذایون کی پرورش
کن کن اجزا سے ہوئی ہوگی وہ چیزین مادر و پدر کے معدہ مین پہونچکر طبخ اول
کہا کر جسے کیلوس کہتے ہین آش جو کی صورت ہوگئی ہون گی پھر جگر مین جاکر اوس نے
دوسرا طبخ کھایا ہوگا جسے کیموس کہتے ہین وہان آب صافی کی مثال ہوگئی ہونگی
اور پھر وہان سے خون بنکر نالیون مین دوڑی ہونگی پھر وہ خون مدت معینہ کے
بعد آب پشت جسے منی کہتے ہین اور جس سے تمام کبر و منی کا ظہور ہے جو فارسی مین لفظ
من اور عربی مین مرادف انا کا ہے اور عربی مین شخصیت کے واسطے آتا ہے سمجھ لو
کہ اسی منی سے مشتق ہے پھر اسی آب پشت نے علق کی صورت اختیار کی اور
اوس کے بعد مضغہ ہوگیا اوس کے بعد لحم اور پھر عظام ہوکر روح شریف کے ہاتھون

مین اوس کا سلسلہ حرکت و سکون آگیا اب ان کی جلوہ گریان صور مختلفہ اور فنون و علوم متنوعہ مین ہونے لگین کہین سکندر کی صورت مین آکر دارا کو مارا کہین افلاطون ہو کر ارسطو کو تعلیم کیا کہین رستم ہو کر سہراب کا جگر چاک کر ڈالا کہین انبیا ہو کر قوم کی ہدایت کی کہین اولیا ہو کر ہماری بیعت لی سبحان اللہ وبحمدہ ۵

ہر لحظہ بشکلے بت عیار برآمد ؛ دل برد و نہان شد
ہر دم بلباس دگر آن یار برآمد ؛ گہہ پیر و جوان شد

یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے ؛ روشن گر عالم
در دیدۂ یعقوب چو انوار برآمد ؛ نادیدہ عیان شد

خود نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق ؛ خود رفت بکشتی
خود گشت خلیل از دہن نار برآمد ؛ آتش گل از آن شد

یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا ؛ از بہر طہارت
موسیٰ شد و جویندہ انوار برآمد ؛ بر طور روان شد

خود گشت صراحی و می و ساقی مطرب ؛ خود بزم نشین شد
خود آن بت سرمست بیازار برآمد ؛ شور دل جان شد

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ؛ خود رند سبوکش
خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد ؛ بشکست روان شد

این جملہ ہمون بود کہ می آمد و میرفت ؛ ہر قرن کہ دیدی
تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد ؛ دارائے جہان شد

منسوخ چہ باشد چہ تناسخ بحقیقت ؛ آن دلبر زیبا
شمشیر شد و از کف کرار برآمد ؛ قتال جہان شد

نے نے کہ ہمون بود کہ میگفت انا الحق ؛ در صورت منصور
منصور نبود آنکہ بر آن دار برآمد ؛ نادان بگمان شد

رومی سخن کفر نگفت است و نگوید ؛ منکر مشویدش
کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد ؛ وز دوزخیان شد

ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

یک آفتاب کرد ز چندین افق طلوع
یک سر ز صد ہزار گریبان برآمدہ

ہمارے واسطے حصول سرمایہ معرفت کا آلہ یہی فکر سلیم ہے ۵

ذکر آن باشد کہ بکشاید درے
فکر آن باشد کہ پیش آید تئے

اور یہ فکر ایک نور لطیف ہے جو غذائے صالح سے قلب سالک مین پیدا ہوتی ہے اور ہم اسی فکر سلیم کو دانش بھی کہہ سکتے ہین اور یہ نور قیل و قال سے حاصل نہین ہوتا بلکہ یہ ایک جوہر لطیف ہے دل سے دل لے لیا کرتا ہے ۵

دانش انوار یست در جان رجال	جان زجان بتاندو نہ از قیل وقال

مرشد کی حضوری بعض اوقات مین ایک ساعت برسون کی ملازمت سے زیادہ نفع بخش ہی علی الخصوص طریقہ اہل اسلام مین تو تہذیب اور ترتیب روح کے لئے صحبت ہی کی ضرورت ہے چنانچہ مجلس حضرت رسالت پناہ مین ہر وقت انوار صحبت ہی کی بارش ہوتی تھی اور لفظ صحابی اس دعوے کا ثبوت ہے ۵

مرد را ہرچند تنہائی کند کامل عیار	صحبت یاران یکدل کیمیائے دیگر است

جہان مرشد کے آئینۂ قلب کا پرتو مرید کے دل پر پڑا اور اوس کے انوار فکر کے جوہر نکل آئے اور صیقل ہوگئی پھر طائر خیال آسمان معرفت کی طرف اوڑا اور کنگرۂ عرش پر کندے جوڑ کر بیٹھ گیا المولفہ

بلندی اس کی ہی فطرت یہ جنس عالی ہی	خیال پست اگر ہی تو وہ خیال نہین

تلقین چہاردہم در بیان سلوک

یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ترجمہ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ فائدہ معنی نصوح کے یہ ہین کہ خالص اللہ کے واسطے ہو اور آمیزش کسی طرح کی نہو نصوح مشتق ہی نصح سے بمعنی خلوص یہ حکم ایمان والونکو ہی اور اس حکم مین عام مومنین شریک ہین فرض کرو کہ اوسمین بعض مومنین ایسے ہین کہ اون سے کوئی گناہ واقع نہین ہوا ہے تو یہ حکم اوس پر کیونکر جاری ہوسکتا ہے اگرچہ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ احکام اکثر کے واسطے جاری ہوتے ہین اور اقل اور بعض اوسی کے تحت مین ہوا کرتے ہین لیکن بعض محققین کی تحقیق اس آیت کی تفسیر مین دوسری ہے وہ کہتے ہین ایمان کی تکمیل خلوص اور محبت سے ہوتی ہے جب تک مومن کے دل مین خلوص اور محبت پیدا نہو ایمان اوس کا ناقص رہتا ہے لہذا توبہ سے

مراد اس مقام پر وہی خلوص و محبت ہے اور اسی کے حاصل کرنے کو حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سلوک کہتے ہین پس ہر مرید کو توبہ واجب کیا بلکہ فرض ہے مرید کو پہلے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے اور جب تک توبہ کے مقام پر پورے طور سے ثابت قدم نرہیگا اور مقام پر عروج کرنا معلوم ہے مقام توبہ اعلمو یا قوم توبہ تین۳ چیزون کا نام ہے جیسا کہ حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین تحریر فرمایا ہے اول علم دوسرا حال تیسرا فعل اول دوسرے کا موجب ہے اور دوسرا تیسرے کا سبب یہ انتظام خدا کی عادت کے سبب ہے جو اوس نے عالم اجسام و ارواح مین جاری کر رکھے ہین تفصیل مراتب ثلاثہ علم سے یہ غرض ہے کہ اسباب کو جانے کہ گناہون سے بہت بڑا ضرر پیدا ہوتا ہے گناہ آدمی اور اوس کے محبوب کے درمیان مین حجاب ہے جب یہ بات یقین غالب سے اوس کے دل پر جم جاتی ہے تو اوس کے جاننے سے دل کو محبوب کے فوت ہو جانے کا رنج ہوتا ہے اس لئے کہ جب دل کو یہ خبر ہوگی کہ محبوب کا وصل نہوگا تو بے شک اوس کے دل کو کمال صدمہ ہوگا پس اگر وہ آگاہ ہے تو فوراً وہ اپنے اوس فعل پر افسوس کریگا اور اس افسوس کا نام ندامت ہے اَلنَّدَم توبۃ اور اسی دوسری چیز کو حال سمجھنا چاہیے پھر جب یہ رنج دل پر غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک اور حالت پیدا ہوتی ہے جس کو ارادہ و قصد کہتے ہین اور یہ ارادہ ایسے فعل کا ہوتا ہے جس کو تعلق تینون زمانون سے ہے زمانۂ حال سے تو اس طرح تعلق ہے کہ جو گناہ پیشتر کرتا تھا اوس کو چھوڑ دے اور زمانہ مستقبل سے اس طرح کہ جس گناہ سے محبوب نہ ملے اوس کو عمر بھر کو ترک کر دے اور زمانہ ماضی سے اس طرح کہ اگر کوئی چیز قابل قضا اور تلافی کے فوت ہوئی ہو تو اوس کا جبر نقصان کرے غرض کہ ان سب باتون کا منشا اول علم ہوتا ہے یعنی ایمان و یقین کیونکہ ایمان ان باتون کے سچ جاننے کا نام ہے کہ گناہ زہر ہلک ہین اور

یقین اُس تصدیق کی مضبوطی کا نام ہے کہ دل پر اس طرح غالب ہو کہ مجال نہ ہے
پس اس ایمان کا نور جب دل پر چھا جاتا ہے تو اوس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ دل مین
ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے اور دل پر صدمہ گذرتا ہے اس لئے کہ ایمان کے
نور کی چمک سے اوس کو سوجھتا ہے کہ مین اپنے محبوب سے محجوب ہوگیا اے توبہ
کرنے والو اگر تم سچے دل سے اپنے محبوب حقیقی کے عاشق ہو تو توبہ پر قایم رہو
تاکہ جمال یار تمکو بے حجاب نظر آنے لگے توبہ کرنے والون کی بڑی فضیلت ہے اللہ پاک
ارشاد فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین اور حدیث شریف مین وارد
ہے حدیث شریف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التایب من الذنب
کمن لا ذنب لہ اور دوسری حدیث شریف مین وارد ہے حدیث شریف
التائب حبیب اللہ ایک حدیث اور توبہ کرنے والون کے لئے اس مقام پر لکھی
جاتی ہے کیا پیاری حدیث ہے اور کیسی شفقت اور محبت اوس مالک حقیقی کی اپنے
بندون پر پائی جاتی ہے افسوس ہے کہ گناہون سے تائب نہون اور اپنے سچے
ارادے اور مضبوط قصد سے اوس کی طلب مین کمر ہمت نہ باندہین اور اوس حدیث
شریف کا یہ ترجمہ ہے ترجمہ حدیث شریف اگر کوئی کسی سرزمین ناموافق اور مُہلک
مین فروکش ہو اور اوس کے ساتھ اوس کی سواری ہو جس پر اوس کا کھانا پینا
وغیرہ سب لدا ہوا ور یہ شخص وہان سو رہے اور پھر جو جاگے تو وہان سواری نہ پاوے
اور اوس کو ڈھونڈھنے لگے یہان تک کہ جب اوس پر دھوپ اور پیاس اور جو خدا کو
منظور ہو اوس کی شدت اور غلبہ ہو تو کہے کہ مین جہان تھا وہان ہی لوٹ چلون اور
اور سو رہون تاکہ مر جاؤن اور وہان پہونچکر مرنے کے لئے اپنے ہاتھ کو سر کے تلے رکھکر
سو رہے اور پھر جو آنکھ کھلے تو دیکھے کہ جس سواری پر توشہ وغیرہ تھا وہ پاس کھڑی ہے
تو جتنی خوشی کہ اس شخص کو اپنی سواری کے ملنے کی ہوگی اوس سے زیادہ خدا تعالے

بندۂ مومن کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہین کہ یہ شخص
جو خوشی کی شدت مین شکر خداوندی بجالائے تو مارے خوشی کے زبان سے یون
نکلے کہ الٰہی تو میرا بندہ مین تیرا پروردگار ہون یعنی خوشی مین الفاظ کی تقدیم
وتاخیر کی تمیز نہ ہے اللہ اکبر اوس کی شفقت بے انتہا کا کیا ٹھکانا ہے اے سالک
راہ طریقت توبہ کرو توبہ کرو توبہ کرو اور اس توبہ پر استقامت حاصل کرنے کی کوشش
کرو تاکہ یہ حال تمھارا مقام ہو جائے **تفصیل حال و مقام** فائدہ واضح ہو کہ
جو کیفیت سالک پر ایسی دور کرے کہ وہ سریع الزوال ہو اوسے اصطلاح تصوف
مین حال کہتے ہین اور جس کیفیت کو استقامت دوام حاصل ہو اوس کا نام مقام ہے
الغرض سالک پر جو کیفیت دور کرے تو ایسی کوشش کرے کہ دوامی ہو کر مقام ہو جائے
پس جب توبہ سالک کا مقام ہو گیا تو اب اوس کو صبر و شکر کی حالت سے موانست
پیدا کرنی چاہیئے صبر کی ضرورت تو سالک کو یون ہو گی کہ جب اوس نے اپنے احباب
جلسہ سے انقطاع کیا اور دلق پوشان فقر کی فہرست مین نام لکھوایا تو وہ لوگ جو دنیا کی
ترقی کے خواہان اور حرص و ہوس کے پیرو ہین اب اس پر طعن و تشنیع کرین گے اور
اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرین گے یہی لوگ شیاطین الانس ہین ان کے فریب
اور مکر اوس معلم الملکوت سے کم نہین ہین بلکہ جنسیت کے حساب سے تو کچھ زیادہ ہی
ہین احباب جلسہ مین سے کوئی تو اسے مکار کہے گا کوئی اسے زور یا بتائے گا کوئی کہے گا
جی ہان یہ بھی دنیا حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے ایک صاحب فرمائین گے کہ معلوم
ہوا اگر ہمارے جلسہ مین رہتے تو وہی یارون کے یار تھے اب تو قبلہ و کعبہ بنا چاہتے
ہین الغرض ان سب باتون کو سنے اور صبر کرے اور کسی کو جواب نہ دے اپنے کام
سے کام رکھے من سکت سلم و من سلم نجی ہندی مثل ہے کہ ایک چپ سے
ہزارون بلائین ٹلتی ہین اللہ تعالےٰ شانہ نے آدمی کے کان تو دو بنائے ہین اور

زبان ایک اس کے یہ معنی ہین کہ دونون فریقِ مخالف وموافق کی باتین سنو اور ایک کا بھی جواب نہ دو ؎

گوشِ تو دو دادند زبانِ تو یکے	یعنی کہ دو بشنو ویکے بیش مگو

سکوت سالک کے لئے سکوت سے بہتر دونون جہان مین کوئی شئے نہین ؎

بہ طبع ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

جب تک مین اس کتاب کو لکھ رہا ہون ناتمام وناقص ہے جس وقت مین نے سلسلہ تحریر یا تقریر ختم کیا تمام اور کامل ہوگئی ؎

تا بود گفتگو سخنم ناتمام بود	نازم بخاموشی کہ سخن را تمام کرد

جب تک سالک واصل نہین ہوتا کیسا کچھ گریہ وبکا وشور وشغب مین مبتلا رہتا ہے تمام تمام شب آہ وفغان مین گذر جاتی ہے اور جہان وصل محبوب ہوا نفس مطمئن ہوگیا ؎

سیل را نعرہ از ان است کہ از بحر جدا است	وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد

دنیا مین ہزارون بلائین ہین کہ مجرد اس زبان کے سبب سے آدمی اون مین مبتلا ہوتا ہے البلاء موکّل علی المنطق لہذا سالک کو سکوت کی سب چیزون سے زیادہ ضرورت ہے اور اس کے حاصل کرنے کا آلہ یہی صبر ہے الصبر مفتاحُ الفَرَاج ترجمہ یعنی صبر کنجی ہے کشایش کی احادیث وآثار سے یہ بات ثابت ہے کہ ایمان کے دو حصہ ہین نصف صبر ہے اور نصف شکر ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ شانہ کے اسماء حُسنیٰ مین صبور اور شکور دونون نام ہین تو صبر وشکر کا اوصاف الٰہی اور اسماء حُسنیٰ مین داخل ہونا بھی متحقق ہے اور ان دونون سے جاہل رہنا گویا ایمان کے دونون حصون سے اور خدا کے دونون وصفون سے غافل رہنا ہے اور بغیر ایمان قرب خدا کے حاصل ہونے کی کوئی صورت نہین اور طریق ایمان پہ چلنا بغیر اسبابات کے پہچاننے کے کہ کس چیز پر اور

کس شخص پر ایمان چاہیے غیر ممکن ہے صبر کی تو یہ تعریف ہو کہ ان اللہ مع الصابرین
ترجمہ یعنی اللہ صابرین کے ساتھ ہے کسقدر بلند مقام ہے اور ایک اور مقام پر
صابرین کے لئے مژدہ ہے اولئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ واولئک
ہم المہتدون اور ایک حدیث مین واقع ہے کہ الصبر کنز من کنوز الجنۃ
اور ایک اور مقام پر آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے حقیقت مین اہل سلوک کو سلوک
کا طریقہ بتا دیا ہو الصبر علی ما تکرہ خیر کثیرا یعنی جو چیز تمکو بری معلوم ہو اوس پر
صبر کرنے مین بہت خیر ہے حقیقت صبر اے سالک راہ طریقت تجھے معلوم ہو کہ صبر
دین کے ایک مقام اور سلوک کی دوسری منزل کا نام ہے جو منزل توبہ کے بعد تیرے
سامنے آنی والی ہے دین کے جتنے مقام ہین تین چیزون سے منتظم ہوتے ہین اول معارف
دوم احوال سوم اعمال معارف سب کی اصل ہے اور ان کی جہت سے احوال پیدا
ہوتے ہین اور احوال سے اعمال کا ظہور ہوتا ہے پس معارف کو مثل درخت کے اور
احوال کو مثل شاخون کے اور اعمال کو مثل پھلون کے سمجھنا چاہیے اور یہ بات سالکین
کی سب منزلون مین پائی جاتی ہے اور لفظ ایمان کا کبھی تو معارف ہی پر بولا جاتا ہے
اور کبھی ان تین چیزون کے مجموعہ پر اور صبر کامل جبھی ہوتا ہے کہ جب اول معرفت
ہو اور اوس کے بعد ایک حالت آدمی پر قائم ہو اور در واقع مین صبر انھین دونون چیزون
کا نام ہے اور عمل تو مثل ثمرے کے ہے کہ انھین دونون سے صادر ہوتا ہے اور یہ امر
بغیر دریافت ترتیب فرشتون کے اور انسانون اور بہایم کے معلوم نہین ہو سکتا اس واسطے
کہ صبر خاصہ انسان ہے ملک اور بہایم مین نہین ہو سکتا ملائکہ مین اون کے کمال کے
سبب سے اور بہایم مین اون کے نقصان کے سبب سے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بہایم
پر شہوات مسلط کردیے گئے ہین وہ اونھین کے مغلوب ہین اون کی حرکت و سکون کا
باعث سوائے شہوت کے اور کچھ نہین اور اونھین کوئی ایسی قوت نہین جو شہوت کی

فراحم ہوکر اوس کو اوس کے مقتضی سے روکے اور شہوت کے مقابلے مین اوس وقت
کا نام [illegible] رہنا صبر کیا جاوے اور ملائکہ علیہم السلام اس لئے پیدا ہوئے ہین کہ شوق
حضرت [illegible]بوبیت [illegible]ن کو رہے اور ورجہ قرب سے خوش رہین اُنکے اندر شہوت نہین ہی جو
اس [illegible] درجہ اور شوق سے اون کو روکے اور نہ اون کو کسی ایسے لشکر کی احتیاج کہ اوس کی
مدد سے اون موانعات پر غالب ہون جو اون کو حضوری سے باز رکہتے ہون
اس لئے کہ مقتضائے شہوت ہی موانع ہین جو سرے سے موجود نہین اور انسان
کا حال یہ ہی کہ طفلی مین ناقص مثل بہیمہ کے پیدا ہوا اوس وقت بجز خواہش غذا کہ جسکی
اوس کو احتیاج ہوتی ہے اور کسی چیز کی خواہش پیدا نہین ہوتی پھر بعد چندے اُس
مین خواہش لہو ولعب و آرایش کی پیدا ہوتی ہے پھر نکاح کی شہوت ظاہر ہوتی ہی
اور یہ شہوات بہ ترتیب ظاہر ہوتی ہین اور شروع مین قوت صبر نہین ہوتی اس لئے
کہ صبر اوس کا نام ہی کہ جن دو لشکرون مین اختلاف مطالب اور ضدیت مقصود کے
باعث لڑائی پیدا ہو تو ایک لشکر اون مین سے دوسرے کے مقابل جما رہے اسی
جمنے کا نام صبر ہی فائدہ اولیاء اللہ مین سے جن کا مرتبہ جس قدر بلند ہوگا اون کا
صبر بھی اوسی قدر زیادہ ہوگا یہ بعض کم علم پیرزادون نے جو بزرگون کی کرامتین مشہو
کی ہین کہ فلان بزرگ کی شمشیر جلال بارہ کوس تک دور کرتی تھی اور جو کوئی اوس کے
قریب آیا اوس کی گردن جدا ہوگئی یا فلان بزرگ عید کی نماز کے روز ممبر کے پاس
جا کر بیٹھے تھے لوگون نے اون کو وہان سے اوٹھاتے اٹھاتے صف نعال مین پہنچادیا
تو آپنے غصہ مین آکر مسجد کو گر پڑنے کا حکم دیا مسجد سجدے مین آگئی جس قدر نمازی
تھے وہ سب دب کر مر گئے اور پھر تمام شہر کو غارت کردیا معاذ اللہ منہا یہ ایک خوفناک
تہمت ہی ایک پاک نفس بزرگ پر لوگون نے اپنی جہالت کے سبب سے لگائی ہے اور
حقیقت مین اون کا دامن اس سے پاک ہے یہ تو وہ بزرگ ہین جو قوم کی ڈوبتی ہوئی

کشتی نکالین نہ کہ تیرتی ہوئی کشتی کو ڈبا دین اگر یہ پاکیزہ نفس بزرگ ایسی خفیف باتون پر خفا ہو جایا کرین تو پھر ان مین اور ہم بدنفس لوگون مین کیا فرق ہو جب اُنکا نام پاک صابر اور جس کو اپنے جد امجد سے صبر ترکہ مین پہونچا ہو اوس سے ایسا امر سرزد ہو جو بالکل صبر کے برعکس ہو اوپر کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے عافانا اللہ منہا یہ اَن پڑھ حضرات ہمارے بزرگون کی تعریف کیا کرتے ہین گویا در پردہ ہجو کرتے ہین اور مخالفین کو اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہین اون کی ہرگز ایسی شان نہ تھی جیسا ہم تنگ ظرف لوگ سمجھ رہے ہین **حکایت** حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ عید کے روز حمام سے غسل کرکے اور کپڑے بدل کر عیدگاہ نماز پڑھنے کو چلے ایک جماعت مریدون کی آپ کی ساتھ تھے راستہ مین کسی شخص نے اپنے مکان کے بالاخانہ سے ایک ٹوکری خاک کی پھینکدی وہ سب آپ پر پڑی کپڑے وغیرہ سب خاک آلود ہو گئے مریدون نے شور و شغب کرنا شروع کیا آپ نے اون کو روکا اور یہ فرمایا ؎

حکایت منظوم

شنیدم کہ وقتے سحرگاہِ عید — زگرمابہ آمد برون بایزید

یکے طشت خاکسترش بیخبر — فرو ریختند از سرائے بسر

ہمیگفت ژولیدہ دستار و موے — کفِ دستِ شکرانہ مالان بروے

کہ اے نفس من در خور آتشم — بخاکستری روئے درہم کشم

بزرگان نکردند در خود نگاہ — خدا بینی از خویشتن بین مخواہ

بزرگی بناموس و گفتار نیست — بلندی بدعوی و پندار نیست

قیامت کسے بیند اندر بہشت — کہ معنی طلب کرد و دعوی بہشت

تواضع سر رفعت افرازدت — تکبر بخاک اندر اندازدت

بگردن فتد سرکشِ تندخوے — بلندیت باید بلندی مجوے

یہ اللہ کے دوست ہین انکو دریادل کہتے ہین اگر تمام دنیا ان کو رنج پہنچائے تو انکا مشرب مکدر نہو
ایک پیرزادے صاحب فرماتے ہین کہ حضرت بوعلی قلندر نے حضرت سلطان المشایخ
نظام الدین اولیا محبوب الہی کے ولایت چھین لی اور حضرت خسرو علیہ الرحمۃ کی کوشش
سے پھر مل گئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہی حضرت سیدنا و مولانا
مخدوم علی احمد صابر کلیری قدس سرہ کے واقعہ کی طرح سے صریح تہمت ہے ھذا بہتان
عظیم ان قصون کا مستند کتابون مین کہین ذکر نہین ہے اپنے دلون سے تراش کر
مشہور کردئے ہین اللہ تعالے شانہ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کو تین آفتاب عطا
فرمائے تھے ایک حضرت مولانا و سیدنا قطب جمال ہانسوی اور دوسرے حضرت مولانا
و مخدومنا و سیدنا مخدوم علی احمد صابر اور تیسرے حضرت مولانا و سیدنا سلطان المشایخ
نظام الدین اولیا محبوب الہی قدس اللہ اسرارہم ہم چونکہ انکے ادنی مریدکے خاک نعلین کی برابر
بھی نہین ہین لہذا ہم تمیز نہین کرسکتے کہ ان مین کس کا رتبہ زیادہ تھا اور کس کا کم ہمارے
تو یہ تینون بزرگ پیشوا اور ہادی ہین ہمارے خیال مین یہ بزرگوار آپس مین شیر و شکر
تھے لڑائیان اور رنج اور کینہ حسد تو ہم بدنفس لوگون مین ہوا کرتا ہے اور ان بزرگوارون
کے دلون کو اللہ نے اپنی محبت سے ایسا بھر دیا ہے کہ اور کسی چیز کی گنجایش ہی نہین رہی

دل ہے ہمارا کے دوست سے معمور اسقدر	گنجایش عداوت اغیار ہی نہین

حدیث شریف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صِلْ مَنْ قطعك واعط
من حرمك واعف عمن ظلمك ترجمہ مل اوس سے جو تجھے چھوڑدے اور دے
اوس کو جو تجھے محروم رکھے اور معاف کر اوس کو جو تجھپر ظلم کرے کیون بہائیو تمنے یہ حدیث
دیکھی آیا ہمارے تمہارے بزرگون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ نہین
پہنچا ہے نہین ضرور پہنچا ہے پھر یہ بزرگوار کیونکر ہمارے تمہارے خیال کے موافق تھے
ہوسکتے ہین افسوس ہزار افسوس ہماری یہ کیفیت ہے کہ جہان ہمسے کسی نے ذرا

کج ادائی کی اور بدمعاشون کو بلوایا اور حکم دیدیا کہ ہم تمکو دس روپیہ دینگے فلان شخص کو سربازار بےحرمت کردینا اور اس پربھی دعویٰ ولایت وقطبیت بدستور قایم ہے اور یہ بات علی حالہ خیال مین جمی ہوئی ہے کہ ہم خانقاہ کے سجادہ نشین ہین قطب اور ایذا رسان ولی اور جان کے لیوا مصرعہ فھذا اعجیبٌ عجیبٌ عجیبٌ پاک پروردگار قصاص وغیرہ مین حقوق کے معاف کرنے والون کی مدح مین ارشاد فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین ترجمہ اور اگر بدلہ دو تو بدلہ دو اوسی قدر جتنی تمکو تکلیف پہنچی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والون کو فرمائے کسی اولیاء اللہ سے اس کے خلاف کبھی قیامت تک ہوسکتا ہے یہ بزرگوار جنکی غلط حکایتین ہمنے اپنی جہالت سے مشہور کین ہین عرفا اور علما کی مجالس مین کبھی اس کا تذکرہ نہین آیا بلکہ وہ حضرات ان بزرگوارون کی تعریف ان لفظون سے کیا کرتے تھے کہ فلان بزرگ تو اضع مین زمین اور رفعت مین آسمان تھے یعنی باوجود رفعت یہ بھی زمین سے لگا ہوا ہے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہی حکایت

ز خاک آفریدت خداوند پاک	پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
حریص وجہان سوز و سرکش مباش	ز خاک آفریدت آتش مباش
چو گردن کشید آتش ہولناک	بہ بیچارگی تن بینداخت خاک
چو این سرفرازی نمود آن کمی	ازین دیو کردند ازان آدمی

عنان تحریر کدہر سے کدہر پھر گئی اب پھر مین اپنے مطلب کی طرف آتا ہون جب مین صبر کی حقیقت بیان کرچکا تو اوس کی دوا کا اظہار ہونا چاہئے کہ جس چیز سے صبر پر مدد ملے واضح ہو کہ جس نے بیماری بھیجی ہے اوسی نے اس کی دوائیں بھی پیدا کردی ہین اور شفا کا وعدہ بھی فرمایا ہے اس [illegible] ہے مگر اوس کا حاصل ہونا

معجون علم و عمل سے ممکن ہے اور علم و عمل ایسے مفردات ہین کہ امراض قلوب کی
سب دوائین اس سے بنتی ہین مگر ہر مرض کے لئے علم و عمل جداگانہ چاہیئے ازانجا کہ
اقسام صبر کے مختلف ہین تو جو علتین کہ مانع صبر ہین وہ بھی مختلف ہین اسی واسطے علاج
بھی مختلف ہے کیونکہ علاج علت کی ضد ہوتا ہے اور جو علت ہو اوس کی بیخ کنی علاج سے
مقصود ہوتی ہے اور اوس کا بیان بالاستیعاب کرنا تو طوالت چاہتا ہے مگر طریق علاج
بعض مثالون مین بیان ہوتا ہے ؎ اگر در خانہ کسے ہست صدائے بس است مثلاً آدمی
شہوت زنا سے صبر کرنے کا محتاج ہے اور یہ شہوت اوس پر اتنی غالب ہے کہ اوس سے
اپنی شرمگاہ کو نہین روک سکتا یا شرمگاہ کو روکتا ہے آنکھون کے روکنے پر قادر نہین
یا اوس پر بھی قادر ہے نفس پر قابو نہین کہ وہ مقتضیات شہوت مین پھنسائے رکھتا ہے
اسوجہ سے ذکر و فکر و اعمال صالحہ کی مواظبت نہین ہو سکتی تو اس کا علاج یہ ہے
اور اس کو سالک خوب سمجھے کہ باعث دینی اور باعث ہوی یعنی ہوائے نفس مین کشتی
ہوتی رہتی ہے اب اگر ہمکو منظور ہو کہ دونون کشتی والون مین سے ایک جیت جاوے
اور دوسرا ہار جاوے تو جس کو جتانا منظور ہو اوس کی تقویت کرنی چاہیئے اور اوس کے
مقابل کو دبانا چاہیئے تو اس کا دبانا کیا ہے کہ جو باعث شہوت ہین اون کو کم کرنا چاہیئے
تاکہ باعث ہوی کمزور ہو اور باعث دینی کو غلبہ حاصل ہو اور باعث شہوت کے کم زور
کرنے کے تین طریق ہین اول تو یہ کہ اوس کی قوت کی اصل دیکھین کہ کہان سے اوسکو
زور پہونچتا ہے تو معلوم ہوگا کہ شہوت کی حرکت اور قوت کی اصل عمدہ غذائین ہین باعتبار
اقسام اور کثرت کے پس اصل ہی کو لینا چاہیئے یعنی غذا کو منقطع کرنا چاہیئے اس طرح
کہ ہمیشہ روزہ رکھین اور افطار کے وقت کچھ تھوڑی سی غذا کمزور جنس کی کھالین مثلاً
گوشت وغیرہ غذائین جنسے باعث ہوی یعنی شہوت کو زور ہو ترک کرین فائدہ حضرت
والد ماجد قبلہ و کعبہ حاجی الحرمین الشریفین مولانا سید شاہ محمد سجاد ابو العلائی

داتا پوری قدس سرہ نے جب آغاز شباب مین قدم رکھا تو تحصیل علم ظاہر کے ساتھ
فن سپہ گری کی طرف بھی توجہ فرمائی اور جیسے علوم ظاہری مین کمال حاصل کیا ویسے
ہی فن سپہ گری مین بھی آپ نہایت خوبصورت اور رعنا جوان تھے اور زور بہت تھا
غذا نہایت نفیس وعمدہ پھلوانون کی طرح سے نوش فرماتے تھے پوشاک بہت نفیس
ہوتی تھی لیکن جب آپنے **تصوف** کی طرف رجوع فرمائی تو اول **غذا** مین تقلیل کی
یہانتک کہ گوشت بالکل ترک فرمایا اور خشکہ آدھ پاکے انداز سے دونون وقت مین
نوش فرماتے تھے اور جب سے آپ خانہ نشین ہوئے تو تذکیر و درس بھی بالکل ترک فرمایا
کلام مین بھی پوری تقلیل تھی الغرض تقلیل غذا ہی وہ چیز ہے جو باعث شہوت کو
کمزور کرتی ہے دوسرے یہ کہ جو اسباب شہوت بالفعل موجود ہون دور کرنا
چاہیے یعنی ہیجان شہوت کا باعث نظر ہوتی ہے اس لئے کہ نظر سے دل کو حرکت
ہوتی ہے اور دل سے شہوت کو تو اس سے احتراز ضرور ہے باین طور کہ عزلت اختیار
کرین اور جہان شبہہ بھی اچھی صورت کے دیکھنے کا ہو وہان سے کوسون بھاگین حدیث
شریف مین ہے النظر سہم مسموم من سہام ابلیس ترجمہ یعنی دیکھنا
ایک تیر زہر آلود ہے شیطان کے تیرون سے یہ سخت دلدوز تیر وہ ملعون ایسا پھینکتا ہے
کہ جو بہت کم خالی جاتا ہے سوائے اس کے کہ سالک اکثر آنکھین بند رکھے اس کی اور
دوسری سپر نہین اس کا ایک علاج یہ ہے کہ ایسے مقامات سے جہان یہ تیر چلتے ہون
کنارہ کشی اختیار کرے دوسرا علاج یہ ہے کہ نفس کو اسی قسم کی مباح شئے دیکر اوس کی
تسلی کردے حدیث شریف مین وارد ہے علیکم بالنکاح فمن لم یستطع
فعلیہ بالصوم فان الصوم لہ وجاء ترجمہ لازم پکڑو اپنے اوپر نکاح کو اور جسکو
طاقت نہو تو وہ روزہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ روزہ رکھنا اوس کے حق مین خصی ہونا
ہے اب یہ مقام صبر سالک کے واسطے آغاز مجاہدہ ہے اور مجاہدے کی بحث بہت طول ہے

اسے ذاترک کیجاتی ہے اور منزل شکر کا بیان بطور مختصر شروع کرتا ہون العاقل تکفیۃ الاشارہ **منزل شکر** اے سالکو شکر منازل سلوک مین تیسری منزل کا نام ہے جب سالک صبر کی منزل سے گذرا تو اوسے چندے شکر کی منزل کی بھی سیر کرنی چاہئے کیونکہ بام مقصود پر آدمی زینہ بزینہ ہی چڑہتا ہے اور اگر کوئی چاہے کہ بغیر زینہ کوٹھے پر چڑہے تو یہ ممکن نہین اور شکر ایک خُلق ہے اخلاق ربوبیت سے اس لئے کہ اللہ تعالے شانہ اپنے آپ کو فرماتا ہے واللہ شکورٌ حلیم ترجمہ اور اللہ صاحب شکر کا اور حلم والا ہے اس مین غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالے شانہ کس کا شکر کریگا جو اوس کے اسمار حسنیٰ مین سے ایک نام شکور ہے اہل تحقیق نے **شکور** کے معنی قدردان شاکران لکھے ہین اور یہ کہا ہے کہ تھوڑا قبول کرنے والا اور بہت دینے والا یہ مقام اہل سلوک کے لئے نہایت نادر ہے اسواسطے کہ خدائیتعالے شانہ خود ارشاد فرماتا ہے وقلیلٌ من عبادی الشکور ترجمہ اور قلیل ہین میرے بندون مین سے شکر گذار شہدا لاکھون ہین علما کرورون ہین متقی ہزارون مگر شکر گذار بندے کم ہین اور یہ مسئلہ متحقق ہے کہ عمدہ چیز بہت کم ہی ہوتی ہے چنانچہ بادشاہ وامرا اکثر اوسی جواہر کی خواہش کرتے ہین جو نادرالوجود ہو دریائے نور اور کوہ طور دو ہیرے تھے اون کا مثل دنیا مین نہ تھا تو وہ جس بادشاہ کے خزانہ مین رہے بادشاہ اون پر فخر کرتا رہا بس یہ شکر بھی اہل سلوک کے لئے ایسا ہی جواہر ہے جو قلیل بندون کے خزانہ مین پایا گیا اللہ کے کرورہا کرور بندے ہین اون مین سے یہ بندے صاحب شکر ایسے ہوئے کہ اللہ تعالے شانہ بطور ناز فرماتا ہے کہ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہین ایک حدیث مین وارد ہے حدیث شریف الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر ترجمہ کہانے والا شکر گذار مثل روزہ دار صابر کے ہے شکر گذار بندے کی بڑی فضیلت ہے سالک کو منزل شکر کا مقام بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نوافل مین

بہت رویا کرتے تھے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ نے
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کردیئے ہین پہر حضور اس قدر گریہ کیون فرماتے ہین
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا مین بندۂ شکر گذار نہون اس سے معلوم ہوا کہ اہل سلوک
کا رونا کبھی کم نہین ہوتا **شکر** بھی تین باتون سے مرکب ہے **علم و حال و عمل** جن مین
سے اصل علم ہے اوس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل علم سے یہ غرض ہے
کہ نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے جانے اور حال اس کا نام ہے کہ منعم کے انعام سے
خوش ہو اور عمل سے یہ مراد ہے کہ جو مقصود اور محبوب منعم کو ہو اوس پر قایم رہے پہر
عمل قلب سے بہی متعلق ہے اور اعضا اور زبان سے بھی اس کی صراحت بہت
طول ہے یہ مفصل حالات انشاء اللہ دوسرے رسالہ مین تحریر کئے جاتے ہین جسکا نام
خضر ہے یہان پر سالک کو اتنا ہی سمجھنا ضرور ہے کہ شکر گذار بندہ اللہ کو محبوب ہے
اور شکر نعمت کو بڑہاتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ترجمہ یعنی اگر تم شکر کروگے
تو اور دون گا مین تمکو۔ اس منزل کے بعد سالک کو وہ دو منزلین درپیش ہین کہ ایک جگر کا
پانی کرنے والی ہے یعنی **خوف** اور دوسری منزل یعنی **رجا** امید دلانے والی ہے کہ
سالک ابہی ہمت ہی ہے ایسا نہو کہ گہبرا کر پس پائی کرنے لگے **منزل خوف** چوتھی منزل
سلوک کی ہے **واضح** ہو کہ خوف و رضا سالک کے دو بازو ہین جنسے شوقین سالک
اعلیٰ مقامات تک اُڑتا ہے خوف کی تعریف اور فضیلت اس ایک حدیث سے ایسی ثابت
ہے کہ جس نے تمام افراد خوف کو گہیر لیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من خاف اللہ تعالیٰ خافہ کل شئ ومن خاف غیر اللہ خوفہ اللہ من
کل شئ **ترجمہ** یعنی جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اوس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ
سے ڈرتا ہے اللہ اوسے ہر چیز سے ڈراتا ہے اور دوسری حدیث مین یون وارد ہے
حدیث شریف اتمکم عقلا اشدکم خوفا للہ تعالیٰ واحسنکم فیما امر اللہ

تعالیٰ ونہیٰ عنہ تطہرا ترجمہ یعنی تم میں سے عقل کا پورا وہ ہے جو سب سے
خوف کرے اللہ کا اور جن باتون کا اللہ نے حکم کیا ہے اور جن کو منع فرمایا ہے اونکو
سب سے اچھی طرح غور کرے منزل رجا یہ سلوک کی پانچوین منزل ہے اگر دل
مین کسی چیز کے وجود کا خطرہ زمانہ آیندہ مین ہوا اور یہی خطرہ دل پر چھا گیا ہو تو اس کا
نام انتظار اور توقع ہے پھر اگر جس چیز کا انتظار ہے وہ بری ہو اور اس سے دل پر
صدمہ ہو تو اوس انتظار کو خوف کہتے ہین اور اگر وہ شئے محبوب ہو کہ اوس کے ساتھ
دل کے لگاؤ رہنے اور اوس کو سوچنے سے دل کو راحت اور لذت معلوم ہوتی ہے تو
اس راحت حاصل ہونے کا نام رجا ہی بہرحال خوف و رجا ایسی اشیا پر بولتے ہین
جن کے ہونے مین تردد ہو اور جن کا وجود یقینی ہو وہان نہین بولتے مثلاً طلوع کے وقت
یون نہین کہتے کہ ہمکو آفتاب نکلنے کی رجا ہے اور غروب کے وقت یون نہین کہتے ہمکو
آفتاب کے چھپ جانے کا خوف ہی ہان یون کہا کرتے ہین کہ مینہ برسنے کی رجا ہے
اور خشکی کا خوف ہی واضح ہو کہ رجا کے ساتھ عمل کرنا خوف کے ساتھ عمل کرنے سے
اعلیٰ اور عمدہ ہے اس لئے کہ خدائے تعالےٰ سے زیادہ قریب وہی بندہ ہوتا ہے جو
سب سے زیادہ محبت الٰہی رکھتا ہو اور محبت رجا سے زیادہ ہوتی ہے اور سالک کو یون
سمجھنا چاہئے کہ اگر اُس سے کوئی صغیرہ واقع ہو جاوے تو وہ فوراً توبہ کرلے اور بوجہ غلبۂ خوف
الٰہی کے اوس کی رحمت سے نا امید نہو لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اب اس کے بعد
منزل فقر ہے اور یہ چھٹی منزل سلوک کی ہی منزل فقر سالک کو معلوم ہو کہ فقر حاجت
کی چیز نہونے کا نام ہے اور بے حاجت کی چیز نہونے کو فقر نہین کہتے اور اگر حاجت کی
چیز موجود ہو اور اوس پر آدمی قادر ہو تو اوس شخص کو فقیر نہ کہین گے اور جب یہ معلوم
ہو چکا تو اب ظاہر ہے کہ [illegible] خدا تعالےٰ کے سوا جو ہے وہ فقیر ہے اسواسطے
کہ ایک موجود چیز کو اپنے [illegible] وجود ہونے کی حاجت ہے اور وجود کا ہمیشہ

رہنا خدا کے فضل و احسان سے ہی اگر ہستی کے پردے پر کوئی موجود ایسا ہو جس کا وجود دوسرے سے مستفاد نہو تو وہ غنی مطلق ہے اور ایسا وجود سوا ایک ذات کے ہو نہین سکتا اس سے معلوم ہوا کہ وجود مین غنی ایک ہی ہی اور اوس کے سوا جتنے ہین وہ اوسی کے طرف محتاج ہین تاکہ اون کو دوام وجود کی مدد دے اور اسی حصر کیطرف اس کلام پاک مین اشارہ ہی واللہ غنی و انتم الفقراءُ لیکن یہ معنی فقر مطلق کے ہین اور یہان پر غرض ہماری فقر خاص سے ہی اور وہ مراد ہے اون لوگون سے جو اللہ سے ملنے کے لئے علایق ترک کرتے ہین اور محتاجی کو بادشاہی پر فضل دیتے ہین اور وہ صرف اوس کے ملنے کے محتاج ہین حدیث شریف مین وارد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الق اللہ فقیراً ولا تلقہ غنیا ترجمہ اللہ تعالیٰ سے مل فقیر ہوکر اور نہ مل اوس سے تو غنی ہوکر جو نواب یا بادشاہ دوسرے ایسے نواب یا بادشاہ سے ملا چاہتا ہے جو اوس سے مرتبہ اور زینت اور ملک اور جواہرات وغیرہ مین بہت بڑہ کر ہے تو یہ کم رتبہ والا اوس سے سادہ لباس مین ملتا ہی کیونکہ یہ جسقدر تکلف لباس اور جاہ وحشم مین کریگا وہ اس سے بہت زیادہ رکھتا ہی تو پھر اس کو اپنے تکلف کا کیا مزا آئیگا بلکہ اور شرمندگی اوٹھانی پڑے گی پس اسی قیاس پر بندہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے خزانہ مین کیا کچھ موجود نہین ہی لہذا اوس سے بھیک مانگی چاہئی بھیک مانگنے والون کی صورت مین بہ نسبت اس کے کہ ہم عمدہ قالین کی جانماز پر نماز پڑھین بہتر ہوگا کہ ہم بوریا یا زمین طاہر پر نماز پڑہین کہ ہمارا مالک ہماری طرف چشم فضل و احسان سے جلد دیکھے حدیث شریف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہذہ الامۃ فقراءھا واسرعھا تضجعا فی الجنۃ ضعفاءھا ترجمہ بہتر اس امت کے فقیر اوس کے ہین اور جنت مین جلد تر لوٹ لگانے والے اس امت کے ضعیف لوگ ہین چونکہ مجھکو بوجوہ چند اس کتاب مین اختصار منظور ہے لہذا مین افسوس سے

کے ساتھ کہتا ہون کہ کوئی بیان مین اپنے طبیعت کے موافق بشرح وبسط نہ لکھ سکا
اب زہد کی منزل کا بیان شروع کرتا ہون منزل زہد یہ سلوک کی ساتوین منزل
ہی فقر اور زہد مین یہ فرق ہے اگر دنیا سے آدمی الگ رہی تو اوس کو فقر کہتے ہین
اور اگر آدمی خود دنیا سے الگ ہو جائے اوس کو زہد کہتے ہین یہی سبب ہی کہ منزل
فقر کے بعد منزل زہد اور زہد کے بعد منزل توحید ہے اوسکے اور منازل ہین
انشاء اللہ تعالے ان جملہ منازل کا بیان بالتصریح رسالہ خضر مین ہوگا چونکہ یہ
رسالہ مین نے عزیز سعید منشی محمد عبد الغفار خان ابو العلائی مدعمرہٗ کو دیدیا ہی
اور وہ اپنے خرچ سے اس کو طبع کراتے ہین لہذا بدین وجہہ اسی مقام پر قلم رک گیا
خداوند تعالے شانہ اون کے ایمان وعمر ورزق مین برکت عطا فرمائے آمین ؁

تا بود گفتگو سخنم ناتمام بود	تا زم بجا مشی کہ سخن را تمام کرد

تلقین پانزدہم دربیان حکیم دیمقراطیس

اس حکیم کا یہ قول ہے کہ تخلیق عالم اربعہ عناصر کے اجتماع کا ایک اتفاقی نتیجہ ہے کیسا
بیموقع اور ناموزون معلوم ہوتا ہی ہمارے خیال مین یہ قول دیوانون کی بڑ سے
بھی زیادہ بے وقعت ہے اتنا بڑا حکیم اور ایسا بے معنی کلمہ کہہ جائے یہ وہی صاحب
ہین جو مسٹر ڈارون صاحب کے ابو الآبا اور کل نیچریونکے پیشوا ہین ڈارون صاحب کی جس
قدر تحقیق ہے انہین ہذیانات کا ماخذ ہے ؁

وزیر چنین شہریار چنان	جہان چون نگیرد قرار چنان

مین کیونکر کہون کہ اس حکیم نے ماہیت اشیاء ومصالح امور مین آدم ودیگر مخلوق پر
نظر نہین کی یا تو یہ قول اس کا نہین ہے اور اگر ہے تو ایسے وقت کا ہوگا کہ جب
اوس کی عقل سلیم باقی نرہی ہوگی جب ہم اپنی تخلیق اور اپنی ضرورت کی اشیاء کے مہیا

وموجود ہونے پر فکر کرتے ہین تو صاف بالبداہتہ معلوم ہوجاتا ہی کہ ہمارا کوئی نہایت
مہربان اور باخبر خالق ہے جس ملک کا آدمی ہی اوس کا مزاج اوسی ملک کے موافق
ہی اور وہان اوس کی ضرورت کی چیزین بھی اوس کے مزاج کے موافق مہیا کردی
گئین ہین سبحان اللہ وبحمدہ ع خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔ جو ملک
سرد ہے اون مین غذائین گرم پیدا کی گئین ہین کہ جنکے ذریعہ سے ان کے بدن کا خون
جمنے نپاوسے اور پوششین بھی ویسی ہی بتادی ہین حیوانات جو اپنی پوششین
تیار نہین کرسکتے اونکے بدن کی جلدین ایسی گرم کردی گئین ہین کہ ٹھنڈے ملکون مین خود
اون کو آسایش پہونچائین اور اون کے مرنے کے بعد انسان اون سے نفع اوٹھائین
ہمکو بذریعہ الہام والقائے ربانی ہماری صحت کے قایم رکھنے کے لئے خواص ادویہ
کا سبق پڑہا دیا گیا کہ خود اپنی صحت اور اپنے جنس کی صحت قایم رکھین دنیا مین لاکھون
کرورون دوائین ہین کہ جن کے اسما وخواص ہمارے مہربان مالک نے ہمکو
تعلیم کئے ہین جو ہماری تندرستی کو مدد پہنچا رہے ہین کیا یہ امر ممکن تھا کہ علم اسماء
و اشیا ہمکو بغیر کسی کی تعلیم کئے ہوئے آجاتا پھر اگر ان ادلہ وبراہین سے بھی
ہمین اپنے مالک کا وجود نہ ثابت ہو تو یہ ہماری شامت وکور باطنی ہے ہر حیوان
کے بدن کا نظم اور اوس کے ہاتھ پاؤن کی ساخت اون کے رہنے کی جگہہ ضرورت
کے موافق ہے اونٹ کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ریگستان مین پیدا کیا ہے اوس کے
پاؤن چوڑے بنائے تاکہ ریگ مین گھس نجائین اور چونکہ جسم اوس کا بہت عریض
وطویل ہی لہذا کف پا کا چوڑا اور پر گوشت ہونا ضرور تھا کہ وہ جسم کا بار سنبھالے
چونکہ ریگستان مین پانی بہت کم ملتا ہی لہذا اوس کا مزاج ایسا بنایا کہ اوسے پیاس
کم لگتی ہے اور ضرورت کے وقت اوس کو چار پانچ روز کا پانی ایک ہی روز پلادیجئے
اور اوس کے منہ کو رسی سے باندھ دیجئے تو وہ پانی اوس کے پیٹ مین موجود رہیگا

چوتھے پانچوین روز اوس پانی کو پیٹ چاک کرکے نکال لیجیے اور ٹھنڈا کرکے گھوڑون کے پلانے کے کام مین لائیے یا اور مصرف مین صرف کیجیے اسی طرح سے دریائی جانورون کی ہیت پر نظر کیجیے کہ اون کے بدن اس انداز سے بنائے گئے ہین کہ وہ شناوری بخوبی کرسکین اور تنفس کے ساتھ جو پانی اون کے منہ مین جاتا ہی وہ فوراً ایک دوسرے سنفذ سے نکل جاتا ہی کیا یہ انتظام* اور بندوبست کسی انتظام کرنے والے کے اثبات وجود پر شاہد عادل نہین ہین نہین ضرور ہین وہ آنکھین جو رمد آگین ہین اگر اون کو نظر نہ آئے تو قدرت کا قصور نہین ہی ۵

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

وہ جنگل جو خودرَو گل وریاحین سے شاداب ہورہا ہی اون مین سیر کرنے سے قدرت کی دستکاریان معلوم ہوتی ہین کہ کیسا بیمثال نقاش ہے کہ جس نے اس جنگل کو غیرت باغ بنادیا ہے ایک زمین ایک پانی ایک ہوا انتہا یہ کہ شاخ ایک جڑ ایک پھول کی پتیون کے کئی رنگ پتیان پھول کی سفید اون پر نقطے زرد وسرخ رنگ کے پتیان پھول کی سرخ رنگ نقطے سفید اور زرد رنگ کے ۵

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیدا است	آن صورت آنکس است کان نقش آراست
دریائے کہن چو بر زند موجۂ نو	موجش خوانند در حقیقت دریا است

سبحان اللہ وبحمدہ گلاب کے پھول کو دیکھیے جڑ کی کیا رنگت ہی پتون کی وہ صورت کانٹون کی یہ حالت اور پھول وہ خوشرنگ جسے دیکھکر درود پڑہنے کا حکم ہی رباعی

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم	با آل رسول ہم نشینی دارم
رنگم چو محمدؐ است وبویم چو علیؑ	خُلق حَسَن و خوئے حسینی دارم

یہ فقیر بے مایہ متوکل علی اللہ ایک بار کوہ راج گیر کی سیر کو گیا یہان جدّہ حضرت سیدی وجدی مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ کا ہی ایسے خودرو پھول معطر

دیکھنے مین آئے کہ چمیلی اور بیلے کے پھولون کی خوشبو اون کی خوشبو کے سامنے بے
حقیقت تھی اور اوس مقام پر تھوڑی ہی دور آگے بڑہ کر جو دیکھا تو ایک کف دست
میدان ہی وہان پھول تو کیا گھاس بھی سبز نہین نظر آئی ماشاء الله لا قوۃ الا
بالله العلی العظیم اے پاک پروردگار مین اپنے سچے دل سے بے ریا عرض
کرتا ہون کہ تیری ذات پاک حق تیری صفات حق تیرا وجود حق تیرا ظہور حق تیرا بطون
حق کله من الحق وبالحق وللحق والی الحق عشاق کے واسطے اپنے مالک و محبوب
کا اس قول کے موافق ہونا چاہیے کثرۃ ذکر الله حتی یقولو مجنون جب
تک ایک دل ہو کر انسان ایک طرف نہو جائے حصول مقصد معلوم ؂
دو دل بودن بجز بیجا صلی نیست۔ علی الخصوص فکر اور نظر مین تو یک سو ہونا بہت
ضرور ہی اس طریقہ عالیہ ابو العلائیہ مین زیادہ کام فکر اور نظر ہی سے لیا جاتا ہی
اور انسان یک سو نہین ہو سکتا جب تک اوس کا دل اوصاف ذمیمہ سے پاک
نہ ہو جائے جب دل پاک ہوا تو اوس کے تمام اعضا اور جوارح پاک ہین اور دل
ناپاک ہی تو سب ناپاک ہین ان فی جسد المضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کله
واذا فسدت فسد الیان کله ترجمہ تحقیق کہ آدمی کے بدن مین ایک گوشت کا
ٹکڑا ہی جس وقت وہ صالح ہوا تو کل بدن صالح ہو گیا اور جس وقت وہ فاسد ہوا
تو کل بدن فاسد ہو گیا جن حکمانے علم معرفت پروردگار کو مقدم رکھا اور دوسرے
علوم اوس کے ضمن مین حاصل کئے اون کی عقلین نور معرفت الٰہی سے روشن
ہو گئین اور آخر عمر تک اون کی عقلین سلیم رہین اور جن بیراہون نے دوسرے علوم
کے ضمن مین علم معرفت الٰہی کو رکہا وہ ہی گمراہ ہوئے ان کو سوائے مادیات کے
کوئی شئے پاک از مادہ نظر نہ آئی اور اصول تحصیل علم آلٰہی یہ چاہتا ہی کہ جس
علم کا خیال طالب العلمی کے وقت پہلے دل مین جگہہ پکڑ چکا ہی اوسی نے اپنا رنگ

دکھایا ہے علم معرفت الہی کو کیا غرض پڑی تھی کہ اپنے مقدم ہونے کی خواہش فرماتا ایسے ایسے سو کرور ملحد پیدا ہوئے اور مر گئے کوئی اونکا نام بھی نہین جانتا وہ علم پاک ہمیشہ سے ہی اور رہے گا حکایت ایک فلسفی جو خدا کے وجود کا مقر تھا جب مرنے لگا تو اوس پر ایک حالت پریشانی اور اضطراب کی طاری ہوئی اوس کے شاگرد جو اوس وقت موجود تھے اون لوگون نے اوس سے پوچھا کہ حالت صحت مین تو تو بڑا مستقل مزاج تھا اس وقت تجھکو کیا ہو گیا ہی کہ اس قدر مضطرب الحال ہے وہ بولا کہ جس قدر مذہبی خیال کے آدمی مرتے ہین اون کو اپنے پیشوائون کے قول کے ذریعہ سے نجات کا بہت بڑا بھروسا ہوتا ہی وہ بھروسا اون کو آخری حالت مین بہت مدد پہنچاتا ہی اور مین اس وقت اپنی ذات کے واسطے کوئی سہارا یا وسیلہ اپنے اطمینان نفس کا نہین پاتا ہون اور اب میرا سفر اس دنیا سے ایسا ہی کہ پھر مین پلٹ کر یہان نہ آون گا کہ اپنے خیال فاسد کا بدل کر سکون پھر میری پریشانی اور اضطراب کو کیا پوچھتے ہو الدنیا مزرع الاخرۃ اے دنیا کے لوگو یہ دنیا جس مین تم گھر بنائے بیٹھے ہو یہ آخرت کی کھیتی ہی جو کچھ نیک اعمال تمکو کرنے ہین اون کی تخم افشانی یہان کر لو پھر تمکو نزع کے وقت اپنے اعمال قبیحہ پر نظر کر کے سوائے افسوس کے کھیتی کرنے کا موقع نہ ملیگا جیسے کہ اوس فلسفی کو حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہوا کیون یارو وہ ادلہ و براہین جو اوپر بیان کی گئین ہین کیا خدا تعالے شانہ کے وجود کی مثبت نہین اگر یہ تمہارے واسطے کافی نہین ہین تو تم خود نگاہ تامل اشیا پر ڈالو اور اوس کی عمدہ اور نازک صنعتون کے لطف اوٹھاؤ اور اون صنعتون کے صانع کی تلاش مین پھر دنے ہو جاؤ یہانتک کہ ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے اوس کے واسطے کھو جاؤ لمولفہ

جستجوئے یار مین آیا ہی کچھ ایسا مزا	آپ کو کھودون اوسی کو عمر بھر ڈہونڈہا کرون

تلقین شانزدہم دربیان اسم یا بدیع

یَا بَدِیْعُ بے نمونہ کی چیزین پیدا کرنیوالا یہ اللہ تعالےٰ شانہ کے اسمائے حسنیٰ مین سے ایک مبارک نام ہے اس کے معنی ہین بے نمونے کی چیز بنانے والا جو لوگ صنعت و دستکاری وغیرہ کرتے ہین اگر وہ ہر نماز کے بعد اس نام پاک کو ستانوے ۹۷ بار پڑھ لیا کرین اور اپنی صنعت و دستکاری کے لئے اس نام پاک کی مزاولت رکھین تو اون کے قلب مین اللہ تعالےٰ شانہ صنعت کی طرزین اور ایجادین نکالنے کی توفیق اپنی طرف سے ڈالدے گا اور کام اونکا آسانی سے انجام ہوگا خلق الادم علی صورتہ کے معنی مین حضرت والد ماجد قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے اور کیسے دلچسپ معنی فرمائے ہین کہ سبحان اللہ وبحمدہ فقیر نے اس حدیث شریف کے بہت سے معنی دیکھے ہین اور صورتہ کی ضمیر کو بزرگون نے بہت طرف پھیرا ہے اور وہ سب اچھی تقریرین ہین لیکن یہ تقریر بھی سننے اور غور کرنے کے قابل ہے یعنی ضمیر بھی اپنی حالت پر ہے اور تاویل بھی دور از کار نہین ہے یعنی پیدا کیا گیا آدم اُسی اپنی صورت پر جو اوس کے کامل ہونے کے وقت اوس کی صورت تھی اور اوس مین تخلیق کے بعد کسی قسم کی اصلاح نہوئی جو چیزین کہ اوس کی حاجت کے واسطے ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان ۔ حواس وغیرہ درکار تھے سب موجود تھے بعد تخلیق اُس مین کمی بیشی کی ضرورت نہوئی جیسے کہ اب بچے پیدا ہوتے ہین کہ پہلے رحم مین آب پشت مرد گیا پھر وہان پہونچکر تین نقطے ہوگئے اور پھر علق ہوا اور پھر مضغہ اور پھر صورت بننی شروع ہوئی یہ آدم کی تخلیق مین کوئی بات نہوئی جس قدر عرض و طول مین اون کا قد و قامت انتہائے حالت نمو مین تھا وہی ابتدا مین تھا اب اس اسم پاک یا بدیع کے معنی ملاحظہ کرو اور اوس کی صنعت کا لطف اوٹھاؤ سبحان اللہ والحمد للہ

ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد اس اصول کے موافق کہ ستا کل شئ فی اسمہ حضرت **بدیع الدین مدار** قدس سرہٗ اس اسم پاک کے مظہر ہین تنبیہ اہل سلوک کو یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ طبقہ اولیاء اللہ مین سے ایک کو دوسرے پر فضل نہین طبقہ صحابہ مین سے جن کو فضل دیا گیا ہی وہ از روئے احادیث صحیحہ دیا گیا ہی اور خیریت قرون ثلاثہ بھی علی الترتیب احادیث سے ثابت ہوئے ہی مگر طبقہ اولیا مین سے ایک کا فضل دوسرے پر ثابت نہین ہوا ہی اسی لئے متصوفین کے یہان یہ مسئلہ ہی الفقراء کنفس واحد لاجو لوگ کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہین وہ ادب کے خلاف کرتے ہین اسی طرح جو حضرات کہ مرتبہ محبوبیت مین بحث کرتے ہین یہ امر بھی شایان اہل تحقیق نہین ہی ہمارے اس ہندوستان مین تین محبوب مشہور ہین **حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی حضرت سلطان نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت سیدنا امیر ابو العلا محبوب رب الارباب** قدس اللہ اسرارہم اور اگر ان کے سوا بھی کوئی بزرگ اس مرتبہ سے مشرف ہو تو یہہ امر بعید از قیاس نہین ہی ؎

ہنوز آن ابر رحمت دُر فشان است		خم و خمخانہ با مُہر و نشان است

اور یہ جو ہمارے عصر مین بعض بزرگوار یہ بحث کر رہے ہین کہ حضرت محبوب الٰہی کی محبوبیت اسم ذات کے ساتھ متعلق ہی اور حضرت غوث پاک کی محبوبیت اسم صفت کے ساتھ لہذا حضرت محبوب الٰہی کو آپ پر فضل ہی اے پروردگار تعالےٰ شانہ تو ہمارا اور ہمارے سب بہائیون کا دل ایسی غیریت پیدا کرنے والے خیالون سے پاک کردے آمین ثم آمین اس فقیر بے بضاعت کا وہی خیال ہی کہ اولیاء اللہ سب نفس واحد ہین ان مین ذرا بھی غیریت نہ تھی نہ اس وقت ہی نہ آیندہ کو کبھی ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ **قطعہ**

شنیدم کہ مردان راہ خدا	دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام	کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

ذالك فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم اللہ کی نعمت اللہ کا ملک اللہ کے مقرب بندے وہ جس بندے کو چاہے جس صفت سے ممتاز فرمائے اس مین ہماری گرہ سے کیا جاتا ہی جو غوغائیون کی طرح سے شور کرنے لگین کیا ان بزرگون نے اللہ تعالے شانہ کے خزانے کو بھی اپنے ہی خزانے کے مثل محدود و معدود سمجھ لیا ہی کہ جو ایک سے دوسرا ہوا اور خزانے کی تعداد مین کمی آئی فاعتبروا یا اولی الابصار

تلقین ہفتدہم دربیان تصوف

قاعدہ تصوف دیرینہ ہے اور اعمال انبیا او صدیقون کا ہی چونکہ اس زمانے مین اخلاق حمیدہ اور اعمال صالحہ کا بالکل انقلاب ہوگیا ہی اسلام کی اگلی سی کیفیت باقی نہی ایک وہ زمانہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی اور اون لوگون کے مجھے نام یاد ہین کہ جن کی برسون مین ایک وقت کی بہی اگر کوئی نماز قضا ہوگئی تو وہ اس طرح سے روتے تھے جیسے کوئی اپنے پیارے عزیز کے غم مین روتا ہی اور مہینون اپنی شومی بخت پر افسوس کیا کرتے تھے یا آج وہ حالت ہی کہ نماز پڑہنے والے پر خندہ کیا جاتا ہی یا تو نماز کا نام افضل العبادت تھا یا اب ان نئی روشنی والون کی بدولت وہ مبارک نام اوٹھک بیٹھک کے الفاظ سے بدل گیا اور تمام شہر والے اپنے اپنے محلون کی مسجدون کا ایسا حق سمجھتے تھے لیکن اب تو کلب گھر اور ناچ گھرون کا حق تمام حقوق سے بڑہکر سمجہا جاتا ہی کیسی مسجد کہان کی نماز روزہ کیا چیز ہے زکوٰۃ کسے کہتے ہین حج وہ تو ہزارون کوس ہے جب فرایض کا یہ حال ہو تو

بچارے تصوف کو کون پوچھتا ہی از انجا کہ مجھے سوائے اپنی برادران طریقت کے دوسرون سے کام نہین ہی لہذا مجھے اونہین اعزہ کے واسطے اس کے لکھنے کی ضرورت ہوئی بزرگون نے اپنی تصنیف مین تحریر فرمایا ہی کہ الصوفی ھوالخارج عن النعوت والرسوم والفقیر ھوالفاقد الاشیا ترجمہ صوفی وہ ہی کہ توصیف اور رسمون سے باہر ہے اور فقیر گم کرنے والا اشیا کا ہی دوسرا قول حضرت ابو العباس نہاوندی قدس سرہ فرماتے ہین الفقر بدایت التصوف ترجمہ یعنی فقر تصوف کی ابتدا ہی قول تیسرا حضرت ابو عبداللہ خفیف قدس سرہٗ فرماتے ہین الصوفی من استصفاہ الحق لنفسہ تودُّداً والفقیر من استصفے نفسہ فی فقرہ تقربًا ترجمہ یعنی صوفی وہ ہے کہ خاص حق تعالےٰ شانہ اوس کے نفس کو صفا بخشتا ہی از روئے محبت کے اور فقر وہ ہے کہ اپنے احتیاج کے لئے اپنے نفس کو پاک وصاف کرتا ہی از روئے تقرب کے قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا اور فقیہ نہوا پس تحقیق زندیقی ہوا اور جو فقیہ ہوا اور صوفی نہوا پس تحقیق پھیکا پھاکا ہوا اور جس نے دونون چیزین حاصل کین وہ محقق ہوا صوفی کے تین گروہ ہین اول صوفی اور یہ وہ ہی کہ اپنی ہستی سے فانی ہوکر اللہ کے ساتھ باقی ہی اور طبیعت کے قبضے سے آزاد ہے اور حقیقت الحقائق سے ملا ہوا ہی دوم متصوف یہ وہ ہی کہ مجاہدے اور ریاضات کے ذریعہ سے یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہی اور حالت طلب مین اپنے تئین ان کے محالات پر درست کر رہا ہی سوم متشبہ اور یہ وہ ہے کہ حصول جاہ اور حظوظ نفس کے واسطے ان کی روش اختیار کی ہی اور ان کا لباس پہنا ہے اور یہ اوپر کی دونون حالتون سے محض بے خبر ہے لیکن اس کے ساتھ ہی امید کہ

ان کے گروہ مین شمار کیا جائے من تشبہ بقوم فھو منھم اور ان کے سایۂ
دولت مین رہکر دنیا اور عقبی مین زندگی کرے اس لئے کہ لشکر مین پہلوان اور مرد
میدان ایک ہی ہوتا ہی اور سب آدمی اوس کے طفیلی خلیفہ اور سلطان ملک اور
شہر مین ایک ہی ہوا کرتا ہے اور تمام رعایا اون کے سایۂ عاطفت مین چین کرتی
ہی اور تمام جہان اہل تحقیق بہت کم ہوتے ہین لیکن نسبت سب کی اونہین تک
پہونچتی ہی جو شخص کہ کسی ایک چیز مین ان کا مشابہ ہو فتوی یہ ہی کہ اونہین مین شمار
کیا جاوے **صوفی اول** دنیا مین حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تھے حق تعالے
شانہ نے اون کو خاک سے پیدا کیا اور مقام اجتبا اور اصطفا تک پہونچایا
اور اپنا خلیفہ کیا حضرت آدم علیہ السلام نے ان مقامات کے حصول کی خواہش
نہین کی تھی کیونکہ یہ تو عدم محض تھے جس کا وجود نہو اوس کی خواہشون کا وجود کہان
یہ مطلب ہین حضرت ابو عبداللہ خفیف قدس سرہ کے قول الصوفی من
استصفاہ الحق لنفسہ تودداً کے جب اللہ تعالے شانہ نے آدم علیہ السلام
کو خاک سے پیدا کیا اور ان کا قالب درست ہوگیا تو درمیان مکہ معظمہ اور طائف
شریف کے ان سے چلہ کرایا گیا خمرت طینۃ ادم بیدی اربعین صباحا
یہی وجہ ہی کہ مرید سے آغاز حالت مین چلہ کرایا جاتا ہی چونکہ چلۂ تجرید مین اللہ تعالے
شانہ نے مائدۂ روح اونہین کرامت فرمایا اور چراغ عقل اون کے دل مبارک
مین روشن کیا اور معرفت کا نور دل سے زبان پر لایا یہ چلہ آدم علیہ السلام کا جسد
بے روح کے ساتھ تھا اسی طرح سے مرید کو لازم ہے کہ شیخ کے ہاتھ مین ایسا ہو جاوے
جیسے غسال کے ہاتھ مین میت جس طرح سے وہ چاہے پاک و طاہر کرے جب مائدۂ
روح آدم علیہ السلام کو عطا ہوا تو آپنے جنبش کی اور کہا الحمد للہ جسد مین روح
کے داخل ہونے کے ساتھ ہی اپنے خالق اور مالک کا شکر ادا کیا تمام علوم اور

حلم کا نتیجہ مجرد معرفت پروردگار ہے اور اصل حکمت یہی تھی کہ پروردگار کا شکر دل سے
زبان پر آئے اور اشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمین اسی طرف ایما فرما رہے
ہیں من اخلص للہ اربعین صباحا اظہر اللہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ
علی لسانہ ترجمہ جو شخص کہ خالص کرے اللہ تعالےٰ شانہ کے واسطے چالیس روز
ظاہر کریگا اللہ تعالےٰ شانہ نہرین حکمت کی اوسکے قلب سے زبان پر پہر آدم
علیہ السلام نے وہان سے اوٹھکر قصد ولایت کا کیا اور جماعت مقربان احدیت
مین پہونچے چونکہ خلیفہ تھے سب نے بحکم الوہیت خلیفہ کے واسطے تحفۂ سجود پیش کیا
یہ سند خلافت تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوئی اور جس نے انکار کیا
وہ مردود بارگاہ احدیت قرار پایا جب ارشاد ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ
تو ملائکہ نے التماس کیا کہ اے پروردگار تو مفسد اور سافک دماء کو خلیفہ
فرماتا ہی اور ہم تسبیح اور تقدیس کرنے والے ہین اس جملہ مین حسن طلب خلافت
کی پائی جاتی تھی گو صریح درخواست نہ تھی مگر پروردگار تعالےٰ شانہ نے اون سکو
اون کے علم کا قصور ظاہر کرکے اپنی وسعت علم کا بیان فرمایا اور سب کو ساکت کیا
سبحان اللہ وبحمدہ حافظؒ نے کیا خوب ارشاد کیا ہی ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید		کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اوس وقت اللہ تعالےٰ شانہ مرشد حقیقی تھا اور یہ جماعت مسترشدین راسخ الاعتقاد
کی تھی عقدہ ان کے سلوک مین باقی رہگیا تھا کہ بہ برکت ظہور آدم علیہ السلام حل
ہو گیا اور جس کے دل مین آتش حسد و کینہ بھڑک رہی تھی وہ آخر بحکم مشیت نہ بجھی
آخر کو مردود کرکے حلقہ اہل استرشاد سے باہر کر دیا گیا اوسی سنت کے موافق
مرید کو لازم ہے کہ شیخ کے حکم کی بجا آوری فوراً کرے اور کسی وسوسہ کو اوس کے
حکم کے سامنے دل مین جگہہ نہ دے ؎

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند		آنچہ اوستاد ازل گفت بگو میگویم	

جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو جو آپ کے غلام آزاد تھے اون کو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہم رضی اللہ تعالے عنہم اشراف قریش پر سردار کیا تو ان حضرات نے فوراً سر اطاعت خم کر دیا اور اون کی سرداری قبول کر لیا اس امر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کا امتحان خلوص مراد تھا پس ان حضرات کی اطاعت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ان کی حقیقت اطاعت ملائکہ مقربین سے بدرجہا بڑہی ہوئی تھی وہان اظہار اپنی تقدیس و تسبیح کا کیا گیا تہا اور یہان تو سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی حرف زبان پہ نہ آیا ۵

عجبست با وجودت کہ وجود من بماند		تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند	

۶ با وجودت زمن آواز نیاید کہ منم ۔ الغرض اب حضرت صوفی اول سند مریدی حاصل کرنے کے بعد سیر و سیاحت بہشت برین کی فرمانے لگے گویا یہ اون کا سلوک تہا چونکہ مرید کے واسطے تنبیہ بھی ضروریات سے ہی حکم ہوا کہ حواشی اور اطراف کو ضبط کرو اور اپنے اختیار سے حرکت و سکون نکرو کہ مرید جب مرید ہوا اپنے اختیار سے باہر ہو گیا آخر حسب تقاضائے بشریت لغزش واقع ہوئی اور کمین گاہ غیب سے زخم عتاب پھونچا وعصی آدم ربہ فتوی اب ضرورت استغفار کی ہوئی یہین سے استغفار کی سنت صوفیہ کو پھونچی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ترجمہ اے ظلم کیا ہمنے اپنے نفس پر اور اگر تو نہ بخشے گا ہمکو اور نہ رحم کریگا ہمپر تو ہم خسارہ اوٹھانے والون مین سے ہو جاینگے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جو بصیغہ جمع استغفار کی یہ ایک نہایت باریک نکتہ ہے یعنی حضرت آدمؑ تنہا تھے جب اون سے لغزش واقع ہوئی اور وہ استغفار فرما رہے ہین بصیغہ جمع اون کو اپنے علم نبوت سے معلوم ہوا تھا کہ میری اولاد بھی میری سنت کے موافق اس

امر مین مبتلا ہو گی تو آپ اپنی اور اپنی جملہ اولاد کی طرف سے استغفار فرماتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو ہر روز ستر بار استغفار پڑھا کرتے تھے اوسی سنت کے موافق اپنی جملہ امت گناہگار کی طرف سے استغفار کیا کرتے تھے اس لئے کہ آپ تو معصوم تھے آپ کو تو اس کی حاجت بھی نہ تھی مگر اس مین بھی دو نکتے مخفی ہین ایک تو اپنی امت گناہگار کی مغفرت کے واسطے استغفار فرمایا کرتے تھے دوسرے کلمہ شہادت مین جو لفظ عبدہ ورسولہ واقع ہی اوس کے اظہار کے واسطے اس کی ضرورت واقع ہوئی حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

عذر بدرگاہ خدا آورد	بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش

لیکن وہ بندہ کیسا عالیشان ورفیع المکان ہی جو بے وقوع لغزش بھی مجرد اظہار بندگی کے واسطے استغفار پڑھ رہا ہی **مقام عبدیت** اہل تصوف کے یہان یہ مقام بالاترین جملہ مقام ہی پروردگار تعالےٰ شانہ اپنی کلام پاک مین فرماتا ہی سبحان الذی اسری بعبدہٖ وہ مقام معراج جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھا اور دوسرے انبیا علیہ السلام کو باوجود اس مقام پر رسائی نہین ہوئی اوس جگہہ پروردگار نے آپ کو **مقام عبدیت** ہی کے ساتھ یاد فرمایا جس قدر مقام اہل سلوک ہین اُنکا دور سالک پر اپنی مدت کے موافق ہوا کرتا ہی لیکن یہ **مقام عبدیت** ابتدا سے انتہا تک سالک کی ذات سے منفک نہین ہوتا اور اسی مرتبہ کی ترقی ہوتی جاتی ہی **مثال** جیسے قند سیاہ کہ جب اوسے لطیف کیا تو شکر سرخ ہو گئی اور جب شکر سرخ کو اور لطیف کیا تو شکر سفید ہو گئی اور جب پھر اس شکر سفید کو زیادہ لطیف کیا تو نبات ہو گئی اور جب نبات کو بھی لطیف کیا تو اول درجہ کی کالپی کی مصری ہو گئی جو ہیرےکے مثال چمکنے لگتی ہی اور لطافت مین قند سیاہ کس قدر بڑھ گیا کہ اب ہرگز قند سیاہ نہین معلوم ہوتا نہ اوس پر حکم قند سیاہ کا ہو سکتا ہی مگر اصل اوس کی وہی قند سیاہ

ہی اور وہی ہر وقت اوس کے ساتھ موجود ہے یہی حالت **مقام عبدیت** کی ہے کہ اوسکی
اختیارات اور قوت ترقی کرتے جاتے ہین مگر ہے یہ بندہ ہی ہی اور اس مرتبہ عبدیت اور الوہیت
کی فارق موت ہی جو تمام انبیا اور اولیا اور کل مخلوقات کو ایک روز اس کا فرق اتقان
ثلاثہ کے ساتھ معلوم کراوے گی **مقام الوہیت** جب سالک پر دور کرتا ہی تو اوسکے
مدت بہت کم ہوتی ہے جو بہت بڑے عالی حوصلہ ہین اون پر تین روز سے زیادہ یہ کیفیت
نہین رہتی مگر بطور شاذ حضرت **بایزید بسطامی** رضی اللہ عنہ پر یہ حالت تیس برس رہی
یہی وجہ ہی کہ وہ بلقب **سلطان العارفین** ملقب ہوئے لیکن اس حالت رفیعہ کے ساتھ
کوئی فرض اون سے کبھی فوت نہین ہوا اور جب اس مرتبہ سے آپ نے نزول فرمایا
تو نمازین اون اوقات کی ادا کرنی شروع کین مریدون نے عرض کیا کہ حضور سے
تو اوس حالت مین کبھی کسی وقت کی نماز فوت نہین ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ ہرچند
کوئی نماز فوت نہین ہوئی مگر مین سکر کیحالت مین تھا سبحان اللہ وبحمدہ فقران
بزرگون کا حصہ تھا ہمارے عصر مین وہ لوگ موجود ہین کہ اچھے خاصے صحیح و تندرست ہوش
وحواس مین ہین ہزارون مرید سیکڑون مسترشد مگر نماز نہین پڑہتے روزے نہین
رکھتے عرض کیجئے تو ارشاد ہوتا ہے کہ بھائی کس کی نماز پڑہین افسوس صد افسوس ہزار افسوس
بیشمار افسوس ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ بایزید سے صوفی جو سلطان
العارفین کھلائین نماز پڑہتے پڑہتے اون کی پیشانی گھس گئی اس زمانے کے مشائخ
یہ فرمائین کہ کس کی نماز پڑہین ہ

روز محشر کہ جان گداز بود		اولین پرسش نماز بود

اے **محمد اکبر** تیرا نفس متکبر تجھکو کہان کہان لئے پھرتا ہی اور کس کس طریقے سے
اپنی برگزیدگی مخلوق پر ثابت کیا چاہتا ہی تجھکو لکھنا کیا تھا اور سلسلہ کلام تجھے کس طرف
لے گیا خبردار ہو جا اور تو اپنے نجات کی فکر کر ہر نفس وہان اپنی جوابدہی آپ کریگا

تو اپنے بت پندار کو توڑ جو تجھے نفع پہونچائے دوسرون کے بت پندار توڑنے سے تجھکو کیا حاصل ہوگا ؎

مے میفگنی کہ آب فسق وکین است	بت میشکنی کہ سنگ راہ دین است
مے را مفگن کہ مے فگندن سہلست	خود را بشکن کہ بت شکستن ہنیست

الغرض جب حضرت آدمؑ سے لغزش واقع ہوئی تو جو کچھ اسباب خواجگی وخلافت تھے سب چھین لئے گئے اور آدم علیہ السلام برہنہ ہوگئے اللہ اکبر وہ درگاہ کیا بے نیاز ہی یا تو وہ عزت وفخر یا یہ تنبیہہ ؎

ما بصد خرمن پندار زرہ چون نرویم	چون رہ آدم خاکی بیکے دانہ زدند

آدم علیہ السلام نادم ومحجوب سر افگندہ کھڑے ہوگئے عرض کیا کرتے بندہ عاجز کو اور مالک بے نیاز کا مقابلہ اور مالک بھی وہ کہ جو تمام حالات کا دانا وبینا زبان کیسے کھولین عرض کیونکر کرین ؎

اگر بخشئے زہی رحمت نہ بخشئے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

حکم ہوا کہ اے آدم اب اسی طرح سے عالم خاک کا سفر کر بندۂ عاجز کو عذر کیا تھا چل نکلے بے عذر جو حکم ہوا مان لیا رحمت کے سلسلہ کو تحریک ہونے لگی خطاب ہوا کہ تو برہنہ ہے حلۂ نوری تو تجھسے لے لیا گیا خیر اب ان درختون سے دریوزہ کر ایک درخت سے ستر پوشی کے واسطے تین پتے ملے اونھین آپس مین تنکون سے گانٹھ کر ستر پوشی کی اسی کو مرقع کہتے ہین اور آزادون کی اصطلاح مین اسکا نام وصلہ ہی اب سیاح عالم خاک سیر مین مشغول ہوئے سیروا فی الارض کی ہدایت انھین حضرت سے ہوئی تین سو برس با چشم تر سیر عالم خاک کرتے رہے یہان تک کہ مصفا ہوئے ان اللہ اصطفے ادم اب تصفیہ ہوگیا بطریق کمال دریائے رحمت موجزن ہوا ؎

سد الحمد میان و من او صلح افتاد	حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

تصفیہ جو ہوا حضرت صوفی ہوگئے ؎

صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

وہ مرقع جو آپ کو درختون کے پتّون سے ملا تھا آپ اوس کو بہت عزیز رکہتے تھے آخر وقت آپنے وہ ہی مرقع حضرت پیغمبر شیث علیہ السلام کو پہنایا اور خلافت اونھین سپرد فرمائی یہین سے سنت خلافت جاری ہوئی اور یہی شیث علیہ السلام ہمارے حضور پر نور سیدنا و مولانا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جد ہین اور یہین سے تصوف اصلاب ابنیا مین روان ہوا چونکہ صوفیان مسافر کے واسطے ایک مجمع کی ضرورت ہے کہ یا خود ہا الگ جگہ بیٹھ کر اپنے اپنے سلوک کی کیفیتین بیان کرین اور اوس سے اپنے اپنے نفس کی اصلاح کرین لہذا آدم علیہ السلام کے واسطے کعبہ آسمان سے بھیجا گیا یعنی بیت المعمور یہ اصل خانقاہ کی ہے جو خانقاہ کہ دنیا مین اول آدم علیہ السلام کے وقت مین ظاہر ہوئی وہ بیت المعمور تھا جب یہ مکان دنیا سے اوٹھا لیا تو اوسی بنیاد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا **الباس صوفی** حضرت نوح علیہ السلام نے ہمیشہ ایک گلیم ہی پر قناعت کی اور حضرت موسی علیہ السلام بھی وہ ہی ایک گلیم رکھتے تھے کہ جو اول روز حضرت شعیب علیہ السلام نے عطا فرمایا تھا طریقت مین یہ ضروری امر ہے کہ کسی پیر کامل کے ذریعہ سے مرید کو خرقہ پہنایا جائے عیسی علیہ السلام بھی وہ ہی جامۂ صوف پہنتے تھے جو حضرت یحیی علیہ السلام نے اصطباغ کے وقت آپ کو مرحمت فرمایا تھا جب نوبت حضرت موسی و حضرت عیسی علیہما السلام کی آئی تو بیت المقدس شریف خانقاہ قرار پایا کہ صوفیان عالم ہر سال وہان جمع ہون اور ایک دوسرے سے فائدہ اوٹھائین اور وہان خلوت کرین اور حدیث اسرار الہی بیان ہون اور اپنے واسطے مناجات کرین جب زمانہ ہمارے حضور پر نور کا آیا تو آپنے بھی وہی گلیم پسند فرمایا اور پہنا ملۃ ابیکم ابراھیم اور اپنے

جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خانقاہ کو زینت دی اور جب آپ مدینہ تشریف لے
گئے تو آپنے مسجد مبارک مین ایک زاویہ خانقاہ کے لئے قرار دیا کہ صحابہ بزرگ مثل
حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت سلمانؓ فارسی و حضرت ابوذرؓ و حضرت معاذؓ و بلالؓ
و عمارؓ وغیرہم رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین اوقات خلوت مین جمع ہوتے تھے اور آنسے
اسرار کی باتین کی جاتی تھین اور صنادید عرب و عوام صحابہ کو وہان دخل نہوتا تھا
اور یہ جماعت مخصوصین کی ستر آدمیون کے قریب تھی اور جن کے ظرف ان اسرار و رموز
کے متحمل نہ تھے اون سے یہ راز مستور رکھے جاتے تھے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ
تعالے عنہ سے ایک حدیث شریف مشکوۃ شریف کے باب العلم مین منقول ہے اوس کے
ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت بھی یہ اسرار ہر شخص کی فہم مین آنے کے قابل
نہ تھے وعن ابی ھریرۃ قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ فیکم واما الاخر فلو بثثتہ قطع
ھذا البلعوم یعنی مجری الطعام رواہ البخاری ؏

سر حق باید بکس آموختن	کو تو اندلب زگفتن دوختن

تلقین ہشت وہم دربیان احسان نبوت آنحضرت برجملہ عالم

جو زمانہ نبی کے وجود سے خالی ہوتا ہے اوسے لسان شرع مین زمانہ جاہلیت کہتے
ہین یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت مہد کے پہلے تھا چونکہ آپکا وجود باجود
کافۂ انام کے واسطے رحمت تھا اور آپ خاتم انبیا تھے اس لئے آپ کی نبوت کا زمانہ تا
قیام قیامت باقی رہیگا یہی وجہ ہے کہ آپنے ارشاد فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل وہ قاعدہ سابق منسوخ ہوگیا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق
افروز گیتی نہوئے تھے تمام عالم بلائے بت پرستی مین مبتلا تھا یہان تک کہ خانہ کعبہ مین

تین ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور عجیب ظالمانہ طریقے سے بت پرستی ہوتی تھی اطراف
یمن مین بہت سے نصارا آباد تھے اوس قوم مین ایک آہنی بت تھا نہایت طویل وعریض
وہ زمین مین گڑا ہوا تھا اور اوس کے دونون ہاتھ پھیلے ہوئے تھے جس عورت کے لڑکا
ہوتا تھا وہ اوس بت سے آکر لپٹ جاتی اور پھر جب اوس کے کوئی اولاد ہوتی تو وہ
ایام رضاعت کے اندر ہی پہلے اوس لڑکے کو اوس بت کے ہاتھون پر کباب کر ڈالتی
یعنی اوس بت کو لکڑیان جلا کر سرخ کر لیتی جب وہ انگارے کی طرح دہک اوٹھتا
تو اوس معصوم بچے کو اوس کے ہاتھون پر لٹا دیتی وہ آن واحد مین جلکر کباب ہوجاتا عرب
کے اکثر قبائل مین یہ رسم جاری تھی کہ جو بڑے عزت والے اور بڑے بہادر ہوتے اور اون کے
گھر مین دختر پیدا ہوتی تو وہ اوس کو قتل کر ڈالتے اس خیال سے کہ ہمارا داماد کون بن
سکتا ہے ہندوستان مین بھی یہ رسم دختر کشی جاری تھی اور الہ آباد کے مندر اچھیبٹ
مین جوگی لوگ اپنے تئین دو تختون مین باندھکر چروا ڈالتے تھے عورات اپنے شوہر مردہ
کے ساتھ جل جایا کرتی تھین ہندوستان مین ان بیہودہ رسمون کو حضرت شاہجہان
بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون کے ادنی غلام تھے
مٹا دیا اور عرب کے ملک کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بت پرستون سے پاک کر دیا ایران
کا آتشکدہ جو ہزارون برس سے سلگ رہا تھا ابر رحمت اسلام نے وہ رحمت کی بارش کی
کہ آتش ضلالت سرد ہوگئی بڑا کنیسہ نصاری کا جسے سینٹ صفایا کا گرجا کہتے تھے اور
بتون کی قطار کی قطار اوس مین کھڑی تھی آج وہ مسجد جامع اسلام ہے اور قسطنطنیہ
موسومہ بہ آیا صوفیہ ہے اور اُس کی منارون پر بآواز بلند وحدہٗ لاشریک کی توحید اور اُسی
محسن زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پکاری جاتی ہے ہندوستان جو ہزارون برس سے سونے
چاندی لعل ہیرے وغیرہ کے بتون کو پالاگ کر رہا تھا اوسی محسن زمانہ صلعم کے فیض نبوت
کے سبب سے لاکھون اور کرورون مسجدون کے نقشے اپنے صفحہ دل پر کھینچ چکا ہے

اور کھینچ رہا ہے اوسی محسن زمانہ کی دور اندیشی ملاحظہ ہو کہ اوس کی عقل سلیم نے پہلے ہی
روز شراب کی مضرتین اور نقصانات بیان کر دئے کہ جس کو آج تیرہ سو برس کے بعد مسٹر
کین صاحب ممبر پارلیمنٹ خواب سے بیدار ہو کر بڑے شد و مد سے بیان کر رہے ہین
کہ شراب مین یہ مضرتین ہین اور یہ نقصان ہے لسان شرعی نے دو لفظ شراب کے واسطے
بیان فرما دئے کہ جسکی شرح سمجھدار آدمی جزدون مین کر جائے حضرت سے شراب اور قمار کے
باب مین سوال ہوا پروردگار نے آپ کو جواب تعلیم فرمایا کہ تم کہدو ان پوچھنے والون سے کہ
نقصان ان کا انکے نفع سے بہت زیادہ ہے اثمھما اکبر من نفعھما اب دیکھئے کہ یہ جملہ کس قدر
معنی کثیر پیدا کرتا ہے ہمارے ہندو دوست بھی شراب کی امتناع مین کوشش کر رہے ہین مگر افسوس
ہے اون مسلمان بھائیون پر کہ جو رفارمر اور پیشوا ہونیکا تو دعوی فرما رہے ہین مگر شراب اون کے
یہان شیر مادر ہو رہی ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم انہین کی شان مین
وارد ہے الغرض کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ جس نے اسلام کی برکت حاصل نکی ہو اگر اس سچے
دعوے کے زور پر ہم بآواز بلند پکار اوٹھین کہ اسلام کی تہذیب نے جہانکو آراستہ کر دیا تو کوئی
انصاف والا تاریخدان ہمارے دعوے کی تکذیب نکریگا انشاء اللہ تعالے کیون اسلامی بھائیو
جس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام ہو اور تمام زمانہ پر جس کا احسان ہو اور جس نے تمام
جہان کے عقلا اور دانشمندون کو تہذیب سکھلا دی اوس کی خاص امت اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے احکام نہ بجا لائے ؎ اس قوم پہ کیون نہ آئے افسوس ؛ افسوس افسوس ہائے افسوس

تلقین نوزدہم دربیان ادب

ادب کے معنی ہین اندازہ اور ہر چیز کی حد کا نگاہ رکھنا اور دانش اور طور پسندیدہ اور علوم
عربیہ مثل صرف و نحو معانی و بیان و بدیع کے ادیب اوسے کہتے ہین جو یہ علوم مذکورہ
خوب جانتا ہو عربی کی نثر اور نظم لکھنے پر قادر ہو اور ارباب تصوف نے وہی ادب کے معنی لئے ہین

یعنی اندازہ اور حد ہر چیز کی نگاہ رکھنا چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہو کہ التوحید کلّہ ادب اور دوسرے بزرگ فرماتے ہین من ترک الادب رد عن الباب ایک صاحب ارشاد کرتے ہین اور واقعی خوب ہے ؎

ادب نکسب سعادت نہ سعی حق طلبی است
بغیر خاک شدن ہرچہ ہست بے ادبیست

اور دوسرے صاحب نے اسی معنی مین کیا خوب موتی پروئے ہین ؎

نگاہدار ادب در طریق عشق و نیاز
کہ گفتہ اند طریقت تمام او ادب است

حضرت مولانائے رومی قدس سرہ فرماتے ہین ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کی نصیحت ہے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ایک پاکیزہ فکر شاعر نے ایک قطعہ لکھا ہے حقیقت مین قلم فکر توڑ دیا ہے قطعہ

کردم از عقل سوالیکہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادبست

آدمی زادہ اگر بے ادبست آدم نیست
فرق در جنس بنی آدم و حیوان ادبست

بے ادب را بسمٰوات بقا منزل نیست
بسمٰوات بقا منزل پاکان ادبست

چند روزے تو درین خانۂ تن مہمانے
باادب باش کہ خاصیت مہمان ادبست

اللہ تعالےٰ شانہ نے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کو ادب تعلیم فرمایا ہو یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ۔ یعنی اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اپنی نبی کریم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نکرو جیسا کہ تم آپس مین باآواز بلند مخلع بالطبع ہو کر گفتگو کرتے ہو ایسا نہو کہ تمھارے اعمال سب حبط ہو جائین صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اس آیت کے نازل ہونے سے یہ حال ہو گیا کہ کسی مین ہوش و حواس باقی نرہے حضرت سعد بن معاذ جبل بلند آواز تھے اون کے خیال مین یہ بات گذری کہ مین بلند آواز ہون میری

آواز اکثر حضور پرنور کی آواز پر بلند ہوگئی ہے لہذا میرے اعمال سب حبط ہوگئے یہ اپنے
مکان کے دروازہ مین تیغا لگاکر خانہ نشین ہوگئے اور اس قدر روئے کہ بدافاقہ ہوگئی
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے منہ مین باریک باریک نوکدار کنکریان رکھ لین
کہ بوقت گفتگو آواز بلند نہونے پائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس آیت
کے نزول کے بعد جو بات حضور پرنور سے کی وہ اس طرح سے کی جیسے سخنان راز گوش
بگوش کہے جاتے ہین اور آج تک مسجد نبوی زاد اللہ شرفًا و تعظیمًا مین کوئی شخص بلند
آواز سے کسیکو پکار نہین سکتا اشارون سے پکارتے ہین اور جو لوگ زانو بزانو بیٹھے ہوے
ہین وہ بہت نرم آواز سے ضروری بات کرلیتے ہین اور ایک مقام پر حضرت کے ساتھ
چلنے کا ادب تعلیم فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ
ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ترجمہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو سبقت
اور پیشدستی نکرو اللہ اور اوسکے رسول کے سامنے ڈرو اللہ سے تحقیق کہ اللہ سننے والا اور
جاننے والا ہے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یقین اس مرتبہ مین بڑھا
ہوا تھا کہ اگر تنبیہہ کے ساتھ رحمت و غفران کا وعدہ نہوتا تو ان حضرات کی زندگی محال
ہوجاتی اور بعض اعراب ایسے تھے کہ وہ حضور پرنور کو حجرۂ شریفہ کے پچھواڑے سے پکار
لیا کرتے تھے اون کے واسطے یون تنبیہہ نازل ہوئی ان الذین ینادونک من
وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ترجمہ اور وہ لوگ جو پکارتے ہین تمکو اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ کے پچھواڑے سے اکثر اون مین سے لا یعقل ہین اگر وہ
اس قدر صبر کرتے کہ تم خود برآمد ہوتے اون لوگون کی طرف بیشک یہ بہتر تھا اون کے
واسطے پھر یہان پر اون کی تسکین کے واسطے طمانیت دیدی گئی اور اللہ غفور و رحیم ہے
سبحان اللہ و بحمدہ کیا فصیح و بلیغ کلام پاک ہے اس قدر تو ہم اپنے تھوڑے سے علم
کے ذریعہ سے سمجھکر لطف اوٹھا رہے ہین اس کی فصاحت و بلاغت کا لطف تو صحابہ رضی اللہ

تعالےٰ عنہم اجمعین اوٹھاتے ہونگے کہ جن کی زبان مین یہ کلام پاک نازل ہوا ہے ہمنے
نہ صحابہ کی زیارت کی نہ اون کے دیکھنے والون کو دیکھا نقل عرب کا ایک بہت بڑا فصیح
شاعر تھا اُس کی زبان سے ایک جملہ نکلا کہ جبس سے جنس کی نفی پیدا ہوتی تھی اوس
جملہ کا تمام عرب مین شور ہوگیا ہر شخص کی زبان پر وہ جملہ تھا اور وہ جملہ یہ ہے القتل ینفی
القتل یعنی قتل خود قتل کی نفی کرتا ہے اوس شاعر کے تلامذہ نے بعض صحابہ سے کہا
کہ اگر تمہارے صاحب پر وحی آتی ہے تو بھلا اس جملہ کا سا فصیح و بلیغ ایک اور جملہ
بنا تو دین صحابہؓ نے حضور پرنور سے عرض کی آپنے فرمایا کہ یہ جملہ مہمل ہے اُس کے شاگرد
یہ سنکر حیران ہوگئے کہ جب ایسے بڑے فصیح و بلیغ شاعر کا جملہ مہمل ہے تو با معنی جملہ کسکا
ہوگا آپنے ارشاد فرمایا کہ پہلے قتل سے مراد قصاص ہے اور محاورہ عرب مین قصاص
کو کوئی قتل نہین کہتا پھر یہ جملہ کیا معنی پیدا کرے گا دوسرا نقص یہ ہے کہ تین لفظون کا
تو جملہ اور دو لفظ مکرر وہ شاعر اور اوس کے تلامذہ یہ اعتراض سنکر ساکت ہوگئے اور
اعتراف اپنے قصور کا کیا پھر وحی نازل ہوئی اور اوس کے جواب مین ایک جملہ حضورﷺ
کو بتایا گیا سبحان اللہ وبحمدہ کلام الملک العلام ملک الکلام اور وہ جملہ مبارک یہ ہے
وہی معنی وہی لفظ معنی کثیر مطالب بے انتہا فی القصاص حیاۃ جب وقت
اوس شاعر کے کانون تک یہ جملہ پہونچا اس کے لطف بلاغت اور حسن فصاحت نے
اوسے بیخود کردیا تنبیہہ اے ہند کے رہنے والو نئی روشنی کے پروانون تم جو صحابہؓ
اور تابعی کی پیروی ترک کرکے نئے معنی آیات قرآنی کے بنا رہے ہو تمھین علم قرآن
سے بھی کچھ خبر ہے ؟

تو چہ دانی زبان مرغان را	کہ ندیدی گہے سلیمان را

ہمارے واسطے نجات اس مین ہے کہ ہم قرآن اور حدیث کے مطالب سمجھنے مین اپنے
اسلاف کے اقوال کی پیروی کرین اور اپنے دل سے کوئی بات نہ گڑھ لین اور

معتزلی مصنفون کی تصنیف کی طرف رجوع نکرین جیسے ہمارے سرسید احمد خان صاحب
نے معتزلی مصنفون کی خوشہ چینی کرکے اہل سنت والجماعت پر الزام قائم کیے ہین مین
اپنے قلم کی روانی سے سخت مجبور رہون کہ ہمیشہ یہ سلسلۂ تحریر کو طول ہی دیدیا کرتا ہی اب
مین پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون **الغرض** ادب کے معنی ہر چیز کی حد اور
اندازہ نگاہ رکھنے کے ہین اس کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ اللہ کا ادب یہ ہی کہ اوسے
وحدۂ لاشریک سمجھے اوس کے غیر سے استعانت نچاہے اور جو صفتین کہ خاص انکی
ذات کے واسطے مخصوص ہین وہ دوسرون مین نہ سمجھی جائین رسول صلعم کا ادب
یہ ہی کہ اون کے اوامر دل سے بجالائین اور اون کی نواہی سے دور بھاگین اور آپ کی
اِتباع مین سرگرم رہین اون کی محبت مان باپ بھائی بیٹا بی بی مال وعزت سے زیادہ
ہو شیخ کا ادب یہ ہی کہ اوس کا رابطہ طبیعت ہو جائے اور اوس کے خصائل حمیدہ
اور صفات پسندیدہ مرید کی ذات مین بس جائین اور ملکہ ہو جائین اس لئے کہ ذات
شیخ کی فیض متصل ہی ع کہ فیض متصل بسیار زیباست ۱۲ اور قاعدۂ قدرت
یہ ہے کہ تعلق متصل سے زیادہ اَحَبّ ہوا کرتا ہے جیسے دادا اور پردادا کو باپ پر
ہر طرح کا فضل حاصل ہے لیکن طبیعت باپ کی محبت کو زیادہ قبول کرتی ہی مرید کا
ادب یہ ہی کہ اپنے اختیار سے بالکلیہ باہر ہو جائے جیسے لُعبتِ بازیگر کے ہاتھون مین حرکت
کرتی ہی یہ اپنے شیخ کے تحتِ حکم ہو جائے ؎

پھرتا ہون پھیرتا ہی وہ پردہ نشین جدھر	پتلی کی طرح سے مین نہین اختیار مین

تلقین لستم دربیان توکل

توکل کے معنی ہین اپنی ذات کو خدا کے سپرد کردینا اور اسباب دنیا سے دل کا اٹھا لینا
اور بہمہ وجوہ حضرت مسبب الاسباب کی طرف متوجہ ہونا اس خیال کی قوت کے واسطے

یہ آیہ شریف موجود ہے حضرت رب العزت اپنے کلام پاک مین فرماتا ہی وفی السماء رزقکم وما توعدون جب مرید طالبان خدا کے حلقے مین آیا تو اوس کو حق الیقین کے ساتھ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مین نے اپنی ذات کو اللہ تعالے شانہ کے حوالہ کر دیا جیسے کوئی مالک جب کسی غلام کو خریدتا ہے تو وہ غلام اسبات کو جان لیتا ہے کہ مجھے میرے مالک نے خرید اہے اب میرے کھانے پھننے کا سامان سب اوس کی ذات سے متعلق ہی اسی طرح سے مرید کو یہ بات اپنے دل پر نقش کر لینی چاہیے اور جب یہ بات کامل طریقے سے مرید کے دل پر نقش ہو جائے گی تو اوس کا انتشار اطمینان سے بدل جائیگا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ترجمہ یعنی جو شخص کہ توکل کرتا ہی اللہ تعالے شانہ پر پس بس ہے وہی اللہ پاک اُس کے واسطے مگر توکل کے ساتھ کسب اور کسب کے ساتھ توکل اولیٰ تر ہے مولانائے رومی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہین ع

رمزِ الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو
رو توکل کن تو با کسب ایعمو	جہد میکن کسب میکن موبمو
جہد کن جہدے نما تا وارہی	ور تو از جہدش بمانی ابلہی
در توکل جہد و کسب اولیٰ تر است	زانکہ در ضمنش محبت مضمر است
پایہ پایہ رفت باید سوئے بام	ہست جبری بودن اینجا طمع خام
گر توکل میکنی بر کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
تکیہ بر جبار کن تا وارہی	ورنہ اُفتی در بلائے گمرہی

کسب مراد ہے حرفت اور پیشہ سے سب مسلمان پیشہ ور اللہ کے حبیب ہین اس لئے کہ محنت بھی کرتے ہین اور اوس پر پورا پورا بھروسا بھی رکھتے ہین جو لوگ کہ ہاتھ پاون توڑ کے بیٹھنے کو توکل سمجھتے ہین اگرچہ ایک صورت توکل کی ہوسکتی ہے مگر مقبول ارباب سلوک نہین اور یہ جو شعر مولانا نے فرمایا ہے ع

ہان وہان ہرگز ملرزان پا اُو دوست	رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است

یہ رزق کے پہنچنے کی تاکید کے باب مین ہے یعنی جو رزق کہ بندہ کا مقدر ہو چکا ہے وہ ہر حال مین پہونچے گا بندہ کہین ہو اور کسی حال مین ہو وہ رُک نہین سکتا آدمی کو اس اندیشے سے کہ مجھے رزق کیونکر پہونچے گا اپنے یقین کو لغزش نہین دینی چاہئے۔ اوس صانع بے الت نے جس مخلوق کو جس ترکیب پر پیدا کیا ہے اوس کے کسب معاش کا طریقہ بھی اوسے بتادیا ہے بعض حیوان ایک صورت اور قریب قریب ایک سیرت کے ہین مگر اون کی غذا کے کسب کرنے کے طریق جدا جدا ہین جیسے چیل اور باز کہ صورتین دونون کی بہت ملتی ہوئی ہین اور غذا بھی ایک ہی ہے یعنی گوشت لیکن وہ باز شکار کرکے کھاتا ہے اور چیل زمین سے مردہ چیز اوٹھا لیا کرتی ہے ۵

ہوتے سیرت سے ہین مردان دلاور ممتاز	ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین شہباز سے چیل

ان دونون کے آلۂ استحصال معاش بھی ایک ہی ہین مگر ترکیب جدا جدا ہے اسی قیاس پر درندون کو دیکھئے ایک شکار کرتا ہے اور پس خوردہ اوس کا اوس کے خدم و حشم کھاتے ہین ۵

چون شیر بخود سپہ شکن باش	فرزند خصال خویشتن باش

ہمت بلند یہی سبق پڑھاتی ہے کہ اپنا شکار کیا ہوا کھانا چاہئے اور اوس کے ملنے نہ ملنے پر توکل کرنا چاہئے السعی منی والاتمام من اللہ سلوک مسنون یہی ہے اور طریق اہل جذب اژدہے کی زندگی ہے کہ دم کشی کے سہارے پر پڑے ہین جو سامنے آگیا وہ نذر شکم ہوا ورنہ اجگر کے داتا رام اوس کی ترکیب اور خلقت کے قاعدے کے موافق اوس کا یہی توکل ہے پس اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر شئے کا حکم اوس کی صورت پر ہوا کرتا ہے جسوقت جو حالت اور صورت ہوگی اوس وقت اوس کے موافق حکم کیا جائیگا ۵

گرحفظ مراتب نکنی زندیقی	ہرمرتبہ از وجود حکمی دارد

تلقین نسبت و نہم دربیان مجاہدہ

مجاہدہ فقر کے مقامون مین سے ایک مقام ہے اس کے لغوی معنی رنج اور مشقت اور
کوشش کے ہین اور لسان شرع مین کفار سے اللہ کے واسطے امام جایز کے تحت
حکم ہوکر جنگ کرنے کے ہین اور اہل تصوف کی اصطلاح مین شیخ کے حکم کے موافق
اذکار و اشغال مین محنت کرنی متصوفین کے یہان جہاد نفس جہاد کفار سے افضل ہی
چنانچہ بعض صوفیہ کا یہ قول ہے کہ رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر
تلوار یا تیر یا تفنگ وغیرہ سے اپنے حریف کو مارنا بہ نسبت اس کے بہت سہل ہی کہ نفس کی
خواہشون کو روکے توبہ کے مقام کے بعد یہی مقام مرید کو پیش آتا ہی اسلاف صوفیہ
کا معمول تھا کہ جب مرید داخل طریقہ ہوا تو کم سے کم چار چلون تک اوسے استغفار کی
مواظبت کا حکم دیتے تھے کہ جس کی برکت سے گناہ سابقہ کا اثر تمام تر مرید کے دل سے
دور ہو جائے یہ طریقہ ورد استغفار مکان کی بنیاد کی مثل ہے جس قدر بنیاد گہری اور
چوڑی ہوگی مکان بھی ویسا ہی مضبوط اور دیرپا ہوگا پھر اس کے بعد مرید کی حالت پر
نظر کی اور مجاہدے کی طرف لے چلے اور نوافل کی کثرت کا حکم کیا ظہر کے وقت
صلوٰۃ التسبیح برائے مغفرت جمیع ذنوب صغیرہ و کبیرہ خطا و عمداً سراً و علانیۃً در حدیث آمدہ
پیغمبر خدا عم خود عباس را رضی اللہ عنہ آموختہ بود چہار رکعت در ہر رکعت بعد قرأت پانزدہ بار
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خواند و در رکوع بعد
تسبیح رکوع دہ بار و در قومہ تحمید دہ بار و در سجدہ بعد تسبیح سجدہ دہ بار و در جلسہ دہ بار و در سجدۂ دوم دہ بار
و بعد سجدۂ دوم[۵۱] نشستہ دہ بار پس در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار و در چہار رکعت سہ صد بار بخواند و از
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ روایت نمودہ کہ تسبیح میگفت عبداللہ بن مبارک کہ در ہر رکعت

[۵۱] قولہ و بعد سجدہ دوم الی آخرہ در فتاوی عالمگیری از مضمرات آوردہ کہ بگوید و ثنا خواند بعدہ سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پانزدہ بار بخواند بعد آعوذ خواندہ سورۂ فاتحہ و سورۂ دیگر خواند باز کلمات مذکور را دہ بار بگوید در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در ہر سجدہ دہ بار و میان ہر دو سجدہ دہ بار انتہی ۱۲ ۱۴

قبل قرأت پانزده پانزده بار بعد قرأت ده بار و بعد سجدهٔ ثانیه نشسته تسبیح نگفتے و باقی چنانکه
مذکور شد سبکی گفته که عابد را باید که گاہے بحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ عمل نماید و گاہی
به معمول ابن مبارک و در وظایف النبی گفته که مختار مشایخ حنفیه ہمین است و غزالی ہم در
احیاء عمل ابن المبارک را احسن گفته و پرسیده شد از ابن المبارک که اگر سہو درین نماز لاحق
شود آیا در سجدہاے سہو تسبیح مذکور ده ده بار گوید یا نه گفت نه که درین نماز سه صد تسبیح آمده است
اور بعد مغرب متعدد دوگانے تعدیل ارکان کے ساتھ تاکہ نفس جس کا شعار آسائش
ہی مجاہدے کا خوگر ہو یہ ایسی مثال ہے کہ جیسے شہسوار گھوڑون کو رفتہ رفتہ زین چڑہا کر
دم بڑہاتے ہین اس شغل مین مرید کو دیر تک رکھتے ہین جب آثار انوار مجاہدہ اوس کے
بشرے سے ظاہر ہونے لگے اور اس مقام پر استقامت حاصل ہو گئی تو پھر اذکار کی طرف
اوسکو مائل کرتے ہین اور ہر مقام مین اوس کے دل کی طرف شیخ کو ہمیشہ نظر رکھنی ہوتی
ہی کہ مبادا یہ مجاہدات اور عبادات کہین باعث عجب و پندار تو نہین ہوتے ہین یہ طریقہ
اسلاف کی تعلیم کا ہی اور آج کل تو کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا کہ کیا ہو رہا ہے ابتو **شیوخ**
کی کثرت ہی اور مرید عنقا ہین **خلافت** کا شوق ایسا عالمگیر ہے کہ بیان سے باہر اگر آجکے
مُرید کو آج ہی **خلیفہ** نہ کر دیجیے تو شیخ کی جان آفت مین ہے اور مُرید صاحب ننانوے دفعہ
نکث بیعت کو طیّار اور دو ہزار بار بیعت سے انکار انّا للہ و انا الیہ راجعون اور
بزرگون کا بھی آجکل کچھ ایسا طریقہ ہے کہ آج ہی بیعت لی اور آج ہی **خلافت** دی
آٹھ برس کا لڑکا خلیفہ ہے بارہ برس کا خلیفہ ہے نہ صحیح النسب ہونے کا خیال نہ علم کا لحاظ
جس کے پیچھے نماز درست نہو وہ خلیفہ کیسے ہو گیا **حضرت سلطان المشایخ** نظام الدین
اولیا قدس سرہ کے ایک خلیفہ تھے جب آپنے اون کو دولت خلافت سے مالامال فرمایا
تو آپنے پاس ادب سے کچھ جواب ندیا جب حضرت سلطان جی قدس سرہ نے وصال فرمایا
تو آپنے اوس خلافت نامے کو بہت احتیاط سے رکھدیا اور تا زندگی کسی کی بیعت نہ لی

اور یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ خلافت نامہ میرے شیخ کا عطیہ ہے اس وجہ سے مجھے جان سے
زیادہ عزیز ہے ورنہ میں اس منصب کے لایق نہین ہون **الغرض** مجاہدہ مرید کے
واسطے نام فقر کا دوسرا زینہ ہے اور جو مشکلیں اور دقتیں مرید کو اس طریقے مین پیش
آنے والی ہیں مجاہدہ اوس کے تحمل کے واسطے طبیعت کو آمادہ کر رکھتا ہے واقعی مجاہدات
مشکلات آیندہ کے آسان کرنے والے ہیں **مجاہدے** کی دو قسمین ہیں ظاہری اور باطنی
مجاہدات طبیعت میں قوت سفلیہ پیدا کر دیتی ہے دل ریاضت و محنت کا خوگر ہو جاتا ہے
اذکار کاہلی اور سستی اور غفلت کے دفع کرنے والے ہیں وجہ یہ ہے کہ اذکار کی حرارت
سے وہ چربی جو گردے کے اطراف و حوالی مین ہے پگھل جاتی ہے اور یہی چربی سبب
سستی اور کاہلی کا ہوا کرتی ہے یہ اذکار ایسی ورزش ہیں جو مرید کے بدن کو اعتدال
سے زیادہ سمین نہیں ہونے دیتے اور سب بالائی کا ہے جب مرید کا دل چاہا نماز کے
واسطے اوٹھ کھڑا ہوا اور اوراد و وقت کی پابندی مرید کو سکھاتے ہین اور وقت معین تک
دل اور زبان کو نہایت پاکیزہ کام میں مصروف رکھتے ہین اس نفس مین مرید کو دو طہارتیں
حاصل ہوتی ہیں زبان پاکیزہ لفظون کی تکرار کر رہی ہے دل خیالات لطیف کا ہمنشین
ہے صوم تمام بدن کو فائدہ پھونچانا اسی کا کام ہے اہل باطن اس ریاضت کو بڑی
محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں پرخوری سے بڑے بڑے فساد ناشی ہوتے ہین تمام حیوانات
کی صفات کا منبع یہی ہے جب آدمی نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا تو اس نفس دیو ا ر ہو گیا
نہ اب ہلا جاتا ہے نہ چلا پھرا جاتا ہے نماز کون پڑھے کہ ایک رکعت مین کئی بار حرکت کرنی
پڑتی ہے بعد اس کے خون بدن مین اعتدال سے زیادہ پیدا ہوا اوس نے اور
شورشیں پیدا کیں پھر اگر فضل خدا ہی دستگیری فرمائے تو بندہ بچ سکتا ہے ورنہ شیطان
کی مستحکم کمندین پھانسنے کو موجود ہین النساء حبالة الشیطان آدمی کا نفس بڑا
حیلہ باز ہے اس نے انسان ضعیف کی عجب حالت بنا رکھی ہے اگر آسودہ ہو کر کھانا کھایا

تو یہ بلائے بیدرمان سر پر موجود ہے اگر بہت تقلیل کی تو نقش دیوار ہو گئے ٭

چون گرسنہ میشوی سگ میشوی	تند و بدپیوند و بدرگ میشوی
چونکہ گشتی سیر مرداری شدی	بیخبر چون نقش دیواری شدی
پس دمی مردار و دیگر دم سگی	کی کنی در راہ شیران ہمتگی
آلت اشکار خود جز سگ مدان	کمترک انداز سگ را استخوان
زانکہ سگ چون سیر شد سرکش شود	کی سوی صید و شکاری خوش شود

پس فتوائے ارباب طریقت یہی ہے کہ نہ اس قدر کھائے کہ بیخبر ہو جائے نہ اس قدر تقلیل کرے کہ ہلاک ہو جائے بہتر یہ ہے کہ اندازہ توسط کو ہر حال مین نگاہ رکھے خیر الامور اوسطہا اور یہ بات صوم مین حاصل ہی لہذا یہ مجاہدہ نہایت درجہ محبوب اہل طریقت ہی اسی مجاہدہ کا نام مرگی روح ہی **نوافل** اس مجاہدے میں بڑی فضیلتین ہین کثرت **نوافل** بندے کو وادی طلب کا غزال بنادیتی ہے کہ بندہ طلب اللہ مین چارون طرف چوکڑیان بھرتا پھرتا ہے اور **اَیْنَ اللّٰہ اَیْنَ اللّٰہ** کہتا ہے یعنی کہان ہے اللہ کہاں ہی اللہ نوافل کی کثرت سے سُستی و کاہلی مرید سالک کے پاس نہین پھٹکتی اور آخر کو یہی نوافل باعث کمال قرب ہو جاتے ہین چنانچہ اس **حدیث قدسی** سے نوافل کی فضیلت ثابت ہوتی ہی ما زال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ یعنی ہمیشہ میرا بندہ میرا تقرب چاہتا ہی نوافل کے ذریعہ سے پس یہان تک کہ مین اوسے چاہنے لگتا ہون پس ہو جاتا ہون مین اوس کے کان کہ جس سے وہ سنتا ہی اور ہو جاتا ہون مین اوس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہی اور ہو جاتا ہون مین اوس کے ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہی اور ہو جاتا ہوں مین اوس کے پاؤن جس سے وہ چلتا ہی سبحان اللہ وبحمدہ اب بندے کے خدا ملنے مین کیا کسر باقی رہی ٭

بہر عضو من جلوہ فرما خداست	گر اینجا انا الحق بگویم رواست

اس مقام کا نام **قرب نوافل** ہی یعنی بندہ سالک فاعل و مدرک ہو اور حق تعالے شانہ
اوس کا آلہ ہو اور **قرب فرایض** اس کا عکس ہی یعنی اللہ تعالے شانہ فاعل و مدرک ہو
اور بندہ اوس کا آلہ ہو یہ مقام پہلے مقام سے اعلیٰ اور افضل ہے پہلا مقام یہ ہے کہ جو
بچون لے کہا باپ نے از روے شفقت منظور کیا اور مقام ثانی مثال ہی مرد جوان و عاقل
و بالغ کی کہ پروردگار تعالے شانہ اپنی حکمت بالغہ کے موافق اپنے بندگان خاص سے کام
لیتا ہی اور انہین بندونکا نام **عباد اللہ** ہے جن کو کبھی کسی حالت مین تشویش و اضطراب
لاحق نہین ہوتے قال علیہ السلام لا یکمل للعبد الایمان حتی تکون فیہ
خمس خصال التوکل علی اللہ والتفویض[له] الی اللہ والتسلیم لامر اللہ
والرضاء بقضاء اللہ والصبر علیٰ بلاء اللہ **حکایت** دو بزرگ ہمسفر تھے
اتفاق سے ایک منزل مین کہین پانی نملا اور پیاس کی شدت ہوئی آفتاب نہایت گرم ہوا تھوڑی
دور آگے بڑھکر ایک کنوان ملا ایک بزرگ تو اوس کنوئے پر بیٹھہ گئے اور پانی کی طرف
متوجہ ہوئے پانی جوش مارتا ہوا اون کے پاؤن کے پاس آگیا ان بزرگ نے خوب
سیر ہو کر پانی پیا یہ بزرگ صاحب مقام قرب نوافل تھے دوسرے بزرگ نے ارشاد کیا
کہ مین عالم اسباب مین اسباب سے کام لونگا رسّی اور ڈول تلاش کر کے لائے اور
پانی کھینچا اور پیا یہ بزرگ صاحب مقام قرب فرایض تھے مگر مقام قرب فرایض کو وہی سالک
حاصل کرتا ہے جو پہلے قرب نوافل کو حاصل کرلے ذالك فضل اللہ یوتیہ من
یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ؕ

تلقین بست و دوم در بیان رضا

رضا کے معنی احکام الٰہی سے خوشنودی کے ہین چاہے وہ احکام گوارا ہون یا ناگوارا

[له] تفویض سپردن و باز گذشتن کار خود را بخدا ۔ توکل بخدا سپردن و دل بر داشتن از اسباب و با وجود اسباب ... تسلیم سپردن و گردن نہادن بحکم رضا

ہر حال مین اون کی لذت سے مذاق جان کو شیرین رکھنا چاہئے اور اس مرتبہ سے بالاتر مرتبہ تسلیم ہی اور رضا کے تحت مین مرتبہ صبر ہے اور ایک گروہ صوفیہ کی یہ تحقیق ہے کہ تسلیم رضا کے تحت مین ہے اور بعض صوفیہ کی اصطلاح مین رضا کے معنی سکون و آرام پانیکے ہین مجاری قضا و قدر سے اور بعض کے نزدیک وجدان حلاوت ہی فعل حق سے اگرچہ بحسب ظاہر وہ تلخ ہی کیون نہو اس لئے کہ محبوب کا کوئی فعل محب کی نظر مین ناپسند نہین ہوتا اور اگر ہو تو نقص محبت ہے اور رضا محبت سے پیدا ہوتی ہے جیسے محبت سے شریف تر اور نفیس تر کوئی حال نہین ہے ویسی ہی سلوک مین مقام **رضا** سے بالاتر کوئی مقام نہین ہے جس قدر محبت بیشتر اور قوی تر ہوگی ویسا ہی مقام رضا صاف تر اور کامل تر ہوگا صبر و رضا قلبی مقامات سے ہین جب دل حالت قرار پر ہوتا ہے اور تقلب سے محفوظ تو رضا حاصل ہوتی ہے مرتبہ مجاز مین یہ جفا کو محبت کے پیرایہ مین دکھا دیتا ہی تو حقیقت کا کیا پوچھنا ہی ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دوسرا شاعر اسی مضمون کی تصویر اور لفظون مین کھینچتا ہی **شعر**

تغافل تو مرا بہ نماید از لطفت
کہ آن بہر کس و این خاص از برای من است

حضرت والد ماجد قدس سرہٗ نے اس مضمون کو ایک نہایت خوبصورت لفظون مین ادا فرمایا ہی کہ اوس کی شان ہی اور ہو گئی واقعی جس کی بات ہوتی ہی وہ ہی اپنے حال کی تصویر کچھ خوب کھینچتا ہی ؎

جفا و فا ہین یہ دونون ہین پیار کی باتین
جو کچھ سمجھتا ہی وہ جانے یار کی باتین

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ اسی مقام کی طرف اشارہ فرماتے ہین اور اسی کی جستجو تمام عالم کر رہا ہے ؎

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم وللاعداء مال

حضرت سید السادات امام تشنہ لب شہید کربلا حسین علیہ السلام نے اس مقام کو
طے کرکے دنیا کو دکھا دیا اب مبدٔ فیاض اس مقام کے ساتھ جس ولی کو مخصوص کرتا ہی اوسکی
مربی حضرت امام تشنہ لب ہی کی روح مبارک ہوتی ہے **حکایت** حضرت والد ماجد مولانا
حاجی سید شاہ محمد سجاد ابو العلائی دانا پوری قدس سرہ نے آغاز سلوک کی حالت مین سیاحت
اختیار فرمائی سالہا سال سیاح رہے جب وطن کو مراجعت فرمائی تو آپ ایسے متغیر الحال
ہو گئے تھے کہ کاتب الحروف نے بہت دیر مین پہچانا آپ اپنے واقعات سیاحت مین سے
ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں چونکہ مناسب اس مقام کے ہی تحریر کیا جاتا ہی آپ فرماتے
ہین کہ ایک روز ہم ایسے میدان مین تھے کہ وہ ریگستان تھا جب آفتاب گرم ہوا تو زمین
پر پاون رکھنا دشوار تھا ہم تین آدمی ہم سفر تھے سب کی حالت غیر تھی بستی کا دور تک کہین
نشان نہین معلوم ہوتا تھا آخر نوبت اضطراب کی پہونچی اوس میدان مین کوئی پیڑ
بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے سایہ مین ساعت دو ساعت آرام لیتے بے اختیار دل حضرت
تشنہ لب شہید کربلا علیہ السلام کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہوا فی الفور اضطراب جاتا
رہا اور بحکم الٰہی ابر کے ٹکڑے آسمان پر نظر آنے لگے بس پھر کیا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
کے جھونکے چلنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کہین قریب ہی پانی برس رہا ہے اوسی
مقام پر تیمم کرکے نماز شکرانہ ادا کی اندازاً وہاں سے تین کوس پر ایک بستی ملی اور وہین
شب باش ہوئے اور صبح کو چاق و تندرست اٹھے اور شب کو بھی کچھ اثر ماندگی کا ظاہر ہوا
حضرت والد ماجد قدس سرہ ارشاد فرماتے ہین حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام
جس وقت کعبہ شریف سے کوفہ کو چلے تھے اسیر کمند عشق ہو چکے تھے جب آپ رونق افروز کربلا
ہوئے اور پانی بند ہوا تو آپ مقام صبر مین تھے [illegible] الصدا [illegible] اور سب اصحاب
اعوان و انصار و اولاد شہید ہو گئے تو آپ مقام رضا مین تھے [illegible]
[illegible]

راضی ہیں ہم اُسی مین جس مین تیری رضا ہے ‖ یان یون بھی واہ واہ ہے اور وُون بھی واہ واہ ہے

اور جب آپ کی شہادت کا وقت آیا تو آپ مقام تسلیم مین تھے یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۵

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ‖ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اس ارشادِ ہدایت بنیاد سے ثابت ہوا کہ حضرت کی ذات پاک کئی انبیا کے فیضان کا مجمع تھی صبر مقامِ ایوب علیہ السلام ہے رضا مقامِ ابراہیم علیہ السلام ہے تسلیم مقامِ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے عرفائے محققین کا ارشاد ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا زمانہ جب قریب ہوجاتا تو آپ مقامِ حیرت مین تھے اور مقامات مشاہدہ مین حیرت سے بالاتر کوئی مقام نہین ہے اور حضور نے بہت زمانہ وصال جسقدر ترقیان فرمائین اسی حیرت کے سبب اُنہا مقامات مین ترقیان فرمایا کئے چنانچہ حضور پرنور کا ارشاد ہے اللّٰھم زدنی تحیّرا یعنی اے اللہ میری حیرت کو زیادہ کر ۵

ترقیان ہوئین اون کو ہمین زوال آیا ‖ وہ بڑھ کے بدر ہوئے گھٹ کے ہم ہلال ہوئے

مقامات مشاہدہ مین حیرت سے بڑھ کر کوئی مقام نہین ہے یہانتک کہ ارسطو فلسفہ کا سبب اول حیرت ہی کو قرار دیتا ہے حیرت کے لغوی معنی تعجب کے اور ایک حال پر رہنے کے ہین محویت اسی مقامات حیرت سے ایک مقام ہے اور محویت کے معنی بشریت کے اوصاف وعادات کا معدوم ہوجانا ہے روایت ایک روز حضور پرنور سرورِ عالم خلاصہ اولاد آدم مفخر موجودات رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے حجرے مین رونق افروز تھے اور حالت محویت آپ پر طاری ہوئی اُس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا حاضر نہ تھیں جب تھوڑی دیر میں باہر سے تشریف لائیں تو حضور پرنور نے پوچھا مَن یعنی کون ہے حضرت صدیقہ کو تعجب ہوا کہ باوجود چشمان مبارک حضور پرنور کی وا ہین اور آپ استفسار فرماتے ہیں اس امر سے آپ بھی

حالتِ حیرت طاری ہوگئی ایک ساعت کے بعد آپنے جواب دیا کہ عائشہؓ حضورؐ نے پھر پوچھا کہ مَن
عائشہ آپ کو اور زیادہ حیرت ہوئی پھر آپنے اپنے تئیں سنبھالکر جواب دیا عائشہؓ بنت
ابی بکرؓ حضور نے پھر ارشاد فرمایا کہ مَن ابی بکرؓ یعنی کون ابی بکرؓ اب حضرت ام المومنین
کے جسد اطہر پر رعشہ آگیا مگر ارشاد کیا کہ صحابی رسول اللہ حضور پر نور نے پھر فرمایا کہ مَن
رسول اللہ حضرت صدیقہؓ بیہوش ہوکر گر پڑین اور دیر تک اسی حالت مین رہین جب
حضور پر نور کو اوس مقام سے نزول ہوا تو آپ نے حضرت صدیقہؓ کو بیہوش پایا بعد افاقہ
آپنے حضرت صدیقہؓ سے سبب بیہوشی دریافت فرمایا صدیقہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پوری
کیفیت عرض کی حضور پر نور نے ارشاد کیا کہ اے عائشہؓ یہ وہ مقام ہے کہ جس مین ملکِ
مقرب اور نبیِ مرسل کو اوسوقت میرے ساتھ گنجایش نہین ہے تو بہت خوش نصیب تھی
کہ اس وقت میرے پاس موجود تھی یہ مقام اکثر حضور پر نور پر لقائے پروردگار کے وقت
طاری ہوا کرتا تھا ؎

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات	تو عین ذات می نگری در تبسمی

فائدہ اہل سلوک کے طریق مین دو طرح کی کیفیتن ہین ایک بیخودی کی اور دوسری
آگاہی کی بیخودی کی کیفیت کا نام موسوی ہے اور آگاہی کی کیفیت کا نام مصطفوی ہے یہی
مصطفوی کیفیت راقم الحروف کے پیر و مرشد حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی
قدس سرہ کو طاری ہوا کرتی تھی چنانچہ آپ کے ہم عصر اہل طریقت فرمایا کرتے تھے کہ حضرت
سید شاہ محمد قاسم صاحب کو اسی کیفیت نے روز افزوں ترقیات کے زینہ پر پھونچا دیا
الحمد للہ علی احسانہ کہ کاتب الحروف ہنوز اوس کیفیت کی لذت سے خبردار ہے اور سالہا
سال اون آنکھون کی زیارت کی ہے حضرت پیر و مرشد برحق کی چشمان مبارک کیفیت کے
وقت وا رہا کرتی تھین اور حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کی چشمان مبارک ابتدائے کیفیت
مین بند رہتی تھین اور تھوڑی دیر کے بعد وا ہو جایا کرتی تھین اور پھر ان آنکھون کا اور ہی

عالم ہوجاتا تھا جو اُن آنکھون کے دیکھنے والے ہین آج تک یہ نشہ اون کی آنکھون مین ہے ۵

دونون جہان کی پھر رہی کچھ خبر او سے — دو پیالے تیری آنکھون نے جسکو پلا دئے
کیفیتِ چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا — ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

تلقین نسبت وسوم فیض گرفتن از مزار

سالک جو مزار سے فیض لیتا ہے اوس کے مختلف طُرق ہین ایک تو وہ صاحب مزار جس سے سالک عالم حیات مین مستفید ہو چکا ہے یعنی پیر و مرشد دوسرا وہ صاحب مزار جسے سالک نے عالم حیات مین دیکھا ہے مگر فیض صحبت حاصل نہین ہوا لیکن طریقہ واحد ہے تیسرا وہ صاحب مزار جس کا زمانہ سالک سے بہت پہلے ہے مگر اوس کے نام اور طریقہ سے واقف ہے گو وہ کسی طریقے کا ہو چوتھا وہ صاحب مزار کہ نہ جس کے نام سے واقفیت ہے نہ طریقے سے ان سب کی حالتین جُدا جُدا ہین جب روح نے جسم کا تعلق چھوڑا تو وہ عالم تجرید مین آگئی اور سالک کی روح ہنوز اسی عالم مین ہے صاحب مزار کی توجہ تو اوس عالم کی طرف اور سالک کی توجہ اسی عالم مین اتحاد پیدا ہو تو کیونکر ہو یہان تو اختلاف کلّی ہے دنیا ہی کی مثال دیکھ لو کہ اگر کوئی جاہل محض کسی عالم کامل کے پاس جائے تو اوس کو اوس سے کس قدر نفرت ہوگی گو وہ جاہل اوس عالم کے پاس بیٹھکر چلا آیا مگر کیا حاصل نہ اوس کا وعظ سمجھا نہ اوس کے علم سے خبردار ہوا اسی طرح اگر کوئی عالم کسی شراب‌خوار کے پاس جائے تو اوسے اس عالم کی ملاقات کسقدر ناگوار ہوگی کیونکہ دونون کے مذاق جدا جدا ہین اسی قیاس سے طالبان فیض کو مزار پر بیٹھنے کے وقت صاحب مزار کی کیفیت سے ربط حاصل کرلینا چاہئے اس لئے کہ لینے اور دینے والون مین باخود ہا اتحاد روحی پیدا ہو جائے وہ ربط کیا ہے علایق سے مجرد ہونا جیسا صاف آئینہ سالک کے پاس ہوگا ویسا ہی صاف پرتو اوس مین پڑیگا یہ کیفیت صاحب مزار سے بہت دیر مین پیدا ہوتی ہے

سبب اس کا یہ ہی کہ جو روح ہنوز چار دیوار عناصر مین مقید ہی وہ فضائے عالم قدس سے بہت دیر مین رفتہ رفتہ موانست حاصل کرے گی پہلے محبوب کے مکان کی دیوار مین ایک روزن کر اور اوس سے جھانکے اور پھر رفتہ رفتہ اوس روزن کو کھڑکی بنائے اور پھر اوس دیوار کی اینٹین جدا کرنی شروع کرے یہان تک کہ ایک در ہو جائیگا تھوڑے زمانہ کے بعد اوس پوری دیوار کو گرا کر اس کی اور اوس کی زمین ایک کر دے پس باخودہا مین پورا اتحاد پیدا ہو گیا اسی اتحاد روحی کا نام اویسیت ہی چونکہ حضرت اویس قرنی کو حضور سے پورت روحی اتحاد تھا پس بعد آپ کے جس ولی کو جس ولی کی روح سے اتحاد پیدا ہوا اوس کا اصطلاحی نام طریقہ اویسیہ رکھا گیا اس ہندوستان مین صرف ایک طریقہ جو اویسیت کے فیض سے دو بار مالا مال ہوا ہے وہ نقشبندیہ ہے پہلی بار حضرت ابو الحسن خرقانی قدس سرہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے فیض سے مالا مال ہوئے اور جملہ اہل طرق نے اس کو مان لیا اور کچھ کلام کیا بار ثانی ہمارے حضرت مولانا و سیدنا امیر ابو العلا محبوب رب الارباب قدس سرہ اور یہ اویسیت بھی اویسیت اول کی طرح مقبولہ عالم ہوئی حضرت سیدنا امیر ابو العلا قدس سرہ کو حضرت غریب نواز مشکلکشا ہند الولی معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ سے اویسی فیض پہونچا یہ فیض خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی وفات کے چار سو برس بعد حضرت محبوب رب الارباب سیدنا امیر ابو العلا قدس سرہ کو پہونچا ۵

ہنوز آن ابر رحمت درفشان است		خم و خمخانہ با مُہر و نشان است

چونکہ ان دونون بزرگون کی ارواح مبارک بدو خلقت سے باخودہا عالم ارواح کی معرفت و شناسائی رکھتی تھین بات کی بات مین کامیاب ہو گئین دوسری روح کو جو برور کسب اس طرف لانا ہوتا ہی لہذا صدہا دقتیں سالک کو پیش آتی ہین اور یہ کامیابی مجرد اللہ تعالے کا فضل ہی اس پر پہلے ہی سے حکم لگا دینا شان علم اور شان سلوک سے بعید ہی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم مگر اولیاء اللہ کے اقوال سے

ثابت ہوا ہی کہ اپنے شیخ کے مزار سے بوجہ موانست سالقہ بہت جلد فیض ہوتا ہی اسی کو فیضِ متصل
کہتے ہین اور اس کے بعد اوس بزرگ کی روحِ مبارک سے فیض ہوتا ہی کہ جس کو سالک دیکھ
چکا ہی اور وہ اپنا ہم طریقہ بھی ہی گو اوس سے صحبت کم رہی ہو یا نہ رہی ہو طریقت کا اتحاد استحادِ روحی
کے قریب قریب ہی پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ سلوک اصطلاحِ صوفیہ مین خداوند تعالےٰ
کے وصل کے مقامات کو طے کرنے کا نام ہی غور کرنے کے قابل یہ بات ہی کہ کیسے پاک مالک
و خالق سے ملنے کا ارادہ ہے پھر جب تک ملنے والا پوری پاکیزگی حاصل نکریگا تو کیونکر اوس سے ملنے کی
امید ہو سکتی ہی ناپاک عورتون کے اوبھاؤ مین اوس کے پسند خاطر کے واسطے ڈاڑھیاں
مونڈواتے ہین غیرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتے ہین خود اوس کے ہاتھون کی مار
کھاتے ہین خلق مین روسیاہ ہوتے ہین پھر بھی برسون ہی اوس کے پاؤن پر سر رکھے ہوئے
پڑے رہتے ہین اور دم نہین مارتے ہم سے اللہ تعالےٰ شانہ کے ملنے کے لئے پانچون وقت نماز نہین
پڑہی جاتی پاک و صاف نہین رہا جاتا اور پھر یہ اضطراب کہ ہم آج ہی ولی کیون نہیں ہو جاتے
شیخ ہمکو آج ہی اپنا خلیفہ کیون نہین کردیتا مصرعہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؎
القصہ صاحبِ مزار سے آدمی اس واسطے تقرب حاصل کرتا ہی کہ اون کی روح مبارک
کے ذریعہ سے یہ بھی واصل حق ہو اور جیسی تجرید اون کی روح نے حاصل کی ہی اوس کا کوئی
حصہ اسے بھی نصیب ہو مگر افسوس ہی کہ یہ امر صرف چند ہفتون یا چند مہینون کی کوشش سے
ممکن نہین ہی اگر کوئی چاہے کہ چند ساعت کسی بزرگ کے مزار پر بیٹھ کر اپنے گھر چلا آیا کرے
اور گھر پر اوسی لغویات مین مصروف رہے اور دوسرے ہفتہ تک پھر خبر نہو تو کہین ایسے بودے
ارادون سے اوس گنج مخفی تک رسائی ہوسکتی ہی آدمی سے اچھی طرح ایک ہی کام خوب
ہوسکتا ہی یک سر و ہزار سودا ایک دل و لے شمار خیال ناممکن ہی بلکہ کچھ اس سے بھی بڑہکر
یہ جملہ تقریرین مزار سے فیض حاصل کرنے کے باب مین ہین اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اگر سالک بوالہوس
نہین ہی اور اپنے ارادے مین کامل ہی تو اول اوس کو شیخ کے تحت حکم رہنا چاہیے سب مرحلے

اوسکے یہیں سے طے ہوںگے شیخ کی حیات میں فیض لینا کسی بزرگ کے مزار سے اون لوگوں کا طریقہ ہی جو اہل سلوک کے دیکھنے والے نہیں ہین اوس کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی حکم علم نص قطعی کے مقابلہ مین قیاس کو دخل دے ؎

ہرکہ اول قیاس کہا نمود	پیش انوار خدا ابلیس بود

ہان بعد وفات شیخ شیخ کے مزار سے اوس مواںست قلبی کو اور مستحکم کرسکتا ہی اور مزار سے فیض پانے ہونے کی پہلی صفت یہ ہی کہ سالک کا دل دنیا سے سرد ہو جائے اور موت سے اوسے وحشت نہو واللہ اعلم بالصواب اور جب مزار پر کسی بزرگ کے حاضر ہو تو اس کتاب کی تلقین دہم کی ہدایت کے موافق حاضر ہو انشاء اللہ تعالے ضرور اوس پر دروازہ فیض کھولا جائیگا السعے منی والاتمام من اللہ

تلقین بست وچہارم دربیانِ خلافت

دنیا میں رسم خلافت سے زیادہ قدیم اور ضروری کوئی رسم نہین ہی آدم علی نبینا وعلیہ السلام کا ہنوز وجود بھی نہ تھا کہ اون کی خلافت کا آوازہ آویزہ گوش ملائکہ بن گیا تھا قال اللہ تعالے شانہ انی جاعل فی الارض خلیفہ خلیفہ کے چند معنی ہین ایک معنی یہ ہی کہ کسی کے پیچھے آنے والا یہ معنی اس مقام پر صادق نہین آتے اس لئے کہ پروردگار تعالے کبھی غایب ہونے والا نہین ہی الآن کما کان دوسرے معنی قایمقام اور ولی عہد کے ہین ولی عہد اپنے مستخلف کی زندگی مین ولیعہد قرار پاتا ہی چونکہ یہ عالم اسباب ہی اور قانون قدرت یوں ہین واقع ہوا ہی کہ ہر عالم مین اوس کے اصول موضوعہ کے موافق کارروائی کیجائے لہذا اس عالم کے واسطے پروردگار تعالے شانہ کو ایک خلیفہ کرنا ضرور تھا اور خلافت کے واسطے ایسا شخص منتخب ہو کہ سینہ اوسکا گنجینۂ اسرار ہونے کی قابلیت تامہ رکھتا ہو اور اپنے مستخلف کا پورا پورا رازدار ہو اور نجیب اور شریف بھی ہو پس حضرت باری تعالے شانہ نے اس امر کے واسطے اپنی مخلوقات مین سے اپنے بندہ برگزیدہ یعنی آدم کو منتخب کیا فی الواقع ان سے زیادہ شریف کون ہوسکتا تھا کہ اللہ کے

ہاتھون سے انھیں بنایا اور فیاض ازلی نے خود ان کے سینہ کو گنجینہ اسرار کردیا تمام دنیا چھ روز مین ہی
ان کی مشت خاک کا پتلا چالیس روز مین طیار ہوا خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحًا
اس خلافت کو لسان طریقت مین سُنت اللہ کہتے ہین یہ سُنت اہل اللہ کے یہان برابر قایم ہی اور
رہیگی اور اوس خلافت کی مُہر نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا جو حضرت آدم علیہ السلام کی
پیشانی پر چمکایا گیا تھا احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ یہ نور مبارک جس جس کی پیشانی پر چمکا وہ کبھی
زنا مین نہ مبتلا ہوا خلافت کی شرطوں مین سے پہلی شرط یہ ہی کہ صحیح النسب ہو تا خلیفہ کا ضرور
ہی جب غیر صحیح النسب کے پیچھے نماز درست نہین ہی تو اوس کے ہاتھ پر بیعت کیونکر درست ہو سکتی
ہی اور جو لوگ فاسد العقیدہ اور مخالف مذہب اہل سنت والجماعت ہون اور طریقہ اہل تقلید سے
باہر ہون وہ بھی خلیفہ نہین ہوسکتے جب تک مرید یا خلیفہ اہل سنت والجماعت کے عقاید کا پابند
ہی داخل سلسلہ ہے جب فاسد العقیدہ ہوا سلسلہ سے باہر ہو گیا **شرح عقاید وصیت**
اللہ کو وحدہ لاشریک جانے جملہ انبیا کی رسالت و نبوت کا اقرار دل سے کرے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خاتم جملہ انبیا جانے امت مین سب سے بزرگ حضرت صدیقؓ اون کے بعد حضرت
عمرؓ اونکے بعد حضرت عثمانؓ اونکے بعد حضرت علیؓ اونکے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ کسی ولی کو نبی پر
فضل نہین صحابہ رضی اللہ عنہم کی جنگ مین سکوت بہتر ہے حضرت امیر معاویہؓ کا بدگو اہل سنت
والجماعت کے طبقہ سے خارج ہی اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ حرام ہی طواف بھی ممنوع ہی
بوسہ دینا مباح ہی مجالس سماع بے میزامیر بلا خلاف درست ہی اولیاء اللہ کے مزارات پر عورات
کا بے پردہ آنا حرام ہی مردون کا زیارت قبور کو جانا سنت ہی جماعت کا ترک کرنیوالا بدعتی ہی
اکتساب فیض بزرگان دین کے مزارات سے صوفیہ محققین اور صلحا کے اقوال و افعال کی رو سے
ثابت ہے اولیاء اللہ کی روح کی وسیلے سے اللہ سے دعا مانگنی درست ہی مگر اولیاء اللہ
کی ذات کو قاضی الحاجات اور مجیب الدعوات نہ سمجھے کہ یہی کفر ہے سالک کو اپنے مکاشفے
پر یقین نکرنا چاہیئے اور نہ حکم لگانا چاہیے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پوشی

فرمائی ہی اور اپنے مشاہدے یہ حکم نہین فرمایا اپنا خلیفہ ایسے شخص کو کرے جو صحیح النسب ظرف کا وسیع
اور طریقت کی باتون کا جاننے والا ہو اگر اپنا بیٹا لایق ہو تو وہ خلیفہ ہو اور اگر مرید بیٹے سے زیادہ
لایق ہو تو مرید ہی خلیفہ ہو مگر اربعیت ممنوع ہی اس لئے کہ یہ فعل لہو سے مشابہ ہو جاتا ہی بے
نمازی کو طریقت کی باتین نہ بتائی جائین کسی کو کافر نہ کہنا چاہئے کیونکہ مسلمان پر کفر کا
فتوی جاری کرنا سخت ہے تو اوامر ہی بزرگون نے اس سے بہت کنارہ کشی کی ہی کوئی مسلمان ارتکاب
کبائر سے کافر نہیں ہوتا کوئی کافر جبتک زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق نکرے مسلمان کہا
جائیگا جو شے حلال ہے وہ کھائے جو شے حرام ہی اوس سے پرہیز کرے اہل عمل نے جو شے
ترک کی ہی اون کے ترک سے حرام نہین ہو سکتی جبتک شیخ موجود ہی بغیر اوسکی اجازت کے مرید
دوسری جگہ جانے کا مجاز نہیں تعزیہ داری شیعہ اور سُنّی کسی کے مذہب مین جائز نہیں ہے
سبّ صحابہ رضی اللہ عنہم گناہ کبیرہ ہی حضرت عائشہ صدیقہ کا تہمت لگانے والا فاسق ہی علما
سے محبت رکھنی چاہئے اور اون کی بزرگداشت کیجائے اولیاء اللہ مین سے ایک کو دوسرے
پر بزرگی ندے ورنہ ایک ایسا طائفہ پیدا ہو جائیگا کہ آپس مین لڑنے لگیں گے او نتیجہ یہ ہوگا
کہ صحابہ کی طرح اولیاء اللہ پر بھی طعن ہونے لگیں گے تقلید مین بہت بڑے فائدے ہین علما اور
آئمہ کی عظمت دل مین رہتی ہی اور یہ دائرہ تقلید خاص للّٰہیت کا دائرہ ہی اور یہ امر تجربے سے
ثابت ہی کہ جو لوگ اچھی طرح سے صرف و نحو بھی نہین جانتے وہ بھی حضرت حضرت امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پہلو دبانے کو موجود ہین چنانچہ اسوقت سیکڑون مجتہد موجود ہین
اور حقیقت مین مجتہد ایک بھی نہین ہی بھنگ نوش اور شرابخوار اور بے نمازہ فقیر نہیں ہو سکتا مگر ہمکو
ان لوگون کو برا بھلا بھی نکہنا چاہئے اس لئے کہ ہم نہ قاضی نہ مفتی انکی صحبت سے دور رہنا
منشاء عقل ہی صوفی کو کسی عالم یا صوفی سے مناظرہ نکرنا چاہیے اس لئے کہ یہ لوگ اہل حال
ہیں نہ اہل قال سالک کو اپنی آنکھون کی بڑی حفاظت چاہئے تاکہ نامحرمات پر نہ پڑسکیں اس لئے
کہ جو آنکھیں جمال قدرت کا تماشہ کرنے والی ہون اون کا دامن نظر نہایت پاک ہو کیونکہ

تھوڑی سی بدبو عطر کی خوشبو پر غلبہ کر جاتی ہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تمّت

قطعہ تاریخ از تصنیف لطیف جناب فقیر محمد خانصاحب آنوری آگرہ

ہی سالکِ اکبر کی یہ تالیف گرامی — مقبولِ مقدس ہے نہین اس مین ذرا شک
لکھ مصرعۂ تاریخ تو اے آنور حیران — ادراک حقیقت کا آئینہ بلا شک
۱۳ھ ۹ ۹

قطعہ تاریخ برادرِ گرامی جناب مولوی نثار علی صاحب اکبرآبادی

تصنیف کی وہ کتاب حضرت نے مرے — شہرہ جس کا سمک سے ہے تا بسماک
کیا عمد گیان ہون اس رسالے کی بیان — ہے ترجمۂ حدیث شاہ لولاک
یا مورد واردات و الہام خدا — یا معنی ہر صحیفۂ خالق پاک
نسخہ پر شفا خدا اشاہد ہے — ہر نفس گزیدہ کے لئے ہے تریاک
تاریخ کی فکر کی تو ہاتف نے کہا — فیض ازلی ہے وسیلہ ادراک
۱۳ھ

۵۰

پچاس جزو اور پانسو چھپیے تو چالیس^۴۰ جزو اور ڈھائی سو چھپیے تو تیس^۳۰ جزو کے حساب سے اُجرت لیجائیگی۔ اگر تعداد سو م سے بھی کوئی کتاب کم چھپوانی منظور ہو تو اوس کا حساب مطبع سے دریافت ہو سکتا ہے مگر کل صورتون مین چھپائی کا نصف روپیہ حسب دستور مطبع پیشگی لیا جائیگا کچھریون اور دفترون کے جملہ کاغذات ضروری بھی بکفایت تمام مطبع مین چھپ سکتے ہین ؛

اشتہار کتاب نجات قاسم مع ضمیمہ نذر محبوب

واضح ہو کہ یہ کتاب فیض انتساب یعنی نجاتِ قاسم ذکر اولیاء کرام سلف و خوارقِ عادات و کشف و کرامات و اذکار وغیرہ سے مملو و پُر ہے اور ضمیمہ اس کا مسمّی بہ نذر محبوب مصنفہ جناب مرشدنا و مولانا حاجی حرمین الشریفین جناب مولوی سید محمد اکبر صاحب ابو العلائی دانا پوری دام ظلکم سے ہے کہ جس مین تمام شہرون کے صوفیان حال کا ذکر بسلسلہ و بیعت خاص نہایت صحت کے ساتھ ارقام فرمایا ہے قیمت معہ محصول ڈاک عہ

صراط الہدی۔ یہ رسالہ حضرت قطب عالم غوث الاعظم محبوب یزدانی حضرت سیدنا و مولانا محی الدین [illegible] جیلانی پیران پیر دستگیر کی نذر گیارھوین کے جواز مین بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے طبع ہوا ہے قیمت ۲ر

تذبیح البقر اس مین گائے کے ذبح کرنے کو وید شاستر و پران سے ثابت کیا ہے قیمت فی جلد ۲ر

عین الایمان

ناظرین مناظرات دینیہ اور ماہرین مطارحات یقینیہ جو چشم حقیقت بین اور دل انصاف گزین سے تصنیفات جدیدہ کو نظر اشتیاق سے ملاحظہ فرماتے ہین اُن کو مژدہ ہو کہ رسالہ

لاجواب عین الایمان زبان سلیس اُردو مین تصنیف محمد عبد اللہ شاہ فقیر سالک
جس مین مذہب امامیہ کی تحقیقات و تردید اور اہل سنت کی براہین عقلیہ و مضامین نقلیہ
مفصل اور مشرح طور سے درج ہین چھپکر طیار ہو گیا ہے سباحثوں کے سیکڑوں رسالے
نظر سے گذرے ہونگے مگر یہ اپنے رنگ مین سب سے علیحدہ ہے۔ اس کی خوبی
دیکھنے سے متعلق ہے زیادہ لکھنا بیجا ہے قیمت صرف ۸ر ہے مدریعہ ویلیو پے ایبل ۱۱ر

شیعہ و سنّی کا مناظرہ اور اُسکا اثر و نتیجہ

یعنی رسالۂ

اسرار الہدیٰ

یہ کتاب ہمارے مطبع میں موجود ہے اسکے اوصاف نیچے کی کیفیت سے معلوم ہونگے

آگرہ مین ایک مناظرہ اہل شیعہ و سنی کا ایسا واقع ہوا ہے کہ جسکی تمام ہند میں شہرت ہو چکی ہے اسواسطے کہ جانبین سے رسائل سوال و جواب چھپکر عام میں شائع ہوئے۔ آخر رسالہ موسومہ مدرالدجیٰ (جو اسوقت زیر طبع ہے) جناب مولوی جہانگیر خاں شکوہ آبادی سُنی کا ایسا لاجواب ہوا کہ آج تک اوسکا جواب کسی شیعہ سے نہ ہو سکا مدرالدجیٰ کو سیکڑوں شیعہ ہی نے بڑے شوق سے پڑھا چونکہ بحث معقول و مدلل تھی اہل انصاف کے دل قبول ہی کیا چاہیں اکثر شیعہ سُنی ہو گئے مسلما دیکھئے مفتی سید جوہر علی صاحب مچھلی شہری بھی (جو بڑے ہی لایق اپنے مذہب کے دینی علم تھے) شائید اپنی شفقی ہوئے ایسے بڑے قابل رکن اعظم کا اپنے گروہ میں سے نکلکر موید صحابہ العین ہو جانا اہل شیعہ کو سخت ناگوار گذرا (جیسا کہ ہونا چاہیئے) پس تمام شہر کے شیعہ جمع ہوئے اور جمہوری رائے سے منشی صاحب موصوف سے چند ایسے سوال کئے کہ جنکے جواب اپنے دلمیں محال تصور کرتے تھے اور فی الحقیقت وہ ایسے ہی دشوار سوال ہیں ملاحظہ فرمائیے یہ ہیں سوال اہل شیعہ (۱) خلافت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ہے یا نہیں (۲) اگر صحیح حدیث ہے پھر شوریٰ کیسا (۳) حضرت صلعم نے اس ذکر کو مجمل کیوں رکھا مفصل کیوں نہ فرمایا۔ حضرات غور فرمائے کہ یہ کیسے مشکل سوالات ہیں اور اون کے جواب کس قدر دشوار مگر حق حق ہی ہے اور باطل باطل منشی صاحب موصوف نے بتفضل خدا و باعانت مولوی جہانگیر خاں صاحب شکوہ آبادی اہل سنت کی کتب معتبرہ سے وہ دندان شکن جواب دئے کہ دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے اور اوس پر غضب یہ کیا ہے کہ اہل شیعہ کی کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ سے بھی ثابت کر دیا جو اون کو بلا عذر ماننا پڑا۔ اب دم بخود ہین ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ اس رسالہ میں علاوہ اسکے اہل نواصب کے اُن اعتراضوں کے جواب بھی منجانب اہل سنت دئے ہیں جو شیعہ و سنی دونوں پر عائد ہوتے تھے۔ آخر کتاب مین صرف ایک سوال اہل سنت کی طرف سے شیعوں پر قایم کرکے کتاب کو ختم کر دیا ہے قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک ۸ر بذریعہ ویلیو پی ایبل ۱۱ر یا دہ کے خریدار کو فیس ویلیو کی رعایت ہو گی رجا کہ ناظرین خود بھی منگائیں اور احباء و اعزا کو ترغیب دیکر داخل حسنات ہوں المشتہر مہتمم مطبع شوکت شاہجہانی آگرہ گلی نصیر خاں

ماں کی خدمت اس رسالہ میں آیات قرآنی اور احادیث و اقوال صحابہ کرام سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ماں باپ کی

العجز عن الادراک ادراک